

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دُرِّ مَشْرِینِ فِارَسِی مُتَحَرِّمِ

مترجمہ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیش کردہ

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی



شائع کردہ

محمد احمد اکیڈمی - رام گلی نمبر ۳۳ - لاہور

طبع دوم	۱۹۶۷ء
تعداد	ایک ہزار
طابع	مبارک محمود پانی پتی
مطبع	نقوش پریس، لاہور، مالک محمد طفیل
قیمت فی جلد	چار روپے پچاس پیسے صرف

ناشرین

محمد احمد اکیڈمی

رام گلی نمبر ۳ - لاہور

.....

ویاچہ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ جیسے صوفی فنش بزرگ تھے بہت ہی کم آدمی بلے ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے موجودہ زمانہ میں سلف صالحین کا ایک بہت ہی عمدہ نمونہ تھے۔ صحیح اور حقیقی ستموں میں وہ ایک دلی اللہ اور تمام شائیں بزرگ تھے۔ ان کی زبان اور قلم سے لغتوں کے جو حقائق و حقائق کے پھول جبر اکرتے تھے، ان کی کیفیت وہی لوگ بنا سکتے ہیں جنہیں ان کی بابرکت اور بافیض صحبت میں بیٹھے کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ مجھے دل کی سچائی کے ساتھ یہ بات کہنے دیجئے گا ایسے محترم اور مقدس بزرگ آسمان صدیوں چکر کھاتا ہے جب ہمارے کہیں پیدا ہوتے ہیں اور جب وہ ایک دنیا کو اپنے علم نبی قابلیت اور اپنے بے نظیر اسحاق سے فیض یاب کر کے اس جہان سے سدھارتے ہیں تو اپنا کوئی قائم مقام چھوڑ کر نہیں جاتے وہ انسانیت کا نغمہ ہوتے ہیں اور اس مخلوق کا پیکر وہ دنیا کے لیے ایک شمع ہدایت ہوتے ہیں اور ان کے وہ سنتوں کے لیے ابر رحمت میرا تعلق ۱۹۱۷ء سے لے کر ۱۹۲۶ء تک جب ان کی پاک روح اپنے مولک حقیقی سے ملنے کے لیے طائر اعلیٰ کو روانہ ہو گئی، ان سے بلا خدا کی قسم میں نے ان کو ہر لحاظ سے ایک بے نظیر انسان پایا خدا کے عشق میں ہمیشہ ان کو چور دیکھا اور ان کی صحبت حاصل اللہ علیہ السلام کی محبت میں ان کو ہمیشہ ستر سار پایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وابہانہ

الفت ان کی رنگ گیلیں چھائی ہوئی تھی۔ قرآنِ کیم اور دیرینوں کو ہمیشہ میں نے ان کے سر لٹنے لکھا ہوا دیکھا۔ قرآنِ کیم کے جو معارف وہ بیان کیا کرتے تھے اور جو افضل میں نثار تھے ہوا کرتے تھے وہ ایک دنیا پرستی تھی اور شمش کرتی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کی جو پر معارف اور حلاوت تفسیر وہ کیا کرتے تھے وہ عجیب روح پرور تھا کرتی تھی۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے بڑے ہی شوق اور محنت کے جذبات کے ساتھ فارسی و عثمانی کا نہایت محنت سے اردو میں ترجمہ کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی اشعار جس عشق و محبت، جذب و خلوص، معارف و حقائق اور شیرینی و حلاوت سے بھرے ہوئے ہیں وہ اہل ذوق حضرات سے بہتیدہ نہیں۔ جو زور بیان اور شوکت الفاظ فارسی و عثمانی کے صفحہ میں موجود ہے۔ بلا ریب تنقید میں اور متاخرین کی تمام منظوم فارسی کتب اس سے خالی ہیں۔ اسی بے نظیر اور لائق تالیف کلام نے حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کماں اشعار کے اردو ترجمہ پر بلا غیب کیا تاکہ اردو دان طبقہ بھی حضرت سلطان اعظم کے روح پرور کلام سے فائدہ استفادہ فیض یاب ہو سکے۔

یہ ترجمہ عرصہ کی کاوش اور محنت کے بعد حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے جون ۱۹۲۳ء کو ختم کیا۔ اور بہت ہاتھ رہے کہ کسی طرح یہ کتاب چھپ جائے۔ ان کی سعادت کنایہ میں ہی نثار کیا کرتا تھا۔ جب مجھے حضرت میر صاحب نے یہ ترجمہ دکھایا تو میرا دل بے اختیار چاہا کہ فوراً چھپ کر منظر عام پر آجائے۔ مگر اپنی سستی اور کاہلی اور خستہ اعمال کے باعث باوجود شدید درخواست کے میرا ارادہ عمل کی شکل اختیار نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ ۱۹۲۵ء جولائی ۱۹۲۵ء کو حضرت میر صاحب ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔

وہیت کہ گئے تھے کہ میرے سارے مودات اسماعیل کو دے دیے جائیں۔ وہ یقیناً فارسی کا
یہ ترجمہ اپنی زندگی ہی میں حضرت میر صاحبؒ نے میرے سپرد کر دیا تھا۔

حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کے سارے مودات میں نے اپنی جان کے برابر رکھ
چھوڑے تھے۔ اور جب مجھے ۲۹ ستمبر ۱۹۲۷ء کو سلسلہ کے ایک ضروری کام کے لئے قادیان سے
لاہور آنا پڑا تو میں اپنی عویذہ جو ربانو معلمہ نصرت گروہانی سکول قادیان کو تاکہ کر آیا کہ اگر خدا نخواستہ
تمہیں قادیان چھوڑنا پڑے تو میری کتاب لے لو اور مال و اسباب میں سے صرف اس طنز تک کو بچانے کی
کوشش کرنا جس میں میر صاحب کے مودات ہیں باقی سب کچھ غارت ہو جائے اس کی پروا نہ کرنا۔
میرے لاہور چلے آنے کے بعد قادیان پر جو کچھ گندمی ظلم میں ملاقت نہیں کہ اس کا
بیان کر سکے۔ جو بناؤ نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر انتہائی کوشش کی کہ مودات کا ٹرنک
بچ سکے مگر تقدیر کے نوشتے پورے ہونے تھے۔ کچھ بھی نہ بچا اور سب کچھ تباہ ہو گیا۔

مجھے بے انتہا فاق اور رنج ان مودات کے ضائع ہونے کا ہوا مگر خدا کی تقدیر میں
کیا چارہ تھا۔ ناچار صبر کی سہل اپنی کمزور چھاتی پر رکھ کر خاموش ہو گیا مگر بار بار خیال آتا
تھا کہ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے ان مودات کو میرے حوالے فرمایا تھا مگر میں ان کی
مقدس امانت کی اپنی نالائقی کی وجہ سے حفاظت نہ کر سکا۔ سب سے زیادہ میر اہل و عیال
کے اس ترجمہ کے لئے لوٹتا تھا۔ مگر بس اور لاچار تھا۔ بظاہر کوئی شکل اس کی دینیابی کی
تمہیں تھی جب حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کا سارا مکان ہی لٹ گیا جہاں میں رہا
اتا تھا تو نہ ترجمہ کس طرح محفوظ رہتا؟ اکثر خیال آتا تھا کہ نہ معلوم کس نے چند سیول

میں خریداجو گایا کس وکانٹارکی پڑھیں اس میں بندھی ہوں گی سہ اور سال اسی سوچ میں
 گذر گئے دل کو ہرچہ مبرکی تھیں کرنا تھا لیکن میری آتا تھا۔ مگر اندر سے کوئی کہتا تھا کہ یہ
 سزا محض ہے اور دل ہائے گا۔ آخر برسوں کی دلی گرفت اور کشمکش کے بعد میں نے اپنے
 عشرم دوست ملک صلاح الدین صاحب ایم اے کو جو اس وقت قادیان میں ناظر
 تعلیم و تربیت تھے خط لکھا کہ آپ کہیں تلاش تو کریں کسی شخص کے پاس کسی کہاڑی کے
 پاس۔ کسی کتب فروش کے پاس کسی دکاندار کے پاس اس کا مسودہ مل جائے۔ تو میں
 اس کے لئے دو سو روپے تک دینے کو تیار ہوں۔ ملک صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے
 خیر دے۔ انہوں نے کمال ہمدردی کے ساتھ یہ مسودہ نہ معلوم کہاں سے تلاش
 کیا اور خود واگہ تشریف لائے اور میرے حوالہ کر دیا۔ ملک صاحب کے اس احسان کا میں
 جس قدر بھی شکریہ ادا کر دوں کم ہے۔

مسودہ مل جانے کے بعد میں نے اس کی طباعت کی درخواست حضرت علامہ المسیح
 الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دی جہاں سے فوراً اجازت مل گئی۔ پور میں نے
 مسودہ کتابت کے لئے دے دیا یہ جنوری ۱۹۵۴ء کی بات ہے۔ جلد ہی کتابت ختم ہو گئی
 اور میں نے کتاب شائع کر دی یہ کتاب چھپتے ہی فوراً فروخت ہو گئی۔ اس پر مجھے دوسری
 طباعت کی فکر ہوئی مگر اس تمام عرصہ میں حالات ایسے نامساعد رہے کہ سخت خواہش کے
 باوجود اپنے ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

اس دوران میں بہت سے اجاب کی طرف سے اس کی دوبارہ طباعت کا

شہید اصرار ہوتا رہا۔ سب سے زیادہ تڑپ اس کی اشاعت ثانی کی حضرت میاں بشیر احمد
 رضی اللہ عنہ کو تھی۔ انہوں نے مجھے یہ بھی لکھا کہ اگر مالی پریشانی ساہ میں حاصل ہے تو چار سو روپے
 سے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ مگر می شیخ بشیر احمد صاحب حج ہائی کورٹ لاہور نے مجھ سے
 بارہ فرمایا کہ تم کام شروع کرو میں ساری کتاب ملا کوں پر اپنے خرچ سے چھپوا دوں گا انشاء اللہ
 واللہ نے مجھے لکھا کہ اگر تم نہیں چھپواتے تو ہم چھپواتے ہیں کیونکہ ہنگامہ ہے اور برابر
 اعلیٰ کے خط لار ہے ہیں ایک مقامی چاشت نے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو باقاعدہ
 درخواست بھی بھیج دی کہ ہیں اس کی دوبارہ اشاعت کی اجازت دی جائے مگر دوبارہ غفلت
 سے ان کو یہی جواب ملا کہ اسماعیل حسن نے پہلی مرتبہ یہ کتاب شائع کی تھی۔ دوبارہ بھی وہی
 شائع کرے گا۔

اس پر میں نے اپنی انتہائی بے یارگی کے باوجود اس کی دوبارہ اشاعت کا ارادہ
 کر لیا۔ تم پہلی اشاعت کے وقت پاس تھی نہ دوسری اشاعت کے وقت۔ گریں نے
 تو کل علی اللہ کام شروع کر دیا۔

اب سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ طبع اول میں کتابت کی جو غلطیاں رہ گئی تھیں ان
 کو درست کیا جائے تاکہ کتاب صحیح چھپے۔ اس ضمن میں مولوی عطاء الرحمن صاحب مرحوم فریڈ
 نصرت گریز کالج برہہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور حقیقت ہے کہ بہت ہی محنت کے
 ساتھ انہوں نے ساری کتاب کو دیکھا۔ پھر میں نے بزرگ محترم حضرت حافظ سید
 عظیم احمد صاحب شاہ چانوری کی خدمت میں اس کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے

وہ فرمایا: لیکن پیرانہ سالی۔ عمارت اور علیم الغزالی کے باعث کام میں بہت
 دیباچہ لگی۔ پھر میں نے فاضل جلیل محترمی شیخ محمد احمد صاحب منگہرنی۔ اسے ایل
 ایل علی ایضاً متلئے صاحبہ مطلع لائل پور کی خدمت میں محترمی جناب شیخ بشیر احمد
 صاحب حج ہائی کورٹ لاہور کی معرفت اس کی تصحیح کے لئے عرض کی۔ شیخ
 محمد احمد صاحب نے نہایت ہی خندہ پیشانی کے ساتھ باوجود سخت علیم الغزالی کے
 اس کلمہ کام کی حامی بھری اور نہایت محنت کے ساتھ اس کی تصحیح کی۔ اور مجھے
 کتاب کی واپسی کے ساتھ اس کے متعلق مفصل ہدایات لکھ دیں جن کی روشنی میں
 میں یہ کتاب شائع کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی
 وسعت دے اور ان کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔ ان کے لیے میرے دل سے جو دعائیں
 نکل رہی ہیں خداوند کریم اپنے فضل سے ساری قبول فرمائے۔

اب کتابت کا بھاری پتھر تھا جس کا بارگرمی جناب علیم محمد شیخ صاحب خوشنویس
 نے نہایت خوشی کے ساتھ اپنے سارے کاموں کو روک کر اٹھالیا اور نہایت عمدگی پوری
 احتیاط اور بڑی محنت سے اسے سرانجام دیا۔

مکرمی و محبتی ملک محمد طفیل صاحب مدیر رسالہ نقوش کی عنایت اور مہربانی کا
 میں تین ماہ بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ موصوف نے پہلے تفسیر صغیر کی بہترین اور
 اعلیٰ ترین طباعت کا نہایت مشکل کام میری درخواست پر اپنے ذمہ لیا اور اسے
 شکر ہی محنت اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ کم سے کم وقت میں بہتر سے بہتر

طوبہ پر انجام دیا۔ اور پھر درخشین فارسی کی طباعت کے سلسلہ میں میری پیش تر اسامی
 اور مدد فرماتی جب ہی میں اس کو جلد تر جلسہ سالانہ کے موقع پر شائع کر سکا اللہ تعالیٰ
 اس پر خلوص محبت کی جو اٹیٹیٹ صاحب نقوش نے سچ اٹھارہ برس سے میرے ساتھ
 ملحوظ رکھی ہے بہتر سے بہتر چیز عطا فرمائے اور ان کے کاموں اور ان کے نیک عزائم
 میں زیادہ سے زیادہ برکت دے۔ آمین۔

میں اب بہت ہی زیادہ ضعیف، کمزور اور مضحل ہو گیا ہوں۔ اور کوئی ضروری
 یا غیر ضروری کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ طباعت کی نگرانی پچھلے دنوں کی جلدیں بند ہونا
 ناں بعد شاعت کا انتظام کرنا یہ سب کام بر خورد اور مبارک محمود نے بہت ہی
 اہمک۔ بڑے شوق اور نہایت مستعدی سے کیا۔ اور آخر وقت تک بہت مصروفیت
 کے ساتھ کام میں لگے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے لوٹھے۔ کمزور، علیل اور نہایت
 مضحل باپ کی اس خدمت کا اجر عطا فرمائے۔ اگر میرا نہایت لایق اور فاضل فرزند
 محمد احمد آج زندہ ہوتا۔ تو وہ اس وقت اپنے بھائی کے اس دینی کام میں نہایت ہی دلی
 ذوق کے ساتھ حصہ لیتا۔ مرحوم کے دل میں دین کی خدمت کا ایک والہانہ جذبہ تھا
 مگر اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص مصلحتوں نے اس کو عین جوانی کے عالم میں جنوری ۱۹۶۲ء
 کو اپنے پاس بلا لیا۔ ع

بکارتے والا ہے سب سے پیدا اسی پاپے دل تو جاں خدا کر
 میں آخر میں کرمی و محترمی جناب میاں جود الحق صاحب رامناظر بیت المال

لایا گیا ہے اور ہر جگہ ادا کر کے اپنی تمہید کو ختم کر رہا ہوں۔ صاحب نے
 اس کی کتاب کی کاپیاں نہایت محنت، نہایت شوق اور نہایت توجہ کے ساتھ ملاحظہ
 فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی اشعار کو حضرت آقا علی کی کتابوں کے
 ساتھ انگریزی سے مقابلہ کے درست کیا۔ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ
 کے اردو ترجمہ کے ایک ایک لفظ پر غور کر کے اسے اصل فارسی کے مطابق کیا۔ کتابت
 کی غلطیوں کی انتہائی احتیاط کے ساتھ تصحیح کی۔ غرض کوئی دقیقہ اس کتاب کی صحت
 اور درستگی کا انہوں نے باقی نہیں چھوڑا۔ میں ان کی عنایت و نوازش اور مہربانی کا
 بہت شکر مند ہوں۔ اتنی محنت کوئی لہجہ کی کتاب کے لئے بھی نہیں کرنا جتنی انہوں نے
 میرے لئے کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس غلوں اور نیکی کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اوسان
 کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار محمد اسماعیل پانی پتی

۲۵ جنوری ۱۹۶۶ء

رام گلی نمبر ۳۲ مکان نمبر ۱۸ - لاہور

دُرِّ ثَمِّینِ فارسی

مترجمہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ

اہر دم از گلخ عالم آفاقیت | اگر کیش بانی دینا سائیت

یہ نظام عالم ہاں بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس جہان کا کوئی بانی اور مانع خصوصاً

انکس اور اشتریک و انباریت | نے بگارش و خیل و ہمزائیت

دکوئی اس کا شریک ہے و سا بھی۔ نہ اس کے کام میں کوئی دلیل ہے نہ کوئی اس کا ہمزاد ہے

ایں جہاں و اعمارت اندازیت | و از جہاں برتر است و ممتازیت

وہ اس جہان کا بنانے والا ہے۔ مگر خود جہاں سے بالاتر اور ممتاز ہے

دعدہ لا شریک حی و قہیر | المہذیل لایزال فرد و بصیر

وہ اکبار لا شریک۔ زبورہ اور قادر ہے ہمیشہ سے۔ ہمیشہ رہے گا۔ یگانہ اور باخبر ہے

ہمارے سارے جہان و پاک و قدیم | اخلاق و سائق و کریم و تبیم

جہان کا کار ساز پاک اور قدیم ہے۔ پیدا کرنے والا۔ روز کھانچانے والا۔ مہربان اور رحیم ہے

ارہنما و معلم رو دین | الہادی و معلم علوم یقین

وہ رہنما اور معلم دین ہے۔ وہ ہادی اور یقینی علوم کا الہام کرنے والا ہے

انتصف ہر صفات کمال | ہر تراز احتیاج ال و مجال

وہ ہم صفات کمال سے نصف بعد ال و اولیٰ کے جمیوں سے بے نیاز ہے

اب کیے حال ہستی و حال | اور نیلایہ بد و فنا و زوال

وہ ہر زمانہ میں ایک ہی حال پر قائم ہے۔ قادر زوال کا اس کے صفحہ گذر نہیں

ہستہ از حکم او پر ہوں چیز سے | نہ زچیر ہستہ او نہ چون چیز ہے

کوئی شے اس کے حکم سے یا بنیوں چہ نہ وہ کسی سے نکلا ہے اور کسی کی مانند ہے

اقبال گفت لاس اثبات است | اتنے تامل گفتن ایک دور از ماست

ہیں گئے کہ کتہ کردہ چیزوں کو چھوٹا ہے۔ دیکھ کہ کتے ہیں کہ وہ ہم سے ذہر ہے

ذات او گرچہ ہست بالاتر | اتنی گفت نہ ہر دست و گرا

اس کی ذات اگر ہر سب سے بالاتر ہے گزین کہہ سکتے کہ اس کے چنے کوئی اور چیز ہی ہے

ہرچہ آید بقسم و عقل و قیاس | ذات او برتر است ناں و سماں

ہرچہ کہ قسم عقل اور قیاس میں آسکتا ہے اس کی ذات ہر اس خیال سے بالاتر ہے

ذات بیچون و چند افتاد است | اولاد و وجود آداد است

اس کی ذات ہے مثل اور مکتا ہے اور حدود و قیود سے آداد ہے

نہ وجود سے نہات او ایاز | نہ کے در صفات او ایاز

کوئی وجود اس کا ہر سب سے نہ کوئی اس کی صفات میں اس کے برابر ہے

اتنے پیدا نہ دست قدرت است | اکثریت شمال گواہ وحدت است

ہر سب کے اس کی قدرت سے پیدا ہوا ہے کہ اکثریت شمال گواہ وحدت ہے

اگر شکرش بد سے زخلق دگر | اگنتے این جمل خلق زیر و زبدا

اگر حقوق میں سے کوئی اس کا شریک ہوتا تو یہ تمام دنیا زیر و زبر ہو جاتی

اگر چہ از وصف خاک کی وفا گشت | اذات بیچون اماناں پاکست

خاک اور خاک کی حقوق کی جو صفات ہیں اس کی بے مثل ذات ان سے پاک ہے

ا بند بر پا سے ہر وجود نہاد | خود نہ ہر قید و بند مست آزاد

ہر وجود کے لیے اس نے کچھ پابندیاں لگا دی ہیں مگر خود ہر قید اور پابندی سے آزاد ہے

آدمی بندہ، مست و نفس بند | اور دو صد حرص و آز سر بکھنڈ

آدمی غلام ہے اور اس کا نفس مقید ہے مدد فراہم ہون لاد لالچوں میں پھنسا ہوا ہے

اچھنیں بندہ آفتاب و قمر | بند در سیر گاہ خویش و غمخوار

اسی طرح سورج اور چاند بھی مجبور ہیں اپنے اپنے راستوں پر چلنے کے لیے لاپرواہ ہیں

باہ را نیست طاقت این کار | کہ بتابد بر دوزخوں احوال

چاند کو اس امر کی قدرت حاصل نہیں کہ وہ دہن کو آذوا نہ چمک کے

انیز خورشید را نہ یارائے | کہ تہد بر سر وہ شب پائے

اسی طرح سورج کو بھی یہ قوت نہیں کہ وہ رات کے تخت پر قدم رکھ کے

آب ہم بندہ، مست زینکہ دلام | بند در سردی است نے خود کام

پانی بھی مجبور ہے کیونکہ ہمیشہ سردی میں جم جاتا ہے۔ مرضی کا مالک نہیں

اہلشے تیز نیز بندہ آد | اور چین سوزشے گلدہ آد

تیز آگ بھی اس کی تابعدار ہے اور آدھی جلی میں اسی کی ڈالی ہوئی ہے

اگر بر آری ہم پیش او فریاد | اگر ہمیش کم نہ گرد اے متلا
 اگر تو اس آگ سے الجا کرے تب بھی اے شخص! اس کی گرمی کم نہ ہوگی
 پلٹے اشجار درختیں بند مست | سخت دیبا سلاسل انگنہ مست
 درختوں کے تنے زمیں میں پیوست ہیں ان کے پاؤں میں مضبوط زنجیریں ڈال دی ہیں
 ایسی عمریتنگان آل یکذات | پر وجودش دلائل و آیات
 ہر سب چیزیں اسی ہستی سے وابستہ ہیں اور اس کے وجود پر دلائل اور نشان ہیں
 اسے خداوند خلق و عالمیاں | خلق و عالم ز قدرت حیران
 بسے جہاں اور مخلوقات کے آقا و دنیا اور مخلوق تیری قدرت سے حیران ہے
 اچھ عجیب مست شان و شوکت تو | اچھ عجیب مست کار و صنعت تو
 تیری شان و شوکت کس قدر با عظمت ہے تیری صنعت اور تیرا کام کتنا عجیب ہے
 احمد را یا تو نسبت از آغاز | اٹھے دہاں کس شریک نے آہناز
 شروع ہی سے محمد کا تیرے ساتھ تعلق ہے اور اس معاملہ میں نہ کوئی تیرا شریک ہے نہ ہمسر
 تو وجدی و بے نظیر و قدیم | اختصرہ نہ ہر تقسیم و بسیم
 تو اکیلا ہے مثل اور انہی ہے اور ہر سماجی اور شریک سے پاک
 کس نظیر تو نیست در دو جہاں | پر دو عالم توئی خدائے یگان
 دو جہاں جہاں ہیں تیرا کوئی نظیر نہیں۔ دونوں عالم میں تو اکیلا ہی خدا ہے
 اندو تو غالب مست بر ہر چیز | ہر چیز سے بر جنب تو ناجیز
 ہر شے پر تیری طاقت غالب ہے اور ہر چیز تیرے مقابلہ میں ناتواں ہے

آرتست ایمن کند ز ترس و خطرا | اہر کہ عارف ترست ترساں ترا
 تیرا خوف ہر ڈر اور خطرہ سے محفوظ کر دیتا ہے جو تیری معرفت زیادہ رکھتا ہے وہی تجھ سے زیادہ ڈرتا ہے
 خلق جوید پناہ و سایہ کس | اول پناہ ہمہ تو ہستی و بس
 مخلوق کسی کی پناہ اور سایہ ڈھونڈتی ہے مگر سب کی پناہ صرف تیری ذات ہے
 ہست ببادت کلید ہر کارے | خاطرے بے تو خاطر آزارے
 تیری یاد ہر مشکل کی کلید ہے - تیرے بغیر ہر خیال دل کا دکھ ہے
 اہر کہ تاملہ بدرگست بہ نیاز | بخت گم کردہ را بیاید یا نا
 جو تیرے حضور میں عاجزی سے رہتا ہے وہ اپنی گم گشتہ قسمت کو دوبارہ پاتا ہے
 لطیف تو تزک طالبان نکند | کس بکار بہت زباں نکند
 تیری ہر بات طالبوں کو نہیں چھوڑیں - کوئی تیرے معاملے میں نقصان نہیں اٹھاتا
 اہر کہ با نواب تو سرے دارو | پشت بر روئے دیگرے دارو
 شخص صرف تجھ سے تعلق رکھتا ہے وہ دوسرے کی طرف بٹھکے پھیر لیتا ہے
 از نیک بچوں کار بر تو گنجد | رو بہ اختیار از چہ رو آرد
 کیونکہ جب وہ اپنا معاملہ تجھ پر چھوڑ دیتا ہے تو پھر کیوں نیو، ان کی طرف توجہ کرے
 ذات پاکت بس دست یار کیے | دل کیے - جان کیے - نگار کیے
 تیری ذات پاک کا ہمارے لیے دست ہونا کافی ہے دل بھی ایک ہے جان بھی ایک ہے محبوب بھی ایک ہونا چاہیے
 اہر کہ شیدہ با تو در سازد | رحمت آشکار بنو آرد

ابر کہ گیر دوست بصدق و حضور | از دور و با ہم او بیار و نور |
 صدق اور اخلاص سے تیرے ہر کلمے پر کتاب ہے تو اس کے دور و با ہم سے فرد کی بارش برسانے ہے
 ابر کہ بہت گرفت کارش شد | صد امید سے برو کارش شد |
 جو تیری راہ پر گامزن ہوا اس کا کام ہی گیا اور اس کی کامیابی کی سوا امیدیں بندہ نہیں
 ابر کہ راہ تو جہت یافتہ است | آفت آں رو کہ سرفتہ است |
 جس نے تیری راہ ڈھونڈی اس نے پایا وہ چہرہ لہرائی ہو گیا جس نے تجھ سے سرکش نہ کی
 اور گناہ ظلمت قربت تو رسید | ابر در ہر کہ رفت و آت و دید |
 مگر جو تیرے قرب کے ساء سے بجا گاہ جس دروازہ پر بھی گیا دولت یکھی
 اے خداوند من گناہم بخش | اسے دگاہ و خورشید راہم بخش |
 اے میرے خداوند! میرے گناہ بخش دے اور اپنی درگاہ کی طرف مجھے رست دکھا
 اور دشمنی بخش در دل و جاہم | اپنا کُن از گناہ پناہم |
 میری جان اور میرے دل میں دشمنی سے اور مجھے میرے غم گناہوں سے پاک کر
 اول ستانی و دلربائی کُن | ابر گلے گرہ کشائی کُن |
 دل ستانی کر اور دل ربانی دکھا اپنی ایک نظر کرم سے میری شکل کشائی کر
 اور دو عالم مرا عزیز تونی | اور آنچہ می خواہم از تو نیز تونی |
 جہاں عالم میں تو ہی میرا پالنا ہے اور یہ چیزیں تجھ سے چاہتا ہوں وہ بھی تو ہی سے

اور دلم جو شد ثنائے سرور سے | اہلکے در خوبی نداد ہمسرے |
 میرے دل میں اس سردار کی تریب بوش لہری ہے جو خوبی میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا
 اہلکے جانش عاشق یا بر ازل | اہلکے روحش داخل آل دلبر سے |
 وہ جس کی جان خدائے ازل کی عاشق ہے وہ جس کی روح اس دلبر میں داخل ہے
 اہلکے مجنوب غلبات حق است | اہلکے لطفے پرورد پرورد و برتر سے |
 وہ جو خدا کی مراد میں سے اس کی لون کھینچا گیا ہے اور خدا کی گرد میں رک بچہ کی ناند چلا ہے
 اہلکے در پردہ کرم بحر عظیم | اہلکے در لطف اتم کیا ڈر سے |
 وہ جو نیکی اور بزرگی میں ایک بحر عظیم ہے اور کمال خوبی میں ایک نواب مقرر ہے
 اہلکے در وجود و سخا ابر بہار | اہلکے در فیض و عطایک خاور سے |
 وہ جو بخشش اور سخاوت میں ابر بہار ہے اور فیض و عطایں ایک سورج ہے
 آل رحیم و رحمتی را آیتے | آل کریم و جود حق را منظر سے |
 وہ رحیم ہے اور رحمت حق کا نشان ہے وہ کریم ہے اور بخشش خداوندی کا منظر ہے
 آس قریح قرخ کربک دیدار او | ازشت دورای کندوش منظر سے |
 اس کا مبارک چہرہ ایسا ہے کہ اس کا ایک ہی صدمہ بد صورت کو جیسی بنا دیتا ہے
 آل دل روشن کہ روشن کرد ما ست | احمد دروان تیور او چوں اختر سے |
 وہ ایسا روشن ضمیر ہے جس نے روشن کر دیا سینکڑوں سیاہ دلوں کو ستاروں کی طرح
 اہل مبارک نے کہ اند ذات او | از حقے زان ذات عالم پرورد سے |

اس کا آخر زمان کرو اور ادا | اشد دل مردم ز غور تاہاں ترے

ہاں احمد آخروں کے فدے لوگوں کے دل اُفتاب سے زیادہ روشن ہو گئے

از ہی آدم فوول تر در جمال | اور لالی پاک تر در گوہرے

وہ تمام ہی آدم سے بڑھ کر صاحب جمال ہے اور آسودہ تاب میں تو محل سے بھی زیادہ حسین ہے

پر پیش جاری ز حکمت چمنہ | اور دلش پیر از معارف کوثرے

اس کے منہ سے حکمت کا چشمہ جاری ہے اور اس کے دل میں معارف سے بڑا ایک کوثر ہے

اہم حق دامال ز غیرش بر فشانہ | ثانی او نیست در بحر و برے

منا کے لیے اس نے ہر جوہر سے اپنا دامن جھاڑ دیا۔ بحر و بر میں اس کا کوئی ثانی نہیں

اگل چہ پیش داد حق کش تا ابد | اٹے خطر نے غم ز باد صرصرے

حق نے اس کو ایسا چراغ دیا ہے کہ تا ابد اُس سے ہونے والے غم سے کوئی خوف و خطر نہیں

پہلوان حضرت رب جلیل | بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے

وہ خدا کے جلیل کا درگاہ کا پہلوان ہے اور اس نے بڑی شان سے کرب میں خنجر باندھ رکھا ہے

ایتر او تیزی ہر میدان نمود | تیغ او ہر جا نمودہ جوہرے

اس کے تیز ہر میدان میں تیزی دکھائی ہے اور اس کی تلوار نے ہر جگہ اپنا جوہر ظاہر کیا ہے

کرد ثابت بر جہاں عجز مہتاں | او نمودہ نمودہ آل یک قادرے

اس نے دنیا پر تہوں کا عجز ثابت کر دیا اور خدا کے واحد کی طاقت گھول کر دکھادی

۲۱۱ | ہر جا نمودہ جوہرے | ہر جا نمودہ جوہرے

دشمن کذب و فساد و ہر شر سے	عاشقِ صدق و سداد و راستی
ہے۔ مگر کذب۔ فساد اور شر کا دشمن ہے	وہ۔ صدق، سچائی اور راستی کا عاشق ہے۔
بادشاہ و بیگیاں را چاکرے	تواضع و مرعاجزاں را بندۂ
وہ بادشاہ ہے۔ گر بیگیاں کا چاکر ہے	وہ اگرچہ آتا ہے مگر کمزوروں کا غلام ہے۔
کس ندیدہ درجہاں از نادوسے	آن تر جہا کہ خلق ازو سے پدید
وہ کسی نے اپنی ماں میں بھی نہیں پائیں	وہ مہربانیاں جو مخلوق نے اُس سے دیکھیں۔
در سرش بر خاک نہادہ سر سے	از شراب شوقِ جانال بیخوردے
وہ محبوب کے عشق کی شراب میں بیخوردے اُس کی محبت میں اُس نے اپنا سر خاک پر رکھا ہوا ہے	
قویہ او ز خیندہ بر ہر کشورے	ردشئی ازو سے بہر قومے رسید
اُس سے ہر قوم کو ردشئی پہنچی۔ اُس کا نور ہر ملک پر چمکا	
حجتِ حق بہر ہر دیدہ و دے	آیت رحمان برائے ہر بصیر
وہ ہر صاحب بصیرت کے لئے آیت اللہ اور ہر اہل نظر کے لیے حجتِ حق ہے	
خستہ جاناں را بشفقت نمودے	تا تو اناں را برحمت دستگیر
کمزوروں کا رحمت کے ساتھ ہاتھ پکڑنے والا اعدا نا امیدوں کا شفقت کے ساتھ غم خاں	
خاک کولیش پہ ز مشک و عنبر سے	آفتاب روشن رہا و آفتاب
اُس کے چہرہ کا حسن شمس و قمر سے زیادہ ہے اور اُس کے کوچہ کی خاک مشک و عنبر سے بہتر ہے	
در دلش از نورِ حق صد نیرے	آفتاب و مہر چہ سے ماند بود
سورج و مہر اُس سے کہاں مشابہت رکھ سکتے ہیں اُس کے دل میں تو خدائی نور سے دوسرے روشن ہیں	

ایک نظر بہتر نہ عمر جاویدال
گر غمہ کس را بر آں خوش بکریے

میشہ کی زندگی سے ایک نظر بہتر ہے اگر اس بیکر حسن پر بڑ جانے

لیکن از جنسش ہے دادم خبر
جاں فشانم گرد و ہد دل دیگرے

میں جو اس کے حسن سے باخبر ہوں اس پر اپنی جان قربان کرتا ہوں جبکہ وہ سزاوت دل دیتا ہے

باو اکل صورت مرا از خود ببرد
ہر حال مستم کند از ساغرے

اس کی یاد مجھے بیخود بنا دیتی ہے وہ ہر وقت مجھے ایک ساغر سے مست رکھتا ہے

ہے پریدم ہونے کوئے او دمام
من آگے دانستم بال و پرے

میں ہمیشہ اس کے کوچہ میں اڑتا پھرتا اگر میں بد و بال رکھتا

لالہ در بجاں چہ کار آید مرا
من سرے دارم حال خود سرے

لالہ در بجاں میرے کس کام کے ہیں ہیں تو اس چہرہ و سر سے تعلق رکھتا ہوں

خوبی او دامن دل مے کشد
موت کشانم مے بر ز نور آدرے

اس کی خوبی و دامن دل کو کھینچتی ہے اور ایک طاقتور ہستی مجھے کشاں کشاں لے جا رہی ہے

دیدہ ام کو ہست کو دیدہ ہا
در آئمہ ہریش چو میرا نورے

میں نے دیکھا کہ وہ آنکھوں کا نور ہے اس کی محبت کا اثر چکدار سورج کی مانند ہے

آفت آں رے کلال رو سز نشانت
یافت آں در ماں کہ بر دید آں درے

وہ چہرہ روشن ہو گیا جس نے اس سے روگوانی نہ کی وہ کامیاب ہو گیا جس نے اس کا دوا زہ پکڑ لیا

ہر کہ بے آوند قدم در بحر ویں
گرد ز اقل قدم گم معبرے

جس نے اس کے بغیر دین کے سمندر میں قدم رکھا اس نے پہلے ہی قدم ہی گھاٹ کر کے گم کر دیے

اتنی دور علم و حکمت بے نظیر
 وہ اتنی ہے کہ علم و حکمت میں بے نظیر ہے اس سے پہلے وہ اس کی صفات پر اور کیا دلیل ہوگا

اس شراب معرفت و ادش خدا
 کہو شعاش خیرہ شد ہر اخترے
 غلے سے وہ شراب معرفت عطا فرمائی کہ اس کی شعاعوں سے ہر ستارہ مانند پرو گیا

شہبالیانہ سے علی الوجہ الاظم
 جو ہر انسال کہ بود آل مضمیرے
 اس کے باعث پورے طور پر عیاں ہو گیا انسان کا وہ جو ہر جو مخفی تھا

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
 لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے
 اس کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا اس لیے اس پر پیغمبروں کا خاتمہ ہو گیا

آفتاب ہر زمین و ہر زمان
 رہبر ہر اسود و ہر احمرے
 وہ ہر ملک اور ہر زمان کے لئے آفتاب ہے اور ہر اسود و احمر کا رہبر ہے

مجمع البحرین علم و معرفت
 جامع الاسمین ابو و قادرے
 وہ علم اور معرفت کا مجمع البحرین ہے۔ بادل اور آفتاب دونوں ناموں کا جامع ہے

چشم من بیاد گردید و ندید
 چشمہ چوں دین او صافی ترے
 میں نے بہت تلاش کیا مگر کہیں نہیں دیکھا اس کے دین کی مانند مصفی چشمہ

سالکال را نیت غیر از دے امام
 رہروال را نیت جز دے رہبرے
 سالکوں کے لئے اس کے سوا کوئی امام نہیں رہا۔ حق کے متلاشیوں کے لیے اس کے سوا کوئی رہبر نہیں

جہاںے او جائیکہ طیر قدس را
 سوزد از آوار آں بال و پرے
 جہاں کا مقام وہ ہے جہاں کے آواز سے جبریل کے بال و پر جلتے ہیں

آقون خداوندش براد آکی شروع و دیں کال نگرود تا ابد متمیزے

اکہن خدانے اے وہ شریعت اور دیں عطا کیا۔ جو کبھی بھی تبدیل نہ ہوگا

آفت اقل بر ویار تاویاں تا زیانش را شود و دیاں گے

پہلے وہ عرب کے ملک پر پناہ۔ تاکہ اُس ملک کی خرابیوں کا امداد کرے

بعد زال اکہن نو دیں و شرع پاک شد عجیب عالمے پچوں چنبرے

بعد ازاں وہ تور اور پاک شریعت تمام عالم پر آسمان کی طرح محیط ہوگئی

خلق را بنخشد از حق کاسم جہاں دا رہا تیدہ ز کام اتر دے

مخلوق کو خدا کی طرف سے مقصد زندگی بخشا اور ایک اتر دے کے منہ سے اُسے ربانی دلائل

یک طرف جیراں اڈو شاہان وقت یک طرف مہوت سردانشورے

ایک طرف شاہان وقت اُس سے جیراں تھے۔ دوسری طرف بر عقلمند شدہ تھا

نے بجلش کس رسید و نے بندور در شکستہ کبر ہر مشکبے

نہ اُس کے علم تک کوئی پہنچا نہ اُس کی طاقت تک اُس نے ہر مشکبے کے تکبر کو توڑ کر رکھ دیا

اوچرے دارد بلح کس نیاز لوح او خود فخر ہر رحمت گے

اُسے کسی کی تعریف کی کیا حاجت ہے اس کی مدح ہر رحمت گے لئے باعث فخر ہے

ہست اور در روضہ قدس و جلال و از خیال ما د حال بالانترے

وہ پاکیزگی اور جلال کے گلستان میں شکستہ ہے اور تعریف کرتے ما اہل کے دم سے بالانترے

اے خدا بروے سلام مار سال ہم برا خوش نہ ہر بیتیمبوسے

اے خدا ہمارا سلام اُس تک پہنچا دے۔ نیز ہر بیتیمبر یہ جو اُس کا بیانی ہے

ابرہہؓ نے آفتابِ صدق بود | ابرہہؓ لے لہو و جہر اللہ سے |
 رسولِ سچائی کا سورج تھا - ہر رسول نہایت روشن آفتاب تھا
 ابرہہؓ لے بود ظلمتیں پناہ | ابرہہؓ لے بود باغِ منتر سے |
 ہر رسول دین کو پناہ دینے والا سایہ تھا اور ہر رسول ایک پھلدار باغ تھا
 اگر بد نیا نام دے ایں خیل پاک | اگر دین نام دے سرسرا تیرے |
 اگر یہ پاک جماعت دنیا میں نہ آتی تو دین کا کام بالکل اتر رہ جاتا
 ہر کہ شکرِ بختِ شانِ نارو بجا | بہت لو آلائے حق را کافر سے |
 جو ان کی بخت کا شکر بجا نہیں لانا وہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا منکر ہے
 اک ہمدانیک صد گھرا نند | امتحد در ذات و اصل دگوھر سے |
 وہ سب ایک سپی کے سموتی ہیں - جو ذات اور اصل اور چمک میں یکساں ہیں
 اُمتتے ہرگز نمودہ در جہاں | اکاذراں نامد بو قتمتے مٹند سے |
 ایسی کوئی اُمت بھی دنیا میں نہیں ہوئی جس میں کسی وقت ڈرانے والا نہ آیا ہو
 اول آدمؑ آخر نشان احمدؑ ست | اے خنک آں کس کہ بیند آخر سے |
 ان میں پہلا آدمؑ اور آخری احمدؑ ہے - ہمدانک وہ جو آخری کو دیکھ پلنے
 انبیاءِ روشن گہر ہستند لیک | بہت احمدؑ ال ہمہ روشن تر سے |
 نام بھی روشن فلطرت رکھنے والے ہیں - اگر احمدؑ ان سب سے زیادہ روشن ہے
 اک ہمدان کان معارف بودہ اند | بہر کچے اندرا و مولا مخبر سے |
 اور جب معرفت کی کان تھے اور ہر ایک مولیٰ کے راستے کی خبر دینے والا تھا

اہر کہ ماطے مذقہ جد حق است | بہت اہل علمش از پیغمبرے |

جس کسی کو تہجد حق کا کچھ علم ہے اُس کے علم کی اہل کسی پیغمبر سے ہے

اہل ریش از رو تعلیم حا | گو شود اکنوں ز نخت منکرے |

وہ علم ہے ان کی تعلیم سے ہی پہنچا ہے خواہ اب وہ تکبر سے منکر ہو جائے

اہت سے کج رو و ناپاک رائے | انکھ زیں پاکاں ہے پیچہ سرے |

ایک گمراہ اور ناپاک قوم ایسی بھی ہے جو ان پاک لوگوں کا انکار کرتی ہے

ادبہ تال رائے حق ہرگز ندید | اہل سیر کو وند رائے دفترے |

ان کی آنکھوں نے حق کا منہ کبھی نہیں دیکھا اس لیے ان بحث میں انہوں نے دفتر بیاہ کر ڈالے

اشور بختی ہائے بخت تال بہ ہیں | انازہ چشم و گریزاں از خورے |

ان کی قسمت کی بدبختی کو دیکھ کر اپنی آنکھ پر غم کرتے ہیں اور سوج سے بھاگتے ہیں

چشم گرو دے غنی از آفتاب | کس بودے تیز میں چول شپیرے |

اگر آنکھ آفتاب سے بے نیاد ہوتی تو کوئی بھی چمکاؤ سے زیادہ تیز نظر نہ ہوتا

اہر کہ کوہ است و برائش صد خاک | طائے بروے گرنند در در برے |

جو کہ اندھا ہے اور اس کے سامنے میں سو گڑھے ہیں اس پر افسوس اگر اُس کا کوئی رہبر نہیں

اقوم دیگر را چہیں رائے ریک | اور نشستا ز جہالت در سرے |

ایک اور قوم کی ایسی ہی کمزور رائے ہے جو جہالت سے اُس کے سر میں سما گئی ہے

اکاں خدا نکلے دگر اندر جہاں | از دیار تال ندیدہ خوشترے |

وہ یہ کہ خدا نے دنیا میں کسی اور ملک کو ان کے ملک سے زیادہ اچھا نہیں بنایا

اہم درگاہ تھی جو نئے خوب شاہ | اہدش مرغوب طبع و خاطر سے |
 جہاں کے خواہش چہرے سے زیادہ کوئی چہرہ اس کی طبیعت اور دل کو پسند نہیں آتا
 الاہرم از ابتداء ایش تا ابد | اماند و خواہر ماند آبخا ستر سے |
 اس لیے ازل سے اب تک اس کا مقام اسی ملک میں رہا اور وہی گ
 اٹک و دیگر گرچہ میر و در سوال | اسے نگر و دزد گے متفسر سے |
 کوئی دوسرا ملک خواہ گرامی میں مریلے لیکن وہ کبھی اس کو نہیں پہچنتا
 اود مر یک ذرہ قوسے را کتب | اترک کردہ صد ہزاراں محشر سے |
 صرف ایک چھوٹی سی قوم کو کتاب سے دی اور لاکھوں گرد ہوں کو اس نے چھوڑ دیا
 پہچان بروز ابتداء تقسیم کرد | ق اور میان خلق از خیر و شر سے |
 جب ازل میں اس نے خلقت کے درمیان نیکی اور بدی کو تقسیم کیا
 راستی در حصہ او شاہ قناد | اور گراں داد کتب شد آختر سے |
 تو راستی ان لوگوں کے حصہ میں آئی اور دوسروں کی قسمت میں جھوٹ آیا
 اقل شاہ نیست کاند رفیر شاہ | آئندہ صد کا ذب و جلالت گرسے |
 ان کا قول یہ ہے کہ ان کے سوا ادوں میں سینکڑوں جھوٹے اور مکار آئے ہیں
 ایک نامزد و شاہ ایک نیز ہم | آئندہ بد سے از خدا اول گستر سے |
 اور ان کے پاس ایک بھی ایسا نہیں آیا جو خدا کی طرف سے دین کی اشاعت کرنے والا ہوگا
 آئندہ ایشاں مانوسے را و عن | اور کتو سے کذب مہر کذب آدر سے |
 آئندہ ان کو خدا کا راستہ دکھانا اور ہر جھوٹے کا جھوٹ کھول کر رکھ دینا

انشورے دادار راجت تمام | ابر سر ہر مسلم و متغیرے |
 ہمارے منصف خدا کی محبت پوری ہو جاتی ہر مسلمان اور ہر بھائی پر
 اعراض نزدیک شمال دادار پاک | است ظالم ترمز ہر ظالم ترمزے |
 اعراض ان کے نزدیک خدا تعالیٰ ہر ظالم سے بھی زیادہ ظالم ہے
 گو گذارو عالمے را اور ضلال | مبتلا در پنجرہ ہر ماکرے |
 کیونکہ وہ ایک جہان کو گراہی کی حالت میں ہر مکار کے پنجرہ میں گرفتار چھوڑ دیتا ہے
 خود ہمے دار دیکھ قسے سلیم | اپنی تشید نے کسے میل و سرے |
 اور وہ خود کسی عاشق کی طرح صرف ایک ہی قوم سے ہمیشہ محبت اور تعلق رکھتا ہے
 اپنی جنس پر محبت رائے میں قوم را | حق دیگر رائے نیکہ بردے و رے |
 اس قوم کی اس قسم کی عقائد مانے ہے دوسری طاقت یہ کہ اس عقائد رائے پر فخر کرتی ہے
 عقابت میں رائے زشت و بد خیال | اگر دیشاں را بچب کورد کرے |
 اس کا اس بڑی رائے اور رے خیال نے ان کو عجیب طرح کا اندھا اور بہرہ بنا دیا
 چشم پوشیدند از حد چشمہ | سرگول گشتند بر یک آخورے |
 انہوں نے سو چشموں سے تو اپنی آنکھ بند کر لی اور ایک کھولی پد گر پڑے
 سخت و زیدند کہیں با انبید | الاماں از کہیں ہر متکبرے |
 عقائد غیور سے سخت دشمنی اختیار کی۔ ایسے ہر متکبر کی دشمنی سے خدا کی پناہ
 آنچه کہیں شاں بیاکمال ثابت ست | از دنیا میں کس نداد و باورے |
 پاکیزگی سے جس قدر ان کی دشمنی ثابت ہے اتنی دشمنی کی تو کوئی شیطانوں سے بھی امید نہیں رکھتا

| حیرت و اندر حرافت بے نظیر | لیکن ایشان ما بر موصد حفرے |
 گویا بے دقتی میں بے مثل ہے۔ لیکن اُن کے ایک ایک بال میں سو سو گدھے ہیں
 | نے سر تحقیق وارند و ثبوت | لہنے زند از صدق پا بر مبرے |
 نہ تو اُمی کو تحقیق اور ثبوت سے کوئی غرض ہے نہ وہ سچے دل سے کشتی بد چڑھتے ہیں
 | نے دوائے رانشناسد از اثر | نے درختے رانشناسد از برے |
 نہ وہ دوا کو اُس کے اثر سے شناخت کتے ہیں نہ وہ درخت کو اُس کے پھل سے پہچانتے ہیں
 | لہنے زکس پُرسند از روئے نیاز | نے بصرف فکر خود مُتکبرے |
 نہ خاکساری سے کسی اور پر بد چھتے ہیں اور نہ خود اپنے فکر سے کام لیتے ہیں
 | نے بدل پروائے این لغتیش حال | کز حمد ویں ہا کد میں بہترے |
 نہ دل میں اس تحقیقات کی پروا رکھتے ہیں کہ سب دینوں میں کون سا دین بہتر ہے
 | ہدیکے بایل حدّ صد ہزار | قارخ از فرق اقل و اکثرے |
 صرف ایک دین پر مال اور لاکھوں کے مخالف ہیں قلت اور کثرت میں فرق سے بے فکر ہیں
 | نے بدل خوف خدائے کردگار | نے بخاطر بیم روتہ محشرے |
 نہ ان کے دل میں خدا کا خوف ہے نہ قیامت کا ڈر
 | تیرہ چاہاں و بدہ صار ا دوختہ | سوختہ در کیں وری پول آردے |
 ان بیابانوں نے اپنی آنکھوں کو سی لیا ہے کینہ اور بغض سے آڑ ہے کی طرح بل بھی ہے
 | اوپرہ و دانستہ از حق قاصر اند | دل نساوہ در جہان قادریے |
 جہان بوجھ کر سچائی سے روگرداں ہیں اور بے ونا دُنیا سے دل لگایا نہا ہے

انہ پر لے حق تراشیدہ ز جمل | ادا تمامہ خانہ خود منبر سے |
 حوائج و حاجت کیا پائیوں کا وہ کرنے کے لیے پڑی حالت سے اپنے ہی گھر میں ایک مستقل منبر بنا لیا ہے
 اَللّٰہ کے مثال عجب باشد خدا | اکتفا لے داشت از ہر کشور سے |
 اُن کا خدا بھی عجب خدا ہے جسے ہر ملک سے لاپرواہی نہ ہی
 پھر امام آمدش دائم پسند | ایک دنیاں یک خطہ کو تتر سے |
 اُسے ہمیشہ اپنے امام کے لیے پسند آئے ایک زبان اور ایک چھوٹا سا ملک
 اِن جنس رائے کہا باشد درست | کے خرد گرد و لبویش رہبر سے |
 ایسی رائے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے؛ اور عقل کس طرح اس کی طاعت و رعایت کر سکتی ہے؟
 کے گمان بد کند بر نیکواں | اگر باشد نیک و نیکو محض سے |
 ایسا شخص نیکوں پر بدگمانی کیونکر کر سکتا ہے جبکہ وہ خود نیک اور نیک خواہ
 باہ را حق کچھیزے نیست این | ہست شتا سے ندیک افزوں تو سے |
 جان کی نسبت یہ کہتا کہ یہ کچھ بھی نہیں اس سے بڑھ کر کوئی گالی نہیں
 اور گرد گوید کجا ہست آفتاب | ہے شود در کووری اہل رسوا تر سے |
 اگر اندھا کے کہ شود ج کہاں ہے تو وہ اپنے اندھے پن میں زیادہ رسوا ہوگا
 اور خور تاباں کن شک و گماں | ااطامت را نہ گردی در خور سے |
 پچھتے ہوئے سورج کے متعلق شک و شبہ نہ کر۔ تاکہ تو اطامت کے لائق نہ ٹھہرے
 اگر خدا تو امی چرا کج سے روی | اپوں نے تزی ز قہر قاہر سے |
 اگر تو خدا کا طالب ہے تو کجی روی نہ کر اس قاہر خدا کے غضب سے کیوں نہیں ڈھنڈا

اچھلنے تڑپنے زور زور یا زور پڑس | اچھل مڑپسی از حضور واد سے |
 تو روز زیامت سے کیوں نہیں ڈرتا۔ انصاف کرنے والے خدا سے کیوں خوف نہیں کھاتا
 اقرائے شاہ چھاں گشتت یقین | یا خدایت و انمودہ و قترے |
 لو کہ اس اثر پر تجھ کس طرح انبار لگا یا خدا نے ہی تیرے سامنے کوئی دفتر کھول دیا ہے
 انور شاہ بیک علیے ما در گرفت | تو ہنوز اے کور و شور و شرے |
 ان نہیں کے تونے ایک جہاں کو گھیر لیا لیکن اے اندھے تو ابھی غل و شور میں مبتلا ہے
 اصل ناماں سا اگر گوئی کیفیت | ازیں چہ کا ہذا قدر روشن ہو کرے |
 چکدار صل کو اگر تو خواب کہہ دے تو اُس سے آبار میرے کی قیمت کیونکر گھٹا سکتی ہے
 اطمنہ پر پا کاں نہ پڑ پا کاں بود | خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے |
 پا کول پر طعنہ زنی کہی پکھڑوں پر نہیں پتی بلکہ | اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ تو خود فاجر ہے
 بغض با مردان حق نامردی امت | اکل بشر باشد کہ باشد بے شرے |
 مردان خدا سے عداوت کرنا نامردی ہے | بشر تو وہ ہوتا ہے جو بے شر ہے
 واکنددین و کراہت سوخت امت | انفس دل را مست میدلانے |
 اور جو دشمنی اور نفرت سے بنا ہے وہ اپنے نفسِ دل کے لیے ایک دُعا شکار ہے
 احد مراتب بر چشم اہل کیں | چشم نابینا و کور و امورے |
 کینہ رکھنے والوں کی آنکھ سے ہزار درجہ جچی ہیں وہ آنکھیں جو اندھی نابینا اور کانی ہیں
 ابر سر کیبن و تعصب خاک ہاد | احم فرقی کیں درساں خاکسترے |
 عداوت اور تعصب پر لعنت بھیج اور کینہ و رسول کے سر پر ڈھول ڈال

اجڑے ہانڈی حق پختہ دگر | اور نہ گیرد با خدا ئے اکبرے |
 ہانڈی حق کے سوا کوئی دوسرا ہنر خدائے بزرگ سے نہیں ملتا
 امامہ پیغمبروں کا چاکریم | اچھو خاک کے اوٹنا وہ پرورے |
 ہم تو سب پیغمبروں کے غلام ہیں اور خاک کی طرح ان کے دروازہ پر پڑے ہیں
 اھر رٹولے کو طریق حق نمود | جان ماقرباں برائے حق پرورے |
 سچو رسول جن نے خدا کا راستہ دکھایا ہماری جان اس را سبناز پر قربان ہے
 اے خداوند ہم بہ نیکل انبیا | اکش فرستادی یہ فضل اورے |
 اے میرے خدا ان انبیاء کے گردہ کے طفیل جن کو تو نے بڑے بھاری فضلوں کے ساتھ بھیجا ہے
 معرفت ہم وہ جو بخشیدی دلم | اے بدو زلل ماں کہ دادی سانوے |
 مجھے معرفت عطا فرمائی ہے تو نے دل دیا ہے | تیرا بھی عطا کر جبکہ تو نے جام دیا ہے
 اے خداوند ہم بنام منطقیہ | اکش شدی دور ہر مقامے ناصرے |
 اے میرے خدا۔ منطقیہ کے نام پر جس کا تو ہر جگہ مددگار رہا ہے
 دوست من گیر از رہ لطف و کرم | اور ہنم باش یار و یاورے |
 اپنے لطف و کرم سے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے کاموں میں میرا دوست اور مددگار بن جا
 انیکہ پر زور تو دارم گرچہ من | اچھو خاکم بلکہ نال ہم کترے |
 میں تیری قدرت پر بھروسہ رکھتا ہوں اگرچہ میں خاک کی طرح ہوں بلکہ اس سے بھی کم تر

دیباچہ برائے احمدیہ حصہ اول صفحہ ۱۷ تا ۱۸

کونک پڑا نہ راہل موت سے کیڈفرا نہ
 می فدر بر شمع سوزاں از رہ شوقی و تازہ
 بمعانہ کی جب موت آتی ہے۔ تو وہ شمع سوزاں پر شوقی دناز سے گرتا ہے
 درابین احمدیہ حصہ دوم ٹائٹلس پیج مطبوعہ ۱۸۸۸ء

پناہم آل تو انائیت ہر آں از مجل تا تو انام منترساں
 میری پناہ ہر آن وہ طاقتور ہستی ہے۔ تو مجھے تا تو ازیں کے بل سے مت ڈرا
 درابین احمدیہ حصہ دوم مطبوعہ ۱۸۸۸ء

دل دردیکہ دارم از برائے طالبان حق
 نئے گردویاں آں درد از تقریر کو تاہم
 وہ درد جو میں طالبان حق کے لیے اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ اس درد کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا
 اول جانم چنان مستغرق اندر کراوشنان است
 کر لے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم
 میری جان و دل ان لوگوں کی فکر میں اس قدر مستغرق ہے کہ مجھے نہ اپنے دل کی خبر ہے نہ اپنی جان کا ہوش ہے
 میں نہ تادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
 ازیں درد لہنم کہ درد سے خیر و زول دارم
 میں تو اس پر خوش ہوں کہ مخلوق خدا کا غم کھٹا ہوں اور اس کے باعث میرے دل سے جو آہ بگھتی ہے اس میں کمی ہوں
 مرا مقصود و مطلوب تمام خدمت خلق است
 یہاں کام نہیں ہارم یہاں رسم نہیں رہا ہم
 میرا مقصود اور میری خواہش خدمت خلق ہے یہی میرا کام ہے یہی میری ذمہ داری ہے۔ یہی میرا فریضہ ہے
 نہ من از خود نہم در کوہ پند نصیحت پا
 کہ ہمدردی بردا بخا بہ جبر و زور و اکراہم
 میں نے فی رضی سے خط و نصیحت کے کوئی قدم نہیں رکھا بلکہ مخلوق کی ہمدردی مجھے زبردستی چھیننے لیے جاری ہے

مؤمن حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اس کے لیے سب جہنمیں بھی فدا کر دے تب بھی معذرت کرتا ہوں
 اگر کسی صاحبِ دل پر یہ ہنوز شکرِ غلامی خواہم
 چوتھم پرنیواریہ تیرہ سالے بیٹم
 خدا بڑے فرود آرد دعا لائے سحر گاہم
 جب دنیا کی تار کی کو دیکھتا ہوں تو جانتا ہوں کہ خدا اس پر میری کھپلی رات کی دعا لے لے گا (تو لیت) نا امل کرے
 درابن احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۸۵ و ۸۶

خاکسایم سخن از رہِ غربت گویم
 یَعْلَمُ اللهُ کہ کس نصیحت بخارے مارا
 ہم تو خاکسار ہیں اور فروتنی سے بات کرتے ہیں۔ خدا شاہد ہے کہ میں کسی سے عداوت نہیں
 مانتا یہودہ پٹے ایں سروکار سے برویم
 جلوہ حسن کشد جانبِ یارے مارا
 ہم فہوں اس مقصد کے پیچھے نہیں پڑے ہوتے بلکہ جلی حسن میں محبوب کی طرف کھینچنے لیے جا رہی ہے
 درابن احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۸۵

یہاں سے طلبِ کارِ صدق و صواب
 بخوال از مرغِ خوش و فکرِ این کتاب
 اسے سچائی اور سخی کہ دھونڈنے والے ذرا غور اور فکر سے اس کتاب کو پڑھ
 حرکت بر کتابم فتدیک نگاہ
 بدانی کہ تا جنت این است راہ
 اگر میری کتاب پر تیری ایک نظر پڑ جائے تو تو جان لے گا کہ جنت کا راستہ یہی ہے
 مگر شرط انصاف و حق پروریست
 کہ انصاف متقاضی دانشور لیست
 مگر عمل و انصاف شرط ہے۔ کیونکہ انصاف عقلمندی کی کجی ہے

دو چیز است چو پان دُیادِ دلِ روشن و دیدہ دُورِ بین

دو چیزیں دینا اور دین کی پاسبان ہیں ایک تو روشن دل دوسرے دُور بین آنکھ

کے کو خرد دار و د نیز داد

وہ شخص جو عقل اور انصاف رکھتا ہے وہ سوائے سچائی اور راستی کے اور کچھ نہیں چاہتا

نہ پیر سر از آنچہ پاکست و راست

وہ میں چیز سے انکار نہیں کرتا جو پاک اور سچی ہے اس بات سے منہ موڑتا ہے جو درست اور سچا ہے

چو بیند سخن را ز حق پروردی

جب وہ انصاف کی رُو سے بات کو دیکھتا ہے۔ تو وہ ناسخ ہٹ دھری نہیں کرتا

الا سے کہ خواہی نجات از خدا

اے وہ شخص جو خدا سے نجات چاہتا ہے تو نجات کے عمل میں استجابی کے دروازے سے آ

بجی گردد و حق را بخاطر نشان

حق کے ساتھ رہ اور حق کو ہی دل میں بٹھا رہ باطنوں کی طرح جھوٹ سے دل نہ لگا

مشو عاشق زشت رُو نہ تہار

ہرگز کسی بد شکل کا عاشق نہ ہو۔ خواہ زمانہ سے سخن ناپود بھی ہو جائے

زین از تراعت تہی داشتق

زین کو کاشت سے خالی رکھنا اس سے بہتر ہے کہ کانٹوں اور گوکھرو کا بیج اس میں بویا جانے

اگر گرددت دیدہ عقل بانہ

اگر تیری عقل کی آنکھ کھل جائے تو تو خدا کے رشتے کے عاجزی اور خاکساری سے ڈھونڈ

طلب گار گودی بہ صدقِ دلی | خواب اندر اندر اندیشہ ہم نگسلی!

سچے دل سے اس کا طلب گار ہو جانے اور خواب میں بھی اس سے غافل نہ رہے

یگیری دے استراحت اذناں | مگر چوں زہتی با تزیابی نشانی!

اس کے بغیر تو ایک دم بھی چین نہ پائے یہاں تک کہ خدا کا نشان پا لے

اجل بر سرست ہستی ات چوں حجاب | تزیں سال سر اندر نہادہ خواب

موت تیرے سر پہ ہے اور تیری ہستی حجاب کی مانند ہے مگر تو اسی طرح بیند میں مہوش ہے

یا باؤ اجداد پیشیں نگر | کہ چوں در گذشتند زیں رہگذر

اپنے پچھے باپ دادوں کو دیکھ کہ وہ کس طرح اس دنیا سے گذر گئے

بیادوت نامہ است انجامِ شمال | فراموش کر دی دستانک زماں

ان کا انجام تجھے یاد نہیں رہا اور تونے تھوڑے ہی دنوں میں اُسے بھی بھلا دیا

خودت با اجل حصیت از کر و بند | چہ دیوار داری کشیدہ بلند

موت کے مقابلہ میں تیرے پاس کیا حیلے حوائے ہیں کیا تونے کوئی دیوار اس کے روکنے کے لئے بنائی ہے

چو ناگہ نمنگ اجل در کشد | چہا آدمی این چنین سر کشد

جب اچانک موت کا گرجھ د انسان کو اکھینچ لے جاتا ہے تو پھر آدمی اتنا تکبر کیوں کرے

پہنیلے دقل دل بند سے جو ال | تماشائے آل بگذرد تا گماں

اے جوان! اس ذلیل دنیا سے دل نہ لگا کیونکہ چٹ پٹ اس کا تماشائے ختم ہو جاتا ہے

پدینا کے جاودانہ نمائد | پر یک رنگ وضع زمانہ نمائد

دنیا میں کوئی بھی ہمیشہ نہیں رہا اور زمانہ کا حال ایک جیسا نہیں رہتا

| پرست خود از حالتِ ذر و خاک | | سپردیم بسیار کس را بہ خاک |
 ہم نے دہم سے دل کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے بکثرت لوگوں کو خاک کے سپرد کیا ہے
 | چو خود دفن کردیم خلتے کثیر | | چہر ایا دنا ریم روزِ اخیر |
 جب ہم نے خود بہت سی مخلوق کو دفن کیا ہے۔ تو پھر کہوں نہ ہم اپنی موت کا دن یاد رکھیں
 | از خاطر چہر ایا و مثالِ اقلینم | | نہ ماہ بنین جسم و روئیں قیوم |
 اپنے دل سے اُن کی یاد کیوں بھلا دیں ہم فلا دتن اور کاشی کے بنے ہوئے تو تمہیں ہیں
 | اتبس اسے معاند ز قبر خدا | | کہ سخت مست قہر خداوند ما |
 اے مخالفت! خدا کے غضب سے ڈر کہ ہمارے خدا کا قہر بہت سخت ہے
 | بہر ناگردن ترس پروردگار | | ایسا شہر ویراں شدند و دیار |
 پروردگار کا خوف نہ کرنے کی وجہ سے بہت سے شہر اور ملک برباد ہو گئے
 | انال بے ہر ماں نشانے نمائد | | اشلے چہر یک استخوانے نمائد |
 اُن بیباک لوگوں کا نشان تک نہ رہا۔ نشان تو کیا ایک ہڈی بھی باقی نہ رہی
 | ہمہ زیر کی و ہر ایدن مست | | اوگر نہ بلا بر بلا دیدن مست |
 عقلمند کی یہی ہے کہ انسان ڈرتا رہے ورنہ پھر مصیبت پر مصیبت دیکھنی پڑے گی
 | بہ تاپاکی و خفت ہا زسین | | بہ انداں خبیں نہ بست نازسین |
 تپاکی اور گندگی میں زندگی بسر کرنا۔ ایسی زندگی سے تو مرنا بہتر ہے
 | ایاد نہ سوئے انصاف گام | | از کہیں توبہ کردن چہر شد حرام |
 اگر انصاف کا راہ پر قدم رکھ۔ عداوت کی وجہ سے توبہ کرنا کبھی حرام ہو گیا

یقین حال کہ قوم زحمت پروریت | انزلات دگرزات سنت دینے سرسریت |

یقین کرے کہ میری یہ بات انصاف پر مبنی ہے سرسری اور لات دگرزات نہیں

اہر مذہبے غور کردم بے | استندیم بدل حجت ہر کے |

میں نے ہر مذہب پر خوب غور کیا اور ہر شخص کی دلیل کو توجہ سے سنا

انخاندم نہ ہر ملتے دفترے | ابدیم نہ ہر قوم دانشورے |

میں نے ہر مذہب کی بہت سی کتابوں کو پڑھا اور ہر قوم کے عقلمندوں کو دیکھا

اہم از کو کی سونے این تا ختم | ادیں شغل خود را ببنید ا ختم |

پہلی سے ہی میں نے اس راہ کی طرف توجہ کی اور اپنے تئیں اسی شغل میں ڈال دیا

ایوانی حمہ اندریں با ختم | اول از غیر این کار پر ختم |

اپنی جوانی بھی میں نے اسی میں خرچ کی اور دل کو اور کاموں سے فارغ کر دیا

ایماندم دریں غم زمان دراز | انختم ز فکرش شبان دراز |

میں ایک لمبے عرصہ اسی غم میں مبتلا رہا اور اس بات کی فکر میں راتوں میں سویا

انگہ کردم از رو سے صدق و سداد | اتیرسی خدا و بعدل و بہ داد |

میں نے حق اور راستی کو مد نظر رکھا اور خدا کا خوف کر کے عدل و انصاف کے ساتھ خوب غور کیا

ایچو اسلام دینے قوی و متین | اندیدم کہ بر منبجش آفتابین |

تو میں نے اسلام کی مانند قوی اور مضبوط دین اور کوئی نہیں پایا اس کے منہج پر آفرین ہو

ایچاں دارد این دین منفا پیش بیش | اکر حاسدیر بنید در و روئے خویش |

یہ دین اس قدر اعلیٰ صفائی رکھتا ہے کہ حاسد کو اس میں اپنا چہرہ نظر آ جاتا ہے

انماید انہاں گورو راہِ صفا | اکہ گرو د بصدقش خود رھنما |
 یہ دین، اس طرح کی گارانتہ دکھاتا ہے کہ عقل اس کے صدق پر گواہی دیتی ہے
 اہم حکمت اسخود و عقل و داد | ارباند نہ ہر نوعِ جمل و فساد |
 یہ سراسر حکمتِ عقل اور انصاف سکھاتا ہے اور ہر قسم کی جمالت اور فساد سے بچاتا ہے
 اندر و دگر مثلِ خود در بلاد | اخلاش طریقے کہ مثلش مباد |
 اس جیسا کہ دنیا میں اور کوئی نہیں اس کے مخالف جو بھی طریقہ ہے خدا کے وہ تاہم جو ہائے
 اصولش کہ بہت آل عارِ نجات | اچو خورشید تا بد بصدق و ثبات |
 اس کے اصول جو عارِ نجات ہیں وہ سچائی اور مضبوطی میں سورج کی طرح چمکتے ہیں
 اصولِ دگر گیش با ہم جیاں | انہ چیزیکہ پوشیدش سے تو اں |
 مگر مذہب کے اصول بھی ظاہر ہیں کوئی کر کش اُن کو چھپا نہیں سکتی
 اگر نامسلمان خبر داشتے | بجاں جنسِ اسلام نگلاشتے |
 اگر غیر مسلم عقل رکھتا تو جان سے دیتا کہ جنسِ اسلام کو نہ چھوڑتا
 محمد میں نقشِ نورِ خداست | اکہ ہرگز چھوئے گیبتی نہ خاست |
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور کا سب سے بڑا نقش ہیں۔ ان جیسا انسان دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوا
 اتنی بود از راستی ہر دیدار | اکہ در اہل کتب کہ تاریک و تاریک |
 ہر ملک سچائی سے نالی تھا۔ اس بات کی طرح جو بالکل انصیری ہو
 اخلاش فرستاد و حق گسترید | انہیں راہ ہاں مقدمے جاں و مید |
 جاننے اس سے سچا اور راستی نے حق کو پہلایا۔ زمین میں اس کے آنے سے جان بڑھ گئی

اشہالیست از باغِ قدس و کمال | احمد آل ادوچو گلِ مائے آل |
 فوہ پاکیزگی اور کمال کے باغ کا ایک درخت ہے اور اس کی سب آل کتاب کے پھولوں کی طرح ہے
 (برائین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۳ تا ۱۶)

اگر نرسے وہ مقابلِ رشتے کر وہ وسیہ | اُس چہ دانستے مجالِ شاہدِ گفام سا |
 اگر تلبیس و شکلِ اندسیاہ رو نہ ہوتا تو کیوں کوئی گلِ انامِ معشوق کا حسن پہچان سکتا
 اگر خفا چہ ہے کا رو و جگِ ذہرد | اکتے نشدے جو ہر میاںِ شمشیرِ خوں آشام را |
 اگر دشمن سے لڑائی اور جنگ واقع نہ ہوتی تو خون پینے والی تلوار کا جو ہر کیوں کر کا ہر ہوتا
 اگر شہی را قدر از نایابی است و تیرگی | اور جہالت ہست تو و تو عقلِ تامہ را |
 اگر میرے کی وجہ سے ہی روشنی کی قدر ہے اور جمالت کی وجہ سے ہی عقل کی سوت نام ہے
 اگر حقیقتِ صبا و قفسِ روشن تر شود | اعدیا مضمولِ ثابت ہی کند الام سا |
 اگر سچی دلیلِ عیب گیری اور بحث کی وجہ سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے اور یہ وہ بہانہ تو ان ہی کو ثابت کرتا ہے

(برائین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۹۸)

اگر کہ تلفِ انگد بہ مہرِ منیر | اہم برویش نقدِ نفثِ مختیر |
 جو شخص روشن سورج پر غمگنا ہے تو دولت کا ٹھوک اس کے ہی منہ پر پڑتا ہے
 اگر قیامتِ نفثِ است برویش | اقدسیاں دُور تر ز بد برویش |
 اس کے منہ پر قیامت کے دن تک لعنت ہے پاکہستیاں اس کی بدلو سے بہت شرمندہ ہیں
 (برائین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰۰)

عیش و میل نے دل دے چھوڑتے | اجڑش کار با خداوند ست

اس ذلیل دنیا کا عیش چند روز ہے | بالآخر خدا تعالیٰ سے ہی کام چڑتا ہے

ایں سرلئے نوال موت و قیامت | ہر کشت اندریں برخواست

یہ دنیا نوال موت اور فنا کی ملنے ہے | جو بھی یہاں راہ وہ آخر رخصت ہوا

ایک دمے رو بسنے گورستان | اور زخموشان آل پرپرس نشان

تھوڑی دیر کے لیے قبرستان میں ہا | اور وہاں کے مردوں سے حال پوچھ

اکہ مال جہانت دنیا چیت | ہر کہ میداشت دست تاکہ نیست

کہ دنیاوی زندگی کا انجام کیا ہے | اور جو پیدا ہوا وہ کب تک جا ہے

اترک کن کن و کبر و ناز و دلال | اتانہ کارت کشد بشوئے ضلال

کید تکبر، فخر اور ناز چھوڑ دے | تاکہ تیرا خاتمہ گمراہی پر نہ ہو

اچول ازیں کارگہ بر بندی بار | باز نائی دریں بلاد و دیار

جب تو اس دنیا سے اپنا مکان بانٹ لے گا | تو پھر ان شہروں اور ملکوں میں واپس نہیں آئے گا

اے زیدیں بے خبر، خود غم دیں | اکہ نجات مطلق است بدیں

اے زیدیں سے بے خبر، دین کا غم کھا | کیونکہ تیری نجات دین سے ہی وابستہ ہے

اہل تعافلی مکن ازیں غم خویش | اکہ ترا کار مشکل است پریش

خود را اپنے اس غم سے غفلت نہ کیجو | کیونکہ تجھے مشکل کام در پیش ہے

دل ازیں درد و غم ڈگار کن | دل چہاں نیو ہم شمار کن

اپنے دل کو اس درد و غم سے زخمی کر | دل کیا جگہ جان بھی تڑان کر دے

بہت کارت ہمہ بال کینات | اپوں مہوری گئی از وہیہات |
 تیرا لہو لہو اسی ایک غات سے ہے قسوس ہے کہ پیراں کے لیز کو کر کے ہر آت ہے
 انخت گردو چو زو گردوی باز | ادولت آید ز آمدن بہ نیاز |
 جب توں سے برگشتہ ہوتا ہے تو تیری قسمت خراب ہوتی ہے اور بچو کے ساتھ کھنڈاں سے روٹ جاتی
 اپوں بہتری ندیاں چہیں یا سے | اپوں پدیں اولہی گئی کارے |
 کس طرح تو ایسے دوست سے تعلق قطع کر سکتا ہے اور کس طرح ایسی بوقرنی کا کام کر سکتا ہے
 اپیں جہاں ست مثل مُردارے | اپوں گئے ہر طرف طلبگارے |
 یہ دنیا تو مردار کی طرح ہے اور اس کے طلبگار کتوں کی طرح اسے چلے ہوئے ہیں
 انکھ اکل مرد کو ازین مُردار | ادوئے آرد بٹوئے آل دادار |
 وہ شخص خوش قسمت ہے جو اس مردار سے بچ کر اپنا منہ خدا کی طرف پھیرتا ہے
 چشم بندو ز غیر و داد دہد | در سر یار سر بباد دہد |
 نیر کا من سے انھیں بند کرنا ہے اور انصاف کرنا ہے اور دوست کے خیال میں اپنا سزا کرنا ہے
 لڑیں ہمہ خوش حرم و آزد ہوا | بہت تا است مرد نابینا |
 حرمی ملاج اور طبع کا یہ سب طوائف اسی وقت تک ہے جب تک کہ آدمی اندھا ہے
 چشم دل اندکے چو گردو باز | اسرد گردو بر آدمی ہمہ آند |
 لیکن جب دل کی آنکھ تھوڑی سی بھی کھل جائے تو آدمی کی تمام حرم ٹھنڈی پڑ جاتی ہے
 ایسے ہیں ہستے آزد کردہ دراز | ازین ہوس اچرا نیانی باز |
 لئے وہ کہیں نے ملاج کی رساں پھی کر رکھی ہیں کہیں تو ان ہوس پرستیوں سے باز نہیں کیا

احوالتِ عمر دمِ بزدل | ان پریشاں بفر دولت و مال |
 عمر کی دولت ہر گمراہی گمائی میں ہے لیکن تو مال و دولت کی فکر میں پریشاں ہے
 اخوش و قوم و قبیلہ پُر زودقا | تو پریدہ برائے نشاں ز خدا |
 رشتہ دار قوم اور کہ سب دھوکے باز ہیں لیکن تو نے ان کی خاطر خدا سے تعلق توڑ رکھا ہے
 ایں حشر را بکشتنت آہنگ | اگر بصلحت کشد و گاہ جنگ |
 اہل سب کا امانہ تیرے قتل کرنے کا ہے کبھی تو یہ صلح سے راستے ہیں اور کبھی لڑاکر
 خاک بر رشتہ کہ پیوندت | بگسلاند زیارِ دل بندت |
 اس رشتہ پر لعنت ہے جو تیرے پیوند کو تیرے دلی دوست سے تڑوا دے
 ہست آخرباں خدا کارت | نہ تو یار کسے نہ کس یارت |
 آخروسی خدا سے تجھے کام پڑے گا ورنہ نہ تو تو کسی کا یار ہے اور نہ کوئی تیرا یار ہے
 اندم خود بند بخوف اتم | تا روی از جاں بصدق قدم |
 اپنا دم نہایت خوف کے ساتھ رکھ تاکہ تو اس دنیا سے صدق قدم کے ساتھ چلے
 تاخدااتِ محبت خود سازد | نظر لگت بر تو اندازد |
 تاکہ خدا تجھے اپنا دوست بنالے اور تجھ پر مہربانی کی نظر ڈالے
 ابادہ نوشی ز عشق و زلال بادہ | امست باشی و بخود اُفتادہ |
 اور تو عشق کی شراب پیے اور اس شراب سے مست اور مدہوش پڑا رہے
 نیست ایں جائے گہ مقامِ مدام | ہوش کن تا نہ بد شود اجسام |
 یہ جگہ ہمیشہ رہنے کا مقام نہیں ہے۔ خبردار ہو جا۔ تا حاتمہ بڑا نہ ہو

امیر اک زندہ ندرت افزاید | امیر ایں مُردگان چہ کار آید |
 اِس زندہ کی محبت تیرے نور کو بڑھائے گی۔ ان مُردوں کی محبت بھلا کس کام آئے گی
 القمہ و معدہ و سر و دستار | سر بسر ہست بخشش دادار |
 کھانا۔ معدہ۔ سر اور دستار سب کی سب خدا کی بخشش ہیں :
 احنِ ماری شناس و شرم ہلا | پیش زالی کہ جہاں بر بندگی یار |
 خاق کا حق پہچان اور شرم کہ اس سے پہلے کہ تو دنیا سے رخصت ہو
 ادا زو از چہ رو بگرہانی | اسگ وفا سے کند تو انسانی |
 کیوں کہ اس سے منہ پھیرتا ہے۔ کتا بھی وفا کرتا ہے تو تو آدمی ہے
 اتریں باید نہ قادی سے اکبر | ہر کہ عارف ترست ترساں تر |
 قدرت والے خدا کے برتر سے خوف چاہیے۔ جو زیادہ خدا شناس ہے وہی زیادہ ڈرتا ہے
 افاستقاں در سیاہ کاری اند | عارقال در دُعا و زاری اند |
 بکار لوگ بُرے کاموں میں مشغول ہیں عارف لوگ دُعا اور زاری میں مصروف ہیں
 اے خنک دیدہ کہ گریبانش | اے ہمایوں دلے کہ ہر بانس |
 ٹھنڈی رہے وہ آنکھ جو اُس کے لیے روتی ہے مبارک ہے وہ دل جو اُس کے لیے مٹتا ہے
 اے مبارک کسے کہ طالب اوست | فارغ از عمر و زید با رخ دوست |
 پاکت ہے وہ جو اُس کا طالب ہے۔ اور عمر و زید کے خیال سے الگ ہو کر اُس کے حضور میں رہتا ہے
 احر کہ گیر و رہ خدائے یگاں ! | ایں خدایش بس مست در دو جہاں |
 جو بھی خدا کے واحد کا راستہ اختیار کرے گا اُس کے لیے خدا تعالیٰ دونوں جہانوں میں کافی ہے

ابرو سجہ دلبر بدو کند آل بہ | | اودین دلبر شش ز صد جاں بہ | |
 عشق تو بھی سلک بس کے ساتھ کرے ہی بہتر تھا ہے اپنے دلبر کا دیکھنا اُسے سو جاں سے بڑھ کر ہوتا ہے
 ایا بہ زنجیر پیش دلدار سے! | | بہ ز ہجران و سیر گلزار سے! | |
 پختہ دلدار کے لئے پابہ زنجیروں نائس کے لیے اس بدائی سے بہتر ہے جس میں گلزار کی سیر ہو
 لہرکے دارد یکے دلدار سے! | | اچو بوجوش نیابد آرا سے! | |
 جس شخص کا ایک ہی دلدار ام ہے تو اُسے سوائے اُس کے دمل کے آرام ہی نہیں آتا
 اشب بہ بستر تپید ز فرقت یار | | اہمہ عالم بخواب و او بیدار | |
 رات بچرود دوست کی جدائی میں بستر تپتا رہتا ہے سب دیتا سوتی ہے وہ جاگ رہا ہوتا ہے
 آتا نہ بیند صبور ی اش نیابد | | ابرو دش سیل عشق بریابد | |
 جب تک اُسے نہ دیکھ لے اُسے صبر نہیں آتا ہر لحظہ محبت کا سیلاب اُسے ملنے لے جاتا ہے
 اور دل عاشقان قرار کجا | | اقبیہ کردن ز روئے یار کجا | |
 عاشقوں کے دل کو بھلا آرام کہاں! یاد کے دیلے سے توبہ کرنا چہ معنی دلدار! | |
 اچن جانماں بگوش خاطر شاں | | اگفت سازیکہ گفتنش نتواں | |
 محبوب کے شخص نے اُن کے دل کے کان میں ایک ایسا راز کہہ دیا ہے جو بیان نہیں ہو سکتا
 اچینیں بہت سیرت عشاق | | اصدق و دذال بایزد و خلاق | |
 عاشق کی سیرت ایسی ہونا کرتی ہے کہ وہ خدا کے ساتھ چھائی کا ساتھ رکھتے ہیں
 اچاں منور بہ شمع صدق و یقین | | انور حق تا فتنہ بلورج جہیں | |
 اُن کی چھائی کی شمع سے روشن ہوتی ہے اور نور حق اُن کی چھائی سے چھوٹا ہوش کر دکھاتا ہے

اکیس باہن و دین جہاں ہا کام | ازیر کال دُور تر پریدہ ز دہم : |
 جہلا میں گزشتہ سے نمر اہمت فکند میں کہو گزشتہ کے مال سے اڑ کر دور چلے گئے ہیں
 از خود و نفس خود و عیاش شدہ | امبیط فیض نور خاص شدہ |
 پہنچا آپ سے اس آپس سے رالی پا گئے اور خاص فد کے فیضان کا مقام بن گئے
 اور خداوند غیث دل بستہ | باطن از غیر یار بستہ |
 اپنے خدا سے دل لگا یا اور ماسوا اللہ سے دل چھڑا یا
 پاک از دخل غیر منزل دل | یار کردہ بجان و دل منزل |
 غیر کی راجعت سے ان کا دل پاک ہے دوستی ان کے دل دہان میں دینا ٹھکانا بنا لیا ہے
 اوین و دُنیا بکار او کردند | بروش او خادہ چہر گردند |
 انھوں نے اپنے دین و دُنیا دوست کے لیے وقف کر دیے اور اس کے دروازہ پر خاک کا طرح پلسمہ سمس میں
 اریزہ ریزہ شد آگینہ شال | اوستے دلبر و مدد سینہ شال |
 ان کا شیشہ چہر چہر ہو گیا اور ان کے سینہ سے دلبر کی خوشبو نکل رہی ہے
 آفتش ہستی بست جلوہ یار | سرزد آخرد چہپ دل مولداسا |
 یار کی تجلی نے ان کی ہستی کا نقش دسو ڈالا اور دل کے گریبان سے دلدار نے سر نکالا
 اگر بر آرد شعلہ ہائے دروں | اوو خیر و نہ تربت مجوں |
 اگر اپنے اندر دنی شعلوں کو ظاہر کر دیں تو مجوں کی قبر سے دھماکا نکلے گئے
 نے ز سر ہوش تے نہ پانچہرے | اور سر و لستال بجاک سرے |
 انہیں اپنے سر پر کاہنوں میں معشوق کے خیال میں خاک پر سر رکھے ہوتے ہیں

اہر کے را بخود سر و کارے | اکابر و لدا دگاں بد لدا سے |
 ہر شخص کو اپنے کام سے کام ہوتا ہے۔ مگر عاشقوں کو صرف دلدار سے عرض ہوگی ہے
 اہر کے را بھوت خود کار | انگریز ایشیاں ہم بھوت یار |
 ہر شخص کو اپنی موت کا خیال رہتا ہے۔ مگر ان کا سب فکر یاد کی موت کے لیے ہے
 انو سر خویش تافتاہ از دیں | حاصل روزگار تو ہمہ یکیں |
 اپنے اپنا سر دین کی طرف سے پھیر لیا ہے۔ تیری زندگی کا حاصل موت عبادت ہے
 اور عباد و فساد اُفتادہ | اور و دانش دوست خود دادہ |
 تو تو بھگتے اور خدا میں پڑا ہوا ہے اور انسان اور عقل کو جواب دے رکھا ہے
 اسر کشیدہ بناز و کیر و بیا | او از تدبیر توادہ بیرون پا |
 فراموش کن اور دیا سے اکل رہا ہے اور دینداری کی مدد سے باہر نکل گیا ہے
 اچھل خداات نما و نور دروں | عقل و ہوش تو بجا گشت نگوں |
 چونکہ خدا نے مجھے دل کا نور نہیں دیا اس لیے تیرے عقل و ہوش سب اٹھ ہو گئے
 اکثر گوئی عبادت انگاری | اسق درزی ثواب پنداری |
 تو کفر کہنے کو عبادت سمجھتا ہے۔ اور بدکاری کو ثواب ہوتا ہے
 اصد حجابت بچشم خویش فرا | باز گوئی کہ ہفتاب کجا |
 تیری آنکھ کے سامنے سو پردے پڑے ہیں پھر بد چھتا ہے کہ سورج کہاں ہے
 اپدہ ممدار تا بہ بینی پیش | جان ما سوختی بکوری خویش |
 پردہ اٹھا تاکہ تجھے سامنے کی چیز نظر آئے تو نے اپنے اندر سے پن سے ہمارا دل جلا دیا

امانتی سر ز معصوم و عقاب | اپنی بود شکر نعمت اسے نداداں |
 معصوم اور متابی خدا سے ترے سر پیر لیا اے جو قوت کیا اسی کا نام شکر نعمت ہے
 اول نہادن دیریں سراچہ بخود دل | اعانت مے کند زوین بیرون |
 اس ذلیل سرانے سے دل لگا کر آخر کار آدمی کو دین سے خارج کر دیتا ہے
 الاک کے حق از وفا دور مست | اداں بہ غیرے مدہ کر غیور مست |
 خدا کے کوچہ کو چھوڑ دینا ناداری سے بید ہے غیر سے دل لگا کیونکہ خدا بڑا غیرت مند ہے
 ادائی و باز سرکشی از دوسے | اپنی چہ بر خود مستم گئی ہے ہے ہے |
 تو جان بوجہ کہ اس سے سرکشی کرتا ہے ہائے افسوس تو اپنے اوپر کیا ظلم کر رہا ہے
 اہرچہ غیرے خدا بخاطر تست | اکل بیت تمت اسے یا ماں مست |
 خدا کے سوا جو بھی تیرے دل میں ہے اسے کھور ایمان والے وہی تو تیرا بھٹ ہے
 اہر حلدہ باش زیں مبتلان نہاں | اداں دل زد دست نشاں برہاں |
 ان حملی تہوں سے ٹوٹتا رہ ادا ان کے ہاتھ سے اپنے دل کا وہ ٹھٹھالے
 اچیت تقدیر کیبکہ شرکش کار | اچول زن زانیہ سہاراش یار |
 اس شخص کی کیا قدر ہے جس کا کام شرک ہو اور بدکار عورت کی طرح اس کے ہنر اعلیٰ یار ہوں
 اصدق مے و زو صدق پیشہ بگیر | اچانہ صدق را ہمیشہ بگیر |
 صدق اختیار کر ادا صدق کو اپنا ہمیشہ بنالے اور ہمیشہ صدق کا پہلو اختیار کر
 ایدہ تو بہ صدق بکتناید | ایاہ رفتہ بہ صدق باز آید |
 ہمتی کے باعث تیری آگے کل جانے گی اور گمشدہ دوست صدق کی ہولت وہیں آئے گا

اصداق اہل سنت کو قلبِ سلیم | اگیروائیں دیں کہ بہت پاک و زقیم
 سچا وہ ہے جو نیک دل کے ساتھ اُس دین کو اختیار کرتا ہے جو پاک اور مضبوط ہو
 دینِ پاکِ سنتِ اہل اسلام | از خدا نیک بہت علمش ہم |
 پاک دینِ مرت اسلامیہ کا دین ہے اور یہ اس خدا کی طرف سے ہے جس کا علم کامل ہے
 ایسی کہ دین از برائے اہل باشد | کہ نہ باطل بچی کشان باشد |
 ہر کہ دین اس لیے ہوتا ہے کہ باطل سے چھڑا کر حق کی طرف کیسج کر لے جائے
 اہلِ صفت بہت خاصہ قرآن | اہر اصولش موثق از برہاں |
 قر یہ بات قرآن کا خاصہ ہے اور اُس کا ہر اصول دلیل سے ثابت ہے
 ابا براہین روشن و تاباں | اے نماید رہِ خدائے یگان |
 وہ روشن اور چمکدار دلائل کے ساتھ خدائے واحد کا راستہ دکھاتا ہے
 امن گر امرضہ بیم دہشتے | اہل براہین برد نگاشتے |
 اگر آج میرے پاس روپیہ ہوتا تو اہل دلال کو سونے کے پانی سے لکتا
 اللہ اللہ جو پاک دین ستایں | اہت رب العالمین ستایں |
 اللہ اللہ یہ کیسا پاک مذہب ہے جو سراسر رب العالمین کی رحمت ہے
 اقبال و صواب است ایں | بخدا بہ ز آفتاب ستایں |
 یہ ماہِ راست کا سورج ہے۔ خدا کی قسم یہ دین سورج سے بھی بہتر ہے
 اے ہر آرزو نہجمل و تاریکی | اسوئے انوارِ خرب و نزدیک |
 بحالتِ درخشاں میرے سے لھلھ کر قرب و وصل کے اندر کی طرف آتا ہے

اے تمہاری یہ طالبانِ روستا! راستی موجبِ رفائے خداست |

طالبوں کو راہِ راست دکھاتا ہے اور راستی خدا کی رضا کا موجب ہے

اگر تیرا ہمتِ محیم آلِ دادار | ابرہہ پذیر و زخلقِ بیسم مدار! |

اگر تجھے خدا کا خوف ہے تو مذہبِ اسلام کو قبول کر اور لوگوں سے مت ڈر

ابوں بود بر تو رحمتِ اہلِ پاک | ایگر از لعنِ وطنِ خلقِ چہرِ پاک |

جب اس خدا سے پاک کی رحمتِ نغمہ پر ہو تو پھر تجھے حقوق کی لعنت اور طعنوں سے کیا ڈر ہے

لعنتِ خلقِ سہیلِ و آسانِ ست | لعنتِ آنِ ست کو ز رحمانِ ست |

خلقت کی لعنتِ آسان اور سہل ہے دراصل لعنت وہ ہے جو خدا کی طرف سے پڑتی ہے

دہرہ این احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۳۰ تا ۱۳۵

مطبعہ ۱۸۸۰ء

اہست فرقاں آفتابِ علمِ دین | تابِ نردت از گماں سوئے یقین |

قرآن مجید علم اور دین کا سورج ہے اور وہ تجھے شک سے یقین کی طرف لے جائیگا

اہست فرقاں از خدا جبلِ متین | آنا کشدت سوئے ربِّ العالمین |

قرآن خدا کی مضبوط رستی ہے اور وہ تجھے ربِّ العالمین کی طرف کشی کرے جائیگی

اہست فرقاں روزِ روشن از خدا | آنا دہندت روشنی ویدہ حا |

قرآن خدا کی طرف سے ایک روشن دن ہے تاکہ تجھے دروغانی آنکھوں کی روشنی بجھے

ایق فرستاد این کلامِ بے مثال | آنا سوز حضرتِ قدس و جلال |

خدا نے اس بے نظیر کلام کو اس لیے بھیجا ہے تاکہ تو اس پاک اور ذوالجلال کی دعا میں پہنچ جاسے

اہل روئے شکست سنت الہیہا | اکال نماید قدرت نام خدا
 خدا تعالیٰ کا نام شکست کی تدابیر ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی کامل قدرت کو ظاہر کرتا ہے
 اہل کردئے خود ز فرقاں در کشید | اہل جان اور روئے یقین ہرگز نرید
 جس نے قرآن سے روگردانی اختیار کی اس نے یقین کا منہ ہرگز نہیں دیکھا
 اہل خود را سے کئی در خود روی | اہل از میمانی ہماں گول و غوی!
 تو خود سانی کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاک کرتا ہے مگر پھر بھی دیکھا ہی امتی اور گمراہ رہتا ہے
 اکاش جانت میل عرفاں داشتے | اکاش سیمت تخرج حق را کاشتے
 اکاش تیرا اول معرفت الہی حاصل کرنے کی رغبت رکھتا اکاش تیری کوشش سچائی کا بیج بونتی
 خود تگہ کن از سر انصاف و دیں | از گمانا کے شود کار یقین!
 تو آپ انصاف و عدل سے غور کر کہ گمان کس طرح یقین کا کام لے سکتا ہے
 اہل کہ را سولیش در سے بکشودہ است | از یقین نے از گمانا ہودہ است
 جس کا دوا ذہ خدا کی طرف کھل گیا وہ یقین کی وجہ سے کھلا ہے نہ کہ شہادت کی وجہ سے
 اقدر فرقاں نزدت لے قدر نیست | ایں ندائی گتہ جزا ز دے یار نیست
 اے مقدار! تو قرآن کی قدر کو نہیں جانتا مجھے کیا پتہ کہ اس جیسا تیرا کوئی اور بولس نہیں
 اوجی فرقاں مُردگاں را جاں دہد | اصد خبر از کو چہ عرفاں و ہد
 قرآن کی وہی مُردوں میں جان ڈالتی ہے اور معرفت الہی کی سیکڑوں باتیں بتاتی ہے
 از یقین حامی نماید عالی | اکال نہ بنید کس بعد عالم سے
 اور یقینی علوم کا ایسا جہان دکھاتی ہے جو کوئی سوجانوں میں بھی نہیں دیکھا سکتا
 (مدارج احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۱۵۸)

اے در انکار مانده از الهام | اگر عقل تو عقل را بدنام |
 اے وہ شخص جو الهام کا منکر ہے تیری سمجھ نے تو عقل و دانش کو بھی بدنام کرنا
 از خدا رو بچویش آوردی | این چه آیین و کیش آوردی |
 خدا کو چھوڑ کر تو نفس پرستی میں مبتلا ہو گیا۔ بھلا یہ کونسا مذہب اور طریقہ ہے
 اتانہ کس سر ز خوشبختن تا بد | ار از تو جید را چه سال یا بد |
 جب تک کوئی شخص بکیر کو نہیں چھوڑتا تب تک وہ توحید کا راز کس طرح پاسکتا ہے
 اتانہ بر فرق نفس پا بزنی | اے کہ بہ پاک و پلید فرق کئی |
 جب تک تو اپنے نفس کو کل نہیں دیتا تب تک پاک اور ناپاک میں کس طرح فرق کر سکتا ہے
 اہر کہ شد تابع کلام خدا | درست از اتباع حرص و ہوا |
 جو شخص خدا کے کلام کا زانبردار ہو گیا۔ وہ حرص و ہوا کی پیروی سے آزاد ہو گیا
 از خود و نفس خود خلاص شدہ | اہمیط فیض نور خاص شدہ |
 اپنے آپ اور اپنے نفس سے اس نے رانی پائی اور نور خداوندی کے فیض کا مقرب بن گیا
 بزرتر از رنگ این جہاں گشتہ | اگل چه ناید بوحلم آں گشتہ |
 وہ اس دنیا کے رنگ سے اونچا ہو گیا اور ایسا بن گیا کہ اس کا درجہ خیال میں بھی نہیں آسکتا
 ما اسیران نفس اتارہ | بے غلامی سخت ناکارہ |
 ہم جو نفس اتارہ کے قیدی ہیں خدا کے بغیر ہم بالکل ہی ناکارہ ہیں
 تا میسائل بست و جی حق پر رشاد | اے بسا عقدا ئے ما کہ کشاد |
 جب سے خدا کی وحی ہماری ہدایت کے لیے تیار ہوئی ہمارے بہت سے عقدا ئے حل ہو گئے

از شود از تو کار سانی | ایسائے تھی چه گردانی |
 و خدا کا کام ہے وہ تجھ سے نہیں ہو سکتا۔ خالی چکنی تو کیا گما رہا ہے
 تو و علم تو ما و علم خدا | اترق میں از کجاست تا بہ کجا |
 تو ادنیٰ ترا علم ایک طرف ہے ہم اور خدا کا علم ایک طرف اب دیکھ لے کہ دونوں میں کیا فرق ہے
 اکل کیکے انکار خویش بہ بر | دیگرے چشم انتظار بہ در |
 ایک وہ ہیں کامشوق اس کی مثل میں سے دوسرا وہ ہیں کی انکا انتظار میں دورانے پر لگی ہوتی ہے
 اکل کیکے ہم نشیں بھر روئے | دیگرے ہرزہ گرد در کوئے |
 ایک وہ شخص ہے جو اپنے محبوب کے پاس بیٹھا ہے دوسرا وہ ہے جو گلی میں آوارہ پھر رہا ہے
 اکل کیکے کام یافتہ بہ تمام | دیگرے سوختہ بفکرت کام |
 ایک وہ ہے جس نے اپنا مقصد پایا۔ دوسرا وہ ہے جو اپنا مقصد پانے کی فکر میں بل رہا ہے
 اعانت آید ز عالم اسرار | خود ز خود دم زنی زہے پندار |
 تجھے عالم اسرار سے شرم آنی چاہیے۔ تو اپنی عقل پر فخر کرتا ہے پیرے گمراہ افسوس
 اہمہ کار تو ناتمام افتاد | اوہ چہ کارت بعقل خام افتاد |
 تیرا سارا کام نامکمل رہ گیا۔ ناقص عقل کے ساتھ تجھے کیسا بُرا واسطہ پڑا

رہبان احمدیہ حقہ سوم صفحہ ۱۵۶
 مطبوعہ ۱۹۸۸ء

ترا عقل تو ہر دم پائے بند کبر سے دارو | ابرو عقلے طلب کن کت ز خود بینی برول آرد
 ترا عقل ہر وقت تجھے کبر میں گرفتار رکھتی ہے ہاں ایسی عقل تلاش کر جو تجھے خود بینی سے نہات دے

ہاں بہتر کہ ماں علم حق از حق بیاموزیم | کہ این علیکہ مادایم صد سہو و خطا داسد
 ای بہتر ہے کہ ہم خدا کے علم کو خدائے ہی کیسے ہیں جو کلمہ و علم حاصل ہے پاس ہے اس میں سیکڑوں غلطیاں ہیں
 کہ گوید بہتر از تو نش گرا و خاموش بنشیند | کہ گیر دستت اسے تا دال گرا و دست تو بگزارد
 اگر خاموش رہے تو اس سے بہ عفت کلام کہ کتاب ہے اگر وہ تجھے جوڑے تو پھر کون تیری دھیری کر سکتا ہے
 برو قدش نہیں از حجت بے اصل دم و کوش | کہ این حجت کئی آری بلا با بر سرست آرد
 ہاں اس وقت پہچان اور حجت بازی کو چھوڑ دے کیونکہ جو بات تو نہیں کرتا ہے وہ تیرے سر پر مصیبتیں لانے گی
 رہا این احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۱۶۱ مطبوعہ ۱۸۸۲ء

ما حجت نور سے بود سرچشم سا | این چنین افتاد قانون خدا
 ہر آنکہ کو روشنی کی ضرورت ہے - خدا کا قانون ایسا ہی ہے
 چشم بنیابے خود تاباں کہ دید | کہ چنین چشمے خداوند آفرید
 بغیر سورج دیکھنے والی آنکھ کس نے دیکھی؟ خدا نے ایسی آنکھ کب بنائی؟
 چوں تو خود قانون قدرت بشکلی | پس چرا آمد دیگران سر سے زنی
 جب تو خود ہی قانون قدرت کو توڑتا ہے - تو پھر تو دوسروں پر کیوں اعتراض کرتا ہے؟
 آنکہ در سر کار شد حاجت روا | چوں روا داری کہ بنود رہنما
 خدا جس نے انسان کی ہر ضرورت کو پورا کیا کیا وہ مذہب کے بارے میں تیری رہنمائی کرے؟
 آنکسا سپ و گاؤ خردا آفرید | تا رہد پشت تو از بار تقدیر
 وہ جس نے گھوڑے کے لئے اوگڈے کو پیدا کیا - تاکہ تیری پیٹھ کو سخت و بوجھ سے نجات دے

اچوں ترا جبران گذارو در محاد | اے عجب تو عاقل و ایں اعتقاد |
 وہ مجھ کو موت کے سالن میں کیوں پریشاں چھوڑے تجھ سے تعجب ہے کہ قلند ہو کر تیرے اعتقاد رکھتا ہے |
 اچوں تو چشمت اداہ اندا سے بے خبر | پس چرا پوشی کیسے وقت نظر |
 اے بے خبر جب تجھے دانا کیسے وی گئی ہیں بھردیکھنے کے وقت ایک کو کیوں بند کر لیتا ہے |
 اسکی زوہر قدر نے گشتہ جویاں | قدرت گھنٹا چوں ہاتھ سے نہاں |
 وہ ذات جس سے ہر قسم کی قدرت ظاہر ہوئی۔ تو نے کی قوت کس طرح ضمنی رہ سکتی تھی |
 اسکی شدہ وصف پاکش جلوہ گر | پس چرا ایں وصف اندے مستتر |
 وہ بہتی جس کی ہر ایک صفت ظاہر ہو گئی پھر اس کی یہ صفت کیوں چھپی رہ سکتی تھی |
 ہر کہ لو عاقل بود از یاد دوست | چارہ ساز غفلتیش پیغام دست |
 ہر شخص جو خدا کی یاد سے غافل ہو۔ تو خدا کا پیغام ہی اس کی غفلت کا چارہ ساز ہوتا ہے |
 تو عجب داری ز پیغام خدا | ایں چو عقل و فکر است لے خود تا |
 تو خدا کے پیغام پر تعجب کرتا ہے اے تنکیر یہ تیری عقل اور سمجھ کیسی ہے |
 الطبع اچوں خکیاں را مشتق داد | عاشقان را چوں بیگینہ سے زیاد |
 اس کی ہر باری نے جب مٹی کے پیلے کو مشتق بخشا۔ تو وہ اپنے عاشقوں کو کیوں بھلا سکتا |
 عاشق چوں بخشیدار لطف اتم | چوں نہ بخشیدے دولتے اس الم |
 جب کامل مرغانی سے اس نے محبت دی۔ تو پھر کیوں اس درد کی درد نہ بخشتا |
 اتود جو کرد از مشتق خود را کباب | اچوں نہ کردے از سر رحمت خطاب |
 وہ خود ہی ہر شے سے کباب سے کباب کر دیا تو میر رحمت کے ساتھ ہم سے کلام کیوں حکوفا |

اہل تیار آمد مجھ گرفتار یار ! | اگرچہ پیش دیدم یا شہ نگار |
 اہل کو محبوب کے کلام کے سوا آرام نہیں تھا۔ | تمام محبوب آنکھوں کے سامنے ہی ہو |
 پس جو خود لہو داند رنجاب | کے نواں کروں صبور سے از خطاب |
 لیکن جب محبوب خود ہی پردے میں ہو۔ | تو کلام کے بغیر مگر کس طرح آسکتا ہے |
 ایک آل داند کہ اولاد وہ است | اور طریق عاشقی آفادہ است |
 مگر ان باتوں کو صرف وہ عاشق ہی جانتا ہے۔ | جو راو محنت کا واقف ہے |
 حسن و باعاشقاں باشد سرے | بے نظر و ر کے بود خوش منظرے |
 حسن کا عاشقوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور کوئی حسین بغیر تمدان کے نہیں ہوتا |
 عاشق آل باشد کہ او گم از خود است | اور طریق عشق خود بینی بدست |
 عاشق وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو محسوس نہ کرے۔ | طریق عشق میں آپ کو کچھ سمجھنا پڑتا ہے |
 لیکن نتیجہ میں کبر و خودی | نیست ممکن مجھ بہ وحی ایزدی |
 لیکن اس تکبر اور خودی کا استیصال۔ | خدا تعالیٰ کی وحی کے بغیر ممکن نہیں |
 ہر کہ ذوق یار جانی یافت مست | اہل زوحی آسمانی یافت مست |
 جس نے اس ملی دوست کے وصل کا طعم اٹھایا۔ | اس نے صرف آسمانی وحی کی بدلت اٹھایا |
 عشق از الہام آمد در جمال | اور از الہام شد آتش فشاں |
 عشق الہام ہی کی وجہ سے دنیا میں آیا اور دروے بھی الہام ہی کی وجہ سے آتش نشانی کی |
 شوق و انس و الفت و سرودن | جملہ از الہام ہی داد دنیا |
 شوق و انس و الفت اور سرودن جملہ سب کی بدلت الہام کی وجہ سے ہے |

اگر حق بیاینت از الہام یافت | اہرے کو یافت از الہام یافت

جس کسی نے خدا کو پایا الہام سے پایا ہر ایک چہرہ جو چمکا وہ الہام سے چمکا

تو خدایا جنت میں بسبب! | از کلام یار سے عاری بحسب!

تو جنت کے کوچہ کا دقت نہیں اس لیے کلام یار پر تعجب کرتا ہے

عشق سے خواہد کلام یار را | رو بہ پیمیں از عاشق این اسرار را

عشق تو درست کے کلام کو چاہتا ہے۔ ہا اور عاشق سے اس راز کو پوچھ

اپنی گلو کرد درگمش دوریم ما! | ربط او باہشت خاک ماکجا

یہ نو کہ کہ چون ہم اس کی درگاہ سے دور ہیں اس لیے اس کا تعلق ہماری مشیت خاک سے نہیں ہو سکتا

ہلند آں مروید روشن ماں بود | آئیں طلب در فطرت انساں بود

اس بات کو وہی جانتا ہے جو روشن ضمیر ہے کہ خدا کی طلب انسان کی فطرت میں داخل ہے

اول نے گیند تسلی جو خدا | این چنین افتاد فطرت زابتلا

خدا کے بغیر انسان کا دل تسلی نہیں پاتا۔ ابتدا سے آدمی کی یہی فطرت ہے

دل تدارد صبر از قول نگار | کاشتند این نخم از آغاز کار

محبوب کے کلام کے سوا دل کو صبر نہیں آتا اور اس سے خدا نے بیج دیا اس کی فطرت میں برباد ہے

اسکے انساں را چنین فطرت بباد | چوں کمال فطرتش داد سے بباد

وہ خدا جس نے انسان کو ایسی فطرت دی وہ کس طرح اس کی فطرت کے اس کمال کو برباد کر دیتا

کار حق کے اندیشہ گردو او | کے شود از کر کے کا یہ خدا

خدا کا کام انسان سے کیونکر ہوا ہو سکتا ہے۔ ایک کیڑے سے خدائی کام کب ہو سکتے ہیں

ماہرہ جلیلہ و اودانائے راز | ماہرہ گویم و اوداویہ باز |
 ہم سب جہل محض ہیں۔ گودوی مانتوں اسلوب ہے ہم سب اندھے ہیں اور وہی ایک جینا ہے
 یا خدا ہم دلوئی فردانگی | سخت جہل راست درگب دیوانگی |
 خدا کے مقابل پر غلندی کا دلوئی کرنا۔ سخت جہالت اور دیوانہ ہی ہے
 آفاق رواد خدایاں کہ من | خود پر ارم روشنی از نعمت شفق |
 روشن سورت سے من پھیرناں خیال سے کہ میں اپنے اندر سے آپ ہی روشنی نکال لیں گا
 عالمے را کو کر دست این خیال | سرنگوں افگندہ در چا و خطال |
 اس خیال نے ایک دنیا کو اندھا اور برا کر دیا ہے۔ اور انہیں گمراہی کے کوئیں میں ڈال دیا ہے
 ناز بر فطنت مکن گر غفلتے ست | ادرہ تو این خرد مندی تہ ست |
 اگر کچھ عقل ہے تو اس عقل پر ناز نہ کر۔ تیرے راستے میں یہ عقل ایک جنت ہے
 عقل کاں با کبر میدارند خلق | ہست حق و عقل چندارند خلق |
 کبر سے ٹی ہوئی وہ عقل جو لوگ رکھتے ہیں محض بیوقوفی ہے۔ پھر بھی لوگ اسے عقل سمجھتے ہیں
 کبر شہر عقل نا ویراں کند | حاقلاں را گرہ و ناداں کند |
 کبر عقل کے شر کو دیرا نہ کر دیتا ہے اور غلندوں کو گمراہ اور بیوقوف بنا دیتا ہے
 آنچه افزاید غرور و مہمبھی | چہل رساند تا خدایت لے غوی |
 جو چیز غرور اور کبر کو بڑھاتی ہے اسے گمراہ! وہ تجھے خدا تک کیوں پہنچا سکتی ہے
 خود روی در شرک انما ادترا | تو بکن از خود روی لے خود تا |
 خود روی تجھے شرک میں ڈال دے گی۔ اسے یا کار! خود روی سے توہ کر

ہست مشترک از سعادت دُور تر | و از فیوض سردی مجبور تر

مشک سعادت سے بہت دور ہے۔ اور خدا کی دائمی رحمتوں سے پرے پھینکا گیا ہے

از خدا باشد خدا ما یافتن | لے بہ کرو جملہ و تدبیر و فن

خدا کی مدد سے ہی خدا کو پاسکتے ہیں۔ نہ کہ پالاک جملہ اور کرد زریب کے ساتھ

انانی پیش حق چوں طعل نمود | ہست جام تو سرا سر ز خود

جب تک تو پھر لے پختے کی طرح خدا کے سامنے نہ آئیگا تب تک تیرا جام صرف تھمٹ سے ہی پیراؤں گا

شرط فیض حق بود عجز و نیاز | کس ندریدہ آب بر جائے فراز

خدا کے فیضان کے لیے عجز و نیاز شرط ہے۔ کسی نے پانی کو اونچی جگہ ٹھیرتے نہیں دیکھا

حق نیانے سے حیرت آنجا ناز نیست | انہ پر خود تادارش پر واز نیست

خدا کو عاجزی پسند ہے وہاں غرور نہیں آتا۔ اپنے پردوں سے اس تک ہار نہیں پہنچ سکتے

عاجز مال سل پرورد ذات اجل | سرکش مال محوم و مردود اذل

وہ بزرگ ذات مہجوں کی پرورش کرتی ہے۔ اور سرکش محوم و مردود رہتے ہیں

اجل نیائی نہ بر تاب آفتاب | کے قدر تو شعاعے در حجاب

جب تک آفتاب کی روشنی کے سامنے نہیں آتا تو پردہ کے پیچھے تمہارے اس کی روشنی کیوں کر دکھائی جاسکتی ہے

آپ شور اند کفست ہست عریز | انا با کم کن اگر داری تینرا

اے عزیز! تیری انتہیل میں تو کھاری پانی ہے۔ اگر کچھ تیز ہے تو اس پر تھوڑا کر

آب جاں بخشے ز جاں قدرت | رو طلب سے کن اگر جاں بیدت

زندگی بخش پانی تو محبوب سے لے گا۔ اگر زندگی دھکا ہے تو ما اور اس سے مانگ

اہست آں آپ بقا بس نا پدید | اکس بجز مصباح حق را ہمش ندید
 وہ آپ حیات بالکل ختمی ہے بلکہ اس کا راستہ خدائی چراغ کے بغیر کسی نے نہیں دیکھا
 اہل خیالاتے کہ بیٹی از خود | اپر تو اہل ہم نزد جی حق رسد
 وہ خیالات جو تو اپنی عقل سے معلوم کرتا ہے۔ اُن کی روشنی بھی خدا کی وحی سے ملتی ہے
 ایک چشم دیدت چوں باز نیست | ایزیں دل تو محرم این راز نیست
 کیسی چونکہ تیری روحانی آنکہ کھلی ہوئی نہیں۔ اس لیے تیرا دل اس راز سے واقف نہیں
 اسرستی از حق کہ منی دانا و دم ! | حاجت و عیش مدارم عاظم !
 تو خدا کا فرمان ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ میں دانا ہوں اور اس کی حق کی مجھے ضرورت نہیں میں عقل کا کھیل
 لغوش تو حاجتے پیدا کند | دردے عقل ترا رسوا کند
 مگر تیری شوش تجھے حاجت مند بنا دے گی۔ اور دم بھر میں تیری عقل کی تعلیمی کھول دے گی
 عقل تو گوئے محقق از بول | دانند روش چسیت یک لاشے ز بول
 تیری عقل باہر سے پتہ متہرہ کی مانند خوشنما ہے۔ مگر اس کے اندر کیا ہے؟ ایک گندی لاش
 منتہائے عقل تعلیم خداست | ہر صداقت را ظہور از انبیاست
 خدا کی تعلیم ہی عقل کے کمال کو پہنچتی ہے۔ اور انبیاء سے ہی ہر صداقت کا ظہور ہوتا ہے
 ہر کہ علمے یافت از تعلیم یافت | آفت آں روشے کو دروئے نت یافت
 جس نے کچھ حاصل کیا وہ تعلیم سے حاصل کیا وہ منہ روشن ہو گیا جس نے خدا سے رُخ نہ پھیرا
 ہا زبان حال گوید روزگار | اسے قصیر العمر گیر آموزگار !
 وقت نہاں حال سے کہتا ہے۔ کہ اسے تو بڑی عمر دے انسان ! استاد پڑ

الجواز انقصاں ہمہ ناقص است | اگر تزا گوشے بود حرفے بس است |

ہفتوں کے خیالات بھی ناقص ہی ہوتے ہیں اگر تیرے کان میں تو یہی ایک ذرا نصیحت کے لیے کافی ہے

| حق منترہ از خطا تو چہ خطا | | داوری با کم کن و بر حق بپا |

خدا فعلی سے پاک اور تو غلطیوں کی پوٹ ہے۔ جھگڑا نہ کر بلکہ حق پر قائم رہ

| عقل تو مغلوب صد حرم و ہواست | | تیکہ بر مغلوب کا برا شقیہ است |

تیری عقل حرم و ہوا کی مغلوب ہے۔ اور مغلوب پہ بھروسہ کرنا بدبجڑوں کا کام ہے

| ادکس و ناکس بیاموزی فنون | | عار داری نساں حکیم بے چگون |

تو ہر کس و ناکس سے علم سیکھتا رہتا ہے۔ مگر اس لانا فی حکیم سے سیکھنے میں تجھے شرم آتی ہے

| از تکبیر راہ حق بگناشتی | | اینچہ کردی اینچہ تخنے کاشتی |

تو نے تکبر کی وجہ سے حق کا راستہ چھوڑ دیا۔ یہ تو نے کیا کیا یہ تو نے کیا بیج بویا

| اے گلہاں ہمہ مولائے ماست | | کہو عطیائش ہمارا رض و ہماست |

اے ظالم بھی تو وہ ہمارا آقا ہے جن کی عطا سے یہ سب آسمان اور زمین کی نعمتیں ہیں

| ابرہہ باران و مر و ہمر آفرید | | کرد تا بستان و سرا سا پدید |

جس نے بادل، بارش، چاند اور سورج پیدا کیے۔ اور گرمی سردی کو ظاہر کیا

| تا فیض اذقنائے خود خوریم | | اندہ ما نیم و تن خود پروریم |

تا کہ ہم ان کے فضل سے اپنی غذا کھاتے ہیں۔ اور زندہ رہیں اور اپنی پرورش کریں

| اگر برتن کرد این لطف اتم | | کے کند محروم جاں را از کرم |

جس نے ہمارے بدن پر کمال و رحمت کی برائی کی ہے وہ ہماری جان کو اپنے کرم سے محروم کر سکتا ہے

اسی فرقان سے ہنسیاں ہنسیاں | انا محمدت از خودی در پہ خودی
 لڑائی کی وہی خدا کی ایک کشش ہے تاکہ وہ تجھے نفسانیت سے روحانیت کی طرف لے جائے
 بہت نراں و نافع شرک تھاں | انا مراد اہم از ویابی نشاں !
 قرآن احمدی شرک کو دور کرتا ہے ۔ تاکہ تو خدا کا نشان خدا کی طرف سے ہی پاسکے
 انا ہی از کبر و خود بینی و ناز | انا شوی ممنون فضل کار ساز
 تاکہ تو کبر و خود بینی اور نخر سے نجات پائے اور اس کار ساز کے فضل کا ہی ممنون ہو
 دور شو از کبر تا رحم آیدش | بندگی کن بندگی سے بیدیش
 کبر سے دور ہو کہ اُسے جمہ پر رحم آئے ۔ بندگی کر کیونکہ اُسے زندگی دیا ہے
 از بندگی در مردی و بجزد بکاست | بہر کہ اُنقاد است ادا آخر محاسن
 زندگی زمرنے عاجزی اور دینے سے ہے جو اس کے آگے، اگر گیا وہی نجات پائے گا
 بہت جہاں نیستی آپ جیات | بہر کہ نوشید است اور است از کلمات
 نیستی کا جام ہی دہل میں آپ جیات ہے جس نے وہ پی لیا وہ موت سے خلاسی پا گیا
 عاقل اک باشد کہ جو بیدار را | ادا از تذلل معا بر آرد کار را
 عقلمند وہ ہے جو خدا کو تلاش کرتا ہے اور اپنا سارا معاملہ عجز و نیاز سے نکالتا ہے
 اہلبی بہتر اناں عقل و خرد | کت بچا و کبر و نخوت اقلند
 اس عقل و دانش سے بیوقوفی اچھی ۔ جو تجھے کبر و نخوت کے کوئیں میں ڈال دے
 طالب حق باش و بیول از خود ا | خود روی ا ترک کن ۔ بہر خدا
 خدا کا طالب ہو اور خودی سے باہر آ۔ اور خدا کے لیے خود روی کو ترک کر

امن نہ اتم خیر ایمان راست و دیں | ادم نعلن در جہت رب العالمین |
 میں نہیں جانتا کہ یہ کونسا دینی و ایمان ہے کہ لٹاک انسان خدا کے مقابلے میں دوسرے کرے
 تو کجا و اک فادر مطلق کجا | تو بہ کن این ابھی ہا کم نما |
 تو کہاں اور وہ فادر مطلق کہاں | تو بہ کر اور ایسی بیوقوفیاں ظاہر نہ کر
 ایک دمے گر شرح فضیلت کم نشود | این ہمہ خلق و جہاں برہم شود |
 اگر خدا کے فیض کا عینینا ایک لمحے کے لیے کم ہو جائے تو یہ تمام خلقت اور جہاں زیر و زبر ہو جائے
 اپست ہستی لاف استعلا مزین | اور از گلم خوش پیش پیروں پامزن |
 تو ایک حقیر سی ہستی ہے بڑائی کی لات نہا۔ اور اپنی چادر سے پاؤں باہر نہ نکال
 عابدان باشند کہ پیش فانی است | عارت آل کو گویدش لانا نانی است |
 بندہ وہ ہے جو خدا کے سامنے شیخ ہے عارت وہ ہے جو اُسے لانا نانی کہتا ہے
 انوشین ما نیک اندیشیدہ | لے ہداک اللہ چہ بد فہمیدہ |
 نے اپنے تئیں نیک خیال کر لیا ہے خدا تجھے ہدایت دے۔ کیسا غلط سمجھا ہے
 این جنیں بالانہ بالا چوں پری | یا گر زان ذات بیچوں منگری |
 تو اتنا اونچا اونچا کیوں اڑتا ہے؟ شاید تو اُس بے مثل ذات کا ٹکڑا ہے
 کاخ وینار چہ دیدستی بنا | کت خوش افتاد مست این فانی سرا |
 دنیا نے ہستی کی بنیاد کو تو نے کیا سمجھا ہے؟ کیا تجھے یہ سولے فانی اچھی لگنے لگی
 دل چرا حافل بر بند و اندریں | تا گماں باید شدن بیرون ازین |
 حافل اس سے کیوں دل لگے۔ جب کہ اچانک اس سے نکلتا پڑے گا

از پئے دُنیا بُردن از خُدا | اِس ہیں بائد نشانِ اشقیاء |
 دُجیا کے لیے خُدا سے تعلق توڑنا ۔ یہی برہمنوں کی علامت ہے
 چوں شو دُخشاہشِ حق بر کسے | دل نے ماند پُنیایش سے
 جب خُدا کی کسی پر مرنی ہوتی ہے ۔ تو اُس کا دل دُنیا سے اُکڑ جانا ہے
 ہوش کن کہیں جاگے جائے فِناست | با خُدا سے باش چوں آخِ خُداست |
 تیر وار ہو کہ یہ دُنیا تو سرتے فانی ہے ۔ با خُدا بن جا کیو کہ آخِ خُدا سے ہی معاملہ پڑیگا
 زہرِ قاتل گر بدستِ خود خوری | مین چسپال دانم کہ تو دانِ شوری |
 اگر تو اپنے اُتھ سے ہی زہرِ قاتل کھلے تو میں کیو کر سمجھوں کہ تو عقلمند ہے
 اِس گرو ہے مین کہ از خُرد فانی اند | اِجلِ فشاں ہر گفتہ بر تانی اند |
 اِن لوگوں کو سمجھ کر فانی ہیں ۔ اور خُدا کے کلام پر جان چھوڑکتے ہیں
 فارغِ اُتادہ ز نامِ عجز و جاہ | اولِ زکف و از فرقِ اُتادہ کلاہ |
 نام ۔ عزت اور وجاہت سے فارغ ہو گئے ۔ دل اُتھ سے جاتا رہا اور لُٹی سر سے گر گئی
 دُور تر از خود ہر یارِ آمیختہ | آہر و از ہر روئے ریختہ |
 خُدی سے دور ہو کر بار سے وصل ہو گئے ۔ اور اِس رحیمی اہمہ کی خاطر بوت و اُبو کی پروردگار کا
 دیدنِ فشاں می و ہر یارِ اِز خُدا | صدق و درناں در جنابِ کبریا |
 ان کو دیکھنے سے خُدا یاد آتا ہے ۔ کیونکہ وہ خُدا کے کبریا کی جناب میں رہتیاں ہیں
 تو ز اشکبارِ سمر بر آسمان | پانزدہ سیرولِ زراہِ بندگاں |
 تیرا تو ستر کبر سے آسمان تک پہنچا ہے اور بندوں کے راستہ کو تو نے چھوڑ دیا ہے

آنہ گرد و محو در قسمت جہاں | نورِ سخانی چھاں تا بدہراں |

جب تک تیرے نفس میں عاجزی پیدا نہ ہوگی تب تک خدائی نور اس پر کیوں کر روشنی ڈالے گا

آنہ تمیر و دائرہ اندر نہیں | لکے نیک صدے فتوہ تو خود ہیں |

جب تک حدِ زمین میں داخل ہو کر مے لگائیں۔ تب تک ایک سے شو کیوں کر بنے گا

نیست فتوہ تا بر تو فیضانے رسد | جہاں بقیثاں تا اگر جانے رسد |

نیست ہو جہاں تا کہ تجھ پر فیضان نازل ہو۔ جہاں قربان کرتا کہ دوسری زندگی ملے

اتا تو زار و عاجز و مضطر نہ | لایق فیضانِ آل رہبر نہ |

جب تک تو کمزور عاجز اور مضطر نہیں تب تک اس رہبر کے فیضان کے قابل بھی نہیں

پہیست ایماں و حدہ پنداشتق | کارِ حق را با خدا بگداشتق |

ایمان کیا ہے؛ خدا کو ایک یقین کرنا۔ اور خدا کے کام کو خدا ہی کے سپرد کرنا

پول ز آموزش خرد را یافتی | پس ز تعلیمش چہا ستر یافتی |

جب لڑنے اسی کے سکھانے علم سے عقل کو پایا۔ پھر اس کی تعلیم سے کھل کر گردان ہے

اندرونِ خویش را روشن مہاں | اسپرے تا بد بتابد ز آسماں |

اپنے سینہ کو روشن دیکھو۔ جو کچھ بھی روشن ہے وہ آسمان ہی کی بدولت ہے

کو رہست آل دیدہ کشاں نور نیست | گو رہست آل سینہ کشک نور نیست |

وہ آنکھ نابینا ہے جس میں یہ نور نہیں۔ اور وہ سینہ بقر ہے جو شک سے خالی نہیں

صالحین و صالحین و آلقبا | جملہ رہ دیدند از وحی خدا |

صالح۔ صادق اور تقی ان سب لوگوں نے خدا کی وحی سے ہی پیدا حلاستہ پایا

اس کجا عقلے کہ از خود اندش | فہم آں شخصے کہ او فہم اندش |

وہ کوئی عقل ہے جو خود اس کی معرفت کوکتی ہے یہ دُھی سمجھ سکتا ہے جسے خدا خود سمجھائے

مخل بے وحیش بُتے داری براہ | بُت پرستی ہا کئی شام و پگاہ |

اس کی وحی کے بغیر عقل تیرے راستے میں ایک بُت کا طرح ہے اور تو صبح و شام بُت پرستی کر رہا ہے

پیش چشمت گزندگیں بُت عیال | از شرک نشد سے جوئے روال |

اگر تیری آنکھوں کے سامنے یہ بُت ظاہر ہو جاتا تو تیری آنکھوں سے آنسوؤں کی نہر جاری ہو جاتی

ایک از بد قسمتی چشمت نماند | بت پرستی آخرت چل بُت نشاند |

ایسی قسمتی ہے کہ تیری آنکھ ہی زہری اور بُت پرستی نے آخر کار تجھے بھی بُت کی طرح بٹھا دیا

مخل دنا سر از حق بس ناراست | آنچه کہ گمے رسد ہم از خداست |

خدا کی اسرار سمجھنے میں عقل بہت کمزور ہے جو بات گاہ گاہ اُسے مل جاتی ہے وہ بھی نہ اس کی طرف سے ہے

اگر خود پاکیزہ رائے آورد | اں ناز خود ہم ز جائے آورد |

اگر عقل رکھی، کوئی حمد رائے دیتی بھی ہے تو وہ اس کی اپنی خوبی نہیں۔ بلکہ وہیں سے لاتی ہے

تو پر عقل خویش در کبر شدید | ما فدا تے آنکہ او عقل آفرید |

تو اپنی عقل پر نازاں ہو کر سخت تکبر ہو گیا ہے اور ہم اس پر فدا ہیں جس نے خود عقل کو پیدا کیا

در قیاسات تہی جاننت اسیر | جان ما قربان علم آل بصیر |

تیری جان خالی غولی قیاسوں میں گرفتار ہے۔ مگر ہماری جان اُس بیبا خدا کے علم پر قربان ہے

ایک دل بانیکوں دار دوسرے | بد گرفت سے زندیدر گوھرے |

ایک دل انسان نیکیوں سے تعلق رکھتا ہے اور دیگر آدمی موتی پر تھوکتا ہے

ایک دل انسان نیکیوں سے تعلق رکھتا ہے اور دیگر آدمی موتی پر تھوکتا ہے

ہست بر اسرار اسرار دیگر | تاکجا تا دوزخ فکر و نظر

ان بھیدوں پر اور بھید چھانے ہوئے ہیں عقل و فکر کا گدھا کمال تک حد ڈالے گا

ایں چراغ مردہ از نور ہوا | چوں رو باریک بنماید ترا

موص کی شدت سے یہ ٹٹھاتا ہوا چراغ کس طرح تجھے باریک ساہ دکھا سکتا ہے؟

اوچی یزدانی بڑ رہ آگ کہند | نا بمنزل نور سا ہمرہ کہند

عذرا کی وہی تجھے ساتھی سے آگاہ کرتا ہے اور منزل پر پہنچنے تک نور کو تیرے ساتھ کر دیتی ہے

ما فتادہ بے ہنر و جسم و جاں | محنت باشد دم زنی با آن یگان

ہمارے جسم اور جان میں کوئی ہنر نہیں ہے اس لاشرک کے مقابلہ پر دم ہارنا حاققت ہے

چسیت میں غم در افتا انگاشتن | طرز سرستی قدم برداشتن

دیکھا کیا ہے؟ اپنے تئیں فنا سمجھنا۔ اور اپنی ہستی سے بالکل الگ ہوجانا

بچوں بیتی با دو صد درد و غیر | کس ہے خیزد کہ گرد و سنگیر

جب تو گر پڑتا ہے اور چھتا اور چلاتا ہے تو کوئی نہ کوئی منور اٹھتا ہے تاکہ تیرا ہاتھ پکڑے

با خبر سا دل تپد بر بے خبرا | رحم بر کدے کھد اہل بصر

ان کے لیے مانا کا دل تڑپتا ہے۔ اور آنکھوں والا اندھے پر رحم کرتا ہے

مچنین قانون قدرت اور قناد | مرضیعیال لدا قوی آد و بیاد

قانون قدرت اسی طرح واقع ہوتا ہے۔ کہ طاقتور کمزوروں کا دھیان رکھتے ہیں

چوں ایں قانون شود در حال برول | رحم یزدال از ہمد باید فزول

تو رحمن اس قانون سے باہر کیوں کہہ سکتا ہے۔ خدا کا رحم تو سب سے زیادہ ہونا چاہیے

ایک رحمت سافر و گدازت است

وہ خدا جس نے ہمارے سب بوجھ اٹھا رکھے ہیں۔ اور کسی رحمت کی ہمارے لیے کسی نہیں رکھی

شرمت آید اپنے تئیں انکار و کیں

وہ دین کے معاملے میں ہم سے کیونکر غافل ہوگا تجھے اس انکار اور بغض سے شرم آنی چاہیے

یاد کن آخر وفا ہائے خدا

دل منہ در خاکدان بے وفا
بے وفاد دنیا سے دل مت لگا۔ کبھی تو خدا تعالیٰ کی وفاداریاں بھی یاد کر

مبتلا ہستند و رہو و ذہول

بار بار شدیر تو ثابت کایں عقول
تجھ پر بار بار ثابت ہو چکا ہے کہ یہ عقولیں بھول چوک میں مبتلا رہتی ہیں

بار بار زیں عقل ماندی بے مراد

بار بار ویدی بعقلی خود فساد
بار بار تو نے اپنی عقل کی خرابی دیکھی ہے اور بار بار تو اس عقل کی وجہ سے ناموس رہا ہے

لاذولیری سے روی نادیدہ پیش

بار خوت سے کنی عقل خویش
پھر بھی تو اپنی عقل پر فخر کرتا ہے اور بے سوچے سمجھے دلیری کے ساتھ آگے بڑھا جاتا ہے

ترک خود کن تا کن رحمت نزول

نفس خود را پاک کن از ہر فضول
اپنے نفس کو ہر غیر ضروری چیز سے پاک کر اور بے نفسی اختیار کرتا کہ خدا کی رحمت نازل ہو

مردن داز خود شدن کیساں بود

لیک ترک نفس کے آساں بود
لیکن نفس کو ترک کرنا کہ نسا آسان کام ہے۔ مرنا اور نفس کو مارنا دونوں برابر ہیں

کال بود پاک از غرور و کینہ

ایں چنین دل کم بود و سینہ
ایسا دل شاف و نادر ہی کسی سینہ میں ہوتا ہے۔ جو غرور اور کینہ سے پاک ہو

در حقیقت مردم معنی کم اعد

گو ہمہ از روی صورت مردم اند

اصل بات یہ ہے کہ حقیقت شناس لوگ کم ہیں۔ اگرچہ شکل کے لحاظ سے سب آدمی ہی ہیں

پوش کن اسے در چھے اُفتادہ

عقل و دین از دست خود در دادہ

اسے وہ جو کتوئیں میں پڑا ہوا ہے اور عقل اور دین دونوں کھو بیٹھا ہے۔ خبردار ہو

غیر محدود سے محدودے جو

کار تو بہ محض از دودے جو

غیر محدود (خدا) کو محدود عقل کے ذریعہ تلاش نہ کر اور مصیٰ قوم کا کام دھوئیں سے نہ لے

آنچه باید جست با عجز و نیاز

تو جو با کبر و خود بینی و ناز

جو بات کہ عجز و نیاز کے ساتھ دھڑلانی چاہیے ہے سے کبر، خود بینی اور فخر کے سانچہ نہ لے

وہ جو خوب ستائیں اصول ہر دی

یادگار مولوی در ثنوی

واہ واسلوک کا یہ اصول کیسا عمدہ ہے جو ثنوی میں مولوی رومی کی یادگار ہے

زیر کی ضد شکست است و نیاز

زیر کی بگڑا و با گونی بساز

عقل مندی کمزوری اور عاجزی کی ضد ہے تو عقل مندی کو چھوڑ اور عاجزی اختیار کر

تا کہ طفل خورد را مادر نما

دست دپا باشد نما وہ در کنار

جس طرح چھوٹے بچے کو ماں دن بھر اپنی گود میں لیے پھرتی ہے

دہلی میں احمدیہ جمعہ سوم ماہ شبہ صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۶

مطبوعہ ۱۶۸۸

کلام پاک کے سچوں در صد عام عرفان را

کسے کو بخیر نال سے چہ تانہ ذوق ایمان را

خدا کا پاک کلام عرفان کے سو جام دنیابے ہواں شراب سے بے خراب ہے وہ کہاں ایمان کا مزہ جانتے ہے

چشمہ آئینہ گدی بہتر ہے بسکرت
 نہ گوش است اگر نشید دست گاہے قبل جلال را
 اے آنکہ تیں کتا چاہیے جو ساری عمر انھی پڑی ہو نہ وہ کان کان ہے جس نے کبھی محبوب کی بات سنی ہو
 دہرائیں احمد بہ جمعہ سوم ماہیہ صفحہ ۱۲۰۴

مکش خوشیق را بہ ترک جیا	الا اے کمر بستہ بر افترا
لے وہ جس نے اترا پر کر بانہ رکھی ہے خیر دار ہو جا اپنے تئیں بے جہاں کر ہلاک نہ کر	بخاصان حق کینہ اتنا کجا
گئے شرمست آمد نہ گیاں خدا	خدا کے خاص بندوں سے کبک نہ شمی کرتا رہے گا کبھی تو مجھے اس جہاں کے پروردگار سے شرم آتی پائیے
برو ہرچہ بندی بود ہی	چو چیز سے بود روشن اندر ہی
بدانند مردم کہ بد گوہری	اگر کوئی چیز اپنی خوبی کی وجہ سے اعلیٰ تر ہو بھی اس پر لازم لگانے کا تو بیوقوف ہی کہلانے
بغبارِ دو چشمت شود آتشکار	چو بر نیک گوہر گماں بدیری
جب تو روشن مونی کو دھندلا کے گا تو اس سے تیری آنکھوں کا دھندلا ہی ظاہر ہو گا	جب تو کسی نیک آدمی پر بدگمانی کرے گا تو لوگ سمجھ لیں گے کہ تو خود بد اصل ہے
بوہ بر خیشاں نشانے تمام	چو گوئی دُرِ پاک را پُر غبار
گندی۔ بے معنی اور بے ہودہ باتیں شبیٹوں کی بغاوت کو ہی ظاہر کرتی ہیں	سختنہ نے پر جھٹت دے بے مغرور خام
بدانید گفتن سخن جز در دروغ	بر حق ندارد دروغے فروغ
تم سنانے جھوٹ کے اور کچھ کتا نہیں مانتے مگر سچ کے سامنے جھوٹ فروغ نہیں پاسکتا	

پیارید یاد از حق بے چگون
 پسند او قتاد ست دیتائے دُوں
 تم غمائے بیچگون کو یاد نہیں کرتے اور یہ ذلیل دُنیا تم کو پسند آگئی ہے
 یہ دُوبا کے دل بہ بند و بچرا
 کہ ناگاہ باید شدن زیں سرا
 کوئی اس دنیا سے کیوں دل لگائے جبکہ اچانک ایک دن اس سرسے سے کوچ کرنا ہے
 سرا بنجام اس خانہ رنجِ قسمت و درد
 بہ پیش تیا بند مردانِ مرد
 اس گھر کا انجام رنج و درد ہے - مرد لوگ اس کے داؤ میں نہیں آتے
 بدیں گل میا لائے دل بوں خصے
 کہ عہد تقابلیش نمائے سے
 اس کچھ سے کیوں کی طرح دل کو آلودہ نہ کر کہ اس کے ٹھہرنے کا زمانہ دور تک نہیں رہتا
 زمانِ مکافات آید فراز
 تو بریش دُنیا بدیں سالِ مَنان
 جو کا دن آ رہا ہے - پس تو دُنیا کی زندگی پر ناز نہ کر
 فریبے غمخوار از رو سیم و مال
 کہ ہر مال سا آخر آید زغال
 سونے، چاندی اور مال سے دھکا لٹے گا - کیونکہ آخر ہر مال پر زغال آجاتا ہے
 نہ آورده ایم و نہ باخود بریم
 تھی آدیم و تھی بگذریم
 ہم کچھ ساتھ لائے اور نہ ساتھ لے جائیں گے خالی ہاتھ آئے تھے اور خالی ہاتھ چلے جائیں گے
 الا آنہ تا بی سوز و روتے دوست
 جہا نے تیر نزدیک ہوئے دوست
 خردار دوست کی طرف سے منہ نہ پوڑے بلکہ جہاں دوست کے ایک بال کی برابری نہیں کر سکتا
 خدا اینکہ حال پر روا د خدا
 نیابی ہر شے جز پئے مصطفیٰ
 وہ خاص کی طرف میں ہماری جہاں ترقی ہے اس کا ماتہ تجھے مصطفیٰ کی پیروی کے بغیر نہیں مل سکتا

ابراہیمؑ آل آفتابِ جہاں کہ روشن شد اند سے زمین و زمان
 ابراہیمؑ وہ آفتابِ عالمات ہے جس کی وجہ سے زمین و زمان روشن ہو گئے
 بشر کے بد سے ان ملک نیک تر بنوے اگر جوں جھیل بشر
 انسان فرشتہ سے بہتر کیونکر نہایت ہوندا اگر محمد صلعم کی طرح کا انسان پیدا نہ ہوتا
 بتایا تمہارا شرم از کردگار کہ اہل خورد باشی و بادقار
 کیا تجھے خدا تعلق سے شرم نہیں آتی کہ غفلت اور معزز ہونے کے باوجود
 پس آنگہ شوی منکر آل رسولؐ کہ یابد از نوہ چشم عقول
 پھر بھی تو مہں رسولؐ کا منکر ہے جس سے خود عقل کی آنکھیں نور حاصل کرتی ہیں
 از سوہ ز غفلت رہیدہ نہ ز طور بشر پاکشیدہ نہ
 تجھے سوہ غفلت سے غلامی حاصل نہیں ہوئی اور انسانی شمائل سے آزاد ہے
 میناید ز تو کار رب العباد ممکن داودی با نہ جمل و مناد
 تجھ سے رب العباد کا کام نہیں ہو سکتا اس سے تو جمل و مناد کے باعث جمل ذکر
 ہدال ناقص و بکیش چوں جماد کمال خدا را مینگن زیاد
 خدا کو جمادات کی طرح ناقص اور گرگما جہاں نہ کر اور مہں کے کمال کو بھول مت
 تو خود ناقصی و دنی الوصفات منہ تمہمت ناقص بر پاک ذات
 تو تو آپ ناقص ہے اور دنی الوصفات ہے اس لیے پاک خدا کی پاک ذات پر تمہیں بڑے کمال
 خیالت یہ سوہ کردت بتاہ خود از پائے خود او فادی بہاہ
 یہ سوہ خیالات نے تجھے برباد کر دیا اور خود اپنے پیروں سے چل کر تو کنوئیں میں جا پڑا

تخیالت شے ہست تا ایک دتا

خزوبہ برآں شیب زکین بعد بغبار

تیرے خیالات رات کی طرح ناپک و تار میں جس پزیرے کینے کی وجہ سے شوہر دے پڑ گئے ہیں

تیرے دل باپو ذوالبشب شادا کن

چو روں کی طرح اپنے دل کو رات بھنے پر خوش ذکر بکھڑ اور سزا کے دن کو یاد کر

اگر در ہوا ہم چو مرغال پڑی

اگر تو پرندوں کی طرح ہوا میں اڑے۔ اور اسی طرح پانیوں پر چلے

وگر بر میر آب با بگدڑی

اگر گز آتش آئی سلامت نہ رہل

وگر خاک ما زندگی از فسول

اور آگ میں سے بھی سلامت نکل آئے۔ اور جادو سے مٹی کو سونا بھی بنا دے

مکن نذا از خانی چو چمن و دست

تیار کی کہ حق ساکتی زیر و پست

پھر بھی یہ ممکن نہیں کلاوق کو تباہ کر کے پس دیوانوں اور مدہوشوں کی طرح بکھاس نہ کر

خدا ہر کہ را کرد مہر منیر

نہ گردوز دست تو خاک حقیر

جس کو خدائے چمکدار سورج بنایا ہے وہ تیرے ہاتھوں حقیر مٹی نہیں بن سکتا

دل خود بہر زہ سوزا سے دنی

نہ کاہد ز کبر تو از دونی

اسے ذلیل انسان اپنے دل کو بے فائدہ نہ جلا بڑھنے والی چیز تیری چالاکوں سے گھٹ نہیں سکتی

بہار ست و باد و صبا و دہن

کند تاز با ما گل و یا سمن

موسم بہار ہے اور باد و صبا دہن میں

گلآب اور چندیلی کے ساتھ نادر کر ہی

از لسن و گل ہائے فصل بہار

سیب و صبا سے وزد عطر بار

سیبوتی اور فصل بہار کے پھولوں سے بہکتی ہوتی ہوا خوشبو اڑاتی ہوتی چل رہی ہے

سیبوتی اور فصل بہار کے پھولوں سے بہکتی ہوتی ہوا خوشبو اڑاتی ہوتی چل رہی ہے

تو اسے ریلہ افتادہ اندر ختمناں
 ہمہ برگ افتادہ چون مغلساں
 لیکن اسے یوزوف تو خزاں میں پڑا ہوا ہے اور مغلسوں کی طرح تیرے سب پتے بھڑکے ہیں
 یہ قرآن چہ راہ مسرہ کیس دو ی
 نہ دیدی نہ خزاں مگر نیکوئی
 قرآن پر دشمنی سے کیوں محال ہے تو نہ شاید قرآن میں عوائے نیکی کے اور کچھ بھی نہیں دیکھا
 اگر نام سے درجہاں این کلام
 نہ مانے بہ کو دنیا نہ توجید نام
 اگر جہاں میں یہ کلام نہ آتا۔ تو دنیا میں توجید کا نام بھی باقی نہ رہتا
 جہاں بود افتادہ تاریک و تار
 ازو شد منور رُخ ہر جہاں
 دنیا تاریک و تار ہوتی۔ اس کی وجہ سے ہر ملک روشن ہو گیا
 یہ توجید ماہے ازو شد عیاں
 اترا ہم خبر شد کہ بہت آں گاہ
 اس کی وجہ سے توجید کا راستہ ظاہر ہو گیا۔ اور تجھے بھی پتہ لگ گیا کہ خدا ہے
 وگرنہ ہمیں حال آباتے خویش
 بہ انصاف سگر در آل دین و کش
 نہیں تو پھر اپنے ہی بزرگوں کا حال دیکھ لے اور انصاف کے ساتھ ان کے دین و مذہب پر نظر ڈال
 بود آل فردمایہ بدگوہرے
 کہ از منعم خود بنا بدسرے
 وہ شخص ذلیل اور بداصل ہوتا ہے جو اپنے محسن سے بغاوت کرے
 نہ انما ذلہ خویش بر تر سپر
 پیڑ شکی ممکن چوں ندانی ہنر
 تو اپنی بساط سے زیادہ نہ اڑے۔ اگر تجھے علم نہیں ہے تو طہابت کر کہ
 یقین داں کہ ایں کاریزدانی است
 نہ از دخل و تدبیر انسانی است
 یقین کر کہ یہ مذہب خدا کی طرف سے ہے اور انسانی تدبیر کا اس میں کوئی دخل نہیں

شد ایں دین بفضلِ خدا رحمت
 نہ کار فریب است و سالوس و بند
 یہ دین اسلام خدا کے فضل سے معز ہے فریب چرب زبانی اور پھانسا اس کا کام نہیں
 دزد خند و زور چوں آفتاب
 تو کوری غمینی اش زیں حجاب
 اس میں آفتاب کی طرح کا نور چکنا ہے چونکہ تو اندھا ہے اس لیے وہ تجھے دکھائی نہیں دیتا
 بہ ناپا کئی دل مشو ہر گمان
 وگر تجھے است بنما عیال
 اپنی گمہ دلی کی وجہ سے تو اس سے ہر گمان نہ ہو۔ ہاں اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کر
 بشوقِ دل آویختن را بساز
 پس آگے بسیں قدرتِ کار ساز
 دلی شوق سے اس کے ساتھ تعلق پیدا کر۔ پھر خدا نے کار ساز کی قدرت دیکھ
 گوئیں کن ز قسمت یکے انجمن
 کہ با یک تن از ما کند یک سخن
 تو اپنی قوم میں سے ایک مجلس کا انتخاب کر تا کہ وہ سب مل کر ہم سے ایک فیصلہ کر لیں
 بکاہست فضلِ خدا و بند پاک
 از باطل پرستیاں تھاریم پاک
 ہم پر خدا نے پاک کا احسان ہے ہم باطل پرستوں سے نہیں ڈرا کرتے
 بچوش است فیضِ احد و دم
 کہ تا بند ہر طالبے بگسلم
 خدائے واحد کا فیضان میرے دل میں بچوش رہے تاکہ میں ہر طالب کی زنجیروں کو توڑ دوں
 خدا را و رطعت ہاہست باز
 نسیم عنایات در انتہاز
 خدا تعالیٰ کے لطف کے دروازے کھلے ہیں اور ہر مانیوں کی ہوا چل رہی ہے
 کسے کو تباہ ساز عدل و داد
 کجا دم ز ندیش صدق و سداد
 جو شخص عدل و انصاف سے روگردانی کرتا ہے وہ حق خدا راستی کے سامنے کب دم ہر گتائے

کلام خدا ہر دم لہو و جواہر
 خدا کا کلام ہر وقت بڑے جاہ و جلال کے ساتھ اس کے بے شرم منہ کو کالا کرتا رہتا ہے
 پچھلے دنوں کے شخص سے بگرو د بندہ
 کہ طیبانِ نفس بگرونِ گلند
 اس شخص کی رائے کیونکر قابلِ موت ہوگی جس کو اس کے اپنے نفس کے جوشوں نے پھاڑ رکھا ہو
 دل پاک و جولانی فکر و نظر
 دو جو ہر بود لازم یک دگر
 پاک دل اور نور و فکر کی تیزی یہ دو باتیں لازم و لازم ہیں
 پھر صرف صفا در دل آویختہ
 مداد از سوادِ بیول ریختہ
 جب لوگ پاکیزگی دل کا صوت دل کی دعوت میں ڈال لیتے ہیں تو انکھوں کی سیاہی کی رشتائی اس میں ڈالنے میں
 خدا افریت نزدیک مشیت خاک
 خدا نے تجھے خاک کی ایک ٹٹھی سے پیدا کیا اور خود ہی تجھے روٹی دی تاکہ تو ہلاک نہ ہو جائے
 پھر حاجت گشت حاجت روا
 کشتود از ترجم دو دست عطا
 تیری ہر ضرورت کا وہ خود متکفل ہوا اور رحم کر کے اپنی سخاوت کے ساتھ تیرے لیے کھول بیٹھے
 پھر پاداشِ جودش جنیں سے دہی
 کہ در علم خود ما نظیرش نہی
 پھر اس کی عطا کا بدلہ کیا تو یہی دے رہا ہے کہ علم میں خود اس کا ہمسر بنا پھرتا ہے
 چہ خود را بربا بر کنی با خدائے
 تقو بر جنین عقل داد اک و رائے
 کیا تو خدا کے ساتھ اپنے تئیں برابر سمجھتا ہے ایسی عقل سمجھ اور رائے پر ہزار افسوس
 خدا چوں ولے سایہ پستی گلند
 بہ کوشش یاریم کردن بلند
 جب خدا کسی دل کو قرذت میں گراتا ہے تو پھر ہم اس کو اپنی کوشش سے بلند نہیں کر سکتے

یہ کوششیں و انجام کار اہل بوجہ کو آں خواہش و راستے پر حال بود

ہم تو صرف دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر تجربہ ہی ہوتا ہے جو خدا کی مرضی اور سامنے میں ہو

دہرائین احمدیہ حقہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۸
مطبوعہ ۱۸۸۲ء

اد تو پر پاک قرآن صبح معاد میدہ
بر خنجرہ ہائے دلما باد صبا وزیدہ

قرآن کے پاک نور سے روشن صبح نمودار ہو گئی اور دلوں کے گنجوں پر باد صبا چلنے لگی

ایں روشنی و طہال شمس لخصی نوارد
ہاں دلبری و خوبی کس و در تفر نیدہ

ایسی روشنی اور جگمگاتہ پر کے سدج میں بھی نہیں اور ایسی کشت اور جس تو کسی چاندنی میں بھی نہیں

یوسف فقیر چاہے مجوس مانند تھا
ہاں یوسف کے گئی باز چاہہ رکشیدہ

یوسف تو ایک کتوں کی تہ میں ایسا گرا تھا مگر اس یوسف نے بہت سے لوگوں کو کنوئیں میں سے نکالا ہے

از مشرق معانی صد باد قیاق آورد
قد ہلال نازک نہاں نازک کی خمیدہ

مشرق خفایق سے یہ سیکڑوں خفایق اپنے ہمراہ لایا ہے۔ ہلال نازک کی کمران خفایق سے جھک گئی ہے

کی حقیقت طلوش حاتی چہ نشان دارد
شہدیت آسمانی از وحی حق چکیدہ

تجھے کیا پتہ کہ اس کے علوم کی حقیقت کس نشان کی ہے، یہ آسمانی شہد ہے جو خدا کی وحی سے چکا ہے

اں نیز صداقت چوں سو با عالم آورد
ہر لوم شہب پرستے در گنج خود نویدہ

یہ سچائی کا سورج جب اس دنیا میں ظاہر ہوا تو رات کے پجاری آقا اپنے اپنے کو لوں میں جا گئے

روئے نقیب نہ بنید ہر گویا کسے بدینا
آلا کسے کہ با شند بار بلیش آرمیدہ

دنیا میں کسی کو یقین کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔ مگر اسی شخص کو وہ اس کے منہ سے جنت دیکھتا ہے

اس شخص کے عاقلش شدت مخزن صاف

فال بجزیرہ عالم کیں عالمے خرید

ہو اس کا عالم ہو گیارہ خود صرف کا شمار بن گیا جس نے اس عالم کو نہیں دیکھا اسے دنیا کی کچھ خبر ہی نہیں

بارانِ فضل رحمان آمد بمقدمہ او

بدرت آگہ اندھے سوئے دگر ویدہ

رحمان کے فضل کی بارش ایسے شخص کی پیشانی کو آتی ہے بد قسمت وہ ہے وہ جو اسے چھوڑ کر دوسری طرف ہٹا

میل بدی بتا شد اللہ کے شیطان

اگل رہا بشر پادام کہ ہر شر سے بیدہ

بدی کی طرف رغبت ایک شیطان کی رگ ہے میں تو اسے بشر سمجھتا ہوں جو ہر شر سے نجات پائے

اے کابنِ دلربائی دلم کہ از کجائی

تو نور اگل خدائی کیں خلق آزیدہ

اے کابنِ سخن میں جانتا ہوں کہ تو کس سے تعلق کرتی ہے تو تو اس خدا کا نور ہے جس نے یہ مخلوقات پیدا کی

میل نہ تا ندبا کس محبوب من توئی پس

دیرا کہ زالِ حقان اس نورت باریدہ

مجھے کسی سے تعلق نہ رہا اب تو ہی میرا محبوب ہے کیونکہ اس خدا نے فراہم اس کی طرف سے تیرا نور ہم کو بھیجا ہے

دربارین احمدیہ جمعہ سوم ماشیہ صفحہ ۲۶۴

مطبوعہ ۱۳۸۸۲

از وحی خدا صبح صداقت بد میدہ

چشمیکہ ندید اگل صحف پاک چہ دیدہ

خدا کی وحی سے صبح صداقت روشن ہوگی جس آنکھ نے یہ صحف پاک نہیں دیکھے اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا

اکلخ دلِ ماشد نہ ہماں نافر مہطر

وال یا رہ پیاد کہ زما بود رہ میدہ

ہمارا دل اس نافر سے معطر ہے اور وہ یار جو ہم سے بھاگا ہوا تھا پھر آگیا

اگل فریدہ کہ نور سے گرفت نہ توائل

سختا کہ ہر عمر نہ کہہ سی نہ رہیدہ

وہ آنکھ جس نے قرآن سے لٹا لٹا نہیں کیا خدا کی قسم وہ صاف ہی حیران ہے پی سے غلامی نہ پائے گی

سختا کہ ہر عمر نہ کہہ سی نہ رہیدہ

ان دل کے چرنا سے گل گلزار خدا جنت
 سگند تو ایں خورد که بولش نشیدہ
 وہ دل میں سے اے مجھ کو گل گلزار خدا جو تڑا خدا کی قسم کہاں شخص نے اس کی خوشبو بھی نہیں منگھی
 بانور نہ ہم نسبت اس دور کہ پیغم
 میں ہونے سے اس دور کی شبیر میں وہ سے سکا ایک کہ کہنا جمل کہ اس کے گرد سیکڑوں آفتاب ملو بانہ سے کھڑے ہیں
 بے دولت بخت کسا بیکہ ازاں دور
 سر تاقہ از نخوت و میو تہ بیدہ
 وہ لوگ بخت اور بھیب ہیں جنہوں نے اس دور سے بکری دیر سے رُد گردانی کی اور تعلق توڑ لیا
 (راہن احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۸۹ ملاحظہ فرمائیں)

اے سر خود کشیدہ ازرقاں
 پانماہ بہ لہجہ طیناں
 اے دہس نے قرآن کی رات منہ پھیر لیا ہے۔ اور سرکشی کے گڑھے میں پاؤں رکھا ہے
 بانگ کم کن بر پیش نور مہدی
 تو پہ کن از فسوس و بازیما
 نور ہدایت کے سامنے اتنی شیشی نہ مار۔ اور نغمہ اور کھیل سے توجہ کر
 ایں چہ چہتے ست کو دست کبود
 کا قبابے دروچو ذرہ نمود
 یہ آکھ کیسی ادھی اور منوس ہے۔ جس میں آفتاب ذرہ کے برابر نظر آتا ہے
 ناگیری کنارہ زیں رہ و نحو
 ہست دور از کنار کشتی تو
 جب تک تو اس طایفہ اور غلات کو نہیں چھوڑتا تب تک تیری کشتی کنارے سے دور رہے گی
 لاخدایت غناد و کیں تا چند
 خندہ و ازیت بدیں تا پخند
 کب تک تپنے فلا سے دشمنی اور بکڑے گا اور وہیں سے تیری منسی ٹھکانا کب تک جاری رہے گا

خوشنما کوش بہ ترک جیا جاٹے گریے مشو ہاشترا

بے شرم ہیں کلہنچپ کو ہلاک نہ کر اور نسخہ کر کے خود رونے کا تمام نہ بن

ہنرتاباں چو بر فلک رخسید چوں نوانی بنجاک و غص پوشید

جب سمان پر چکنا چو اسوج نکل آیا پھر تو کس طرح اسے مٹی اور گھاس سے چھپا سکتا ہے

شب نوال کر صد فریب نوال ایک در روز روشن این نوال

رات کے وقت تو تنہا فریب چھپ سکتے ہیں لیکن روز روشن میں ایسا ممکن نہیں

زور فرقاں نہ تافت است چناں کو جانندے نوال زودیدہ وراں

گر ان کا زور ایسا نہیں چکنا ہے کہ دیکھنے والوں کی نظر سے مخفی رہ سکے

اں چراغ ہدی ست دُنیا را رہبر و رہنما ست دُنیا را

وہ تو لام دینا کے لیے ہدایت کا چراغ ہے اور جہان بھر کے لیے رہبر اور رہنما

رہتے از خدا ست دُنیا را نعمتے از سما ست دُنیا را

وہ خدا کی طرف سے دینا کے لیے ایک نعمت ہے اور آسمان سے اہل جہان کے لیے ایک نعمت

عزیز ساز ہائے ربانی از خدا آلد خدا دانی

وہ خداوند کے اسرار کا خزانہ ہے اور خدا کی طرف سے خدا شناسی کا آلہ

بہتر از پایہ بشر کمال دستگیر تھماس و اشتلال

وہ اپنے کمالات میں انسان کے مرتبہ سے بالاتر ہے اور تھماس اور اشتلال کو دستگیری کرتا ہے

کار سازِ اتم، علم و عمل مجتہد اعظم و اثر اکمل

وہ علم و عمل میں بہتر ہے بلکہ کامل کار ساز ہے جس کی دلیل پختہ لسان کا اثر نہایت کامل ہے

بے توقف خدائیش آمد یاد
ہر کہ بر عفتش نظر بکشاد

ہو اس کی عظمت کو دیکھ جتا ہے۔ اُسے فداً خدا یاد آجاتا ہے

کوہ ماند وند نور حق مہورا
دا نگہ از کبر و کین تدبیراں نور

اور جو تکبر اور دشمنی سے اُس روشنی کو نہیں دیکھتا۔ وہ اندھا اور خدا کے نور سے دور رہتا ہے

دل و جانم فدائے آل اسرار
وہ چہ دار و ازاں بگیاں اسرار

وہ وہ اُس خدا کی طرف سے اُس کے پاس کیسے کیسے اسرار میں میرے جان و دل اُن اسرار پر قربان ہوں

تو ز تہاں ز اوج حق بر خاک
پہ ز نور جمال حضرت پاک

وہ اُس پاک ذات کے ہمالی انوار سے بڑے بچکدار سوچ بھی اُس کے سامنے خاک ہے

دل و جانم فدائے آل انوار
وہ چہ دارد خزان اسرار

مر جاوہ کیا کیا خزانے اسرار الہی کے دکتبے میرے جان و دل ان انوار بد قربان چوں

عالمے را کشید سونے خدا
ہست آئینہ ہر روئے خدا

قرآن خدا کے چہرہ کا آئینہ ہے اور اس نے ایک جہان کو خدا کی طرف کھینچا ہے

زشت رویاں از و صبح شدند
بے نور اناں از و صبح شدند

گورگے اُس کی وجہ سے صبح بن گئے اور بد شکل آدمی اُس کے سبب سے خوبصورت ہو گئے

داز خود و آرزوئے خود مردند
میوہ از روفتہ فنا خود مردند

احصاں نے باغ فنا کا پھل کھایا اور اپنی نفسانیت اور خواہشات کی طرف سے مر گئے

پایہ آورد جذب یار ز گل
دست خلیب کشید دامن دل

یک جنبی اتمے زبان کے دل کا دامن کھینچا اور یار کی کشش نے دامن سے ان کا پیر نکال لیا

لہو آں جذبہ کلام خدا
 کہ دلِ شمال لہو از دوتا
 لہو کلامِ نبی کی کشش ہی تو تھی جس نے ان کے دلوں کو دنیا کی طرف سے ہٹا دیا
 سینہ شمال ز غیر حق پر داخت
 واز مئے عشق آں یگانہ پُرساخت
 ان کے سینہ کو غیر اللہ سے خالی کر دیا۔ اور اس یگانہ کی محبت کی شراب سے بھر دیا
 چوں شد آں نور پاک شمالِ شمال
 نافت از پرہ بدرِ کمالِ شمال
 جب وہ پاک نور ان میں رچ گیا۔ تو پرہ میں سے بدرِ کمال چمکا
 دور شد ہر حجابِ ظلمانی
 شد سراسر وجود نورانی
 وہ ظلمت کے حجابوں سے دور ہو گیا اور سراسر نورانی وجود بن گیا
 خاطر شمال بجزبِ پنهانی
 کرد مائل بہ عشقِ ربّانی
 ان کے دل کو ایک مخفی کشش سے خدا کے عشق کی طرف مائل کر دیا
 اچھنال عشق تیز مرکب ماند
 کہ ازالِ مشتب خاک ہیچ نمائد
 عشق نے انکا تیز گھوٹا دوڑایا کہ اس مشتب خاک کا کچھ بھی باقی نہ رہا
 نے خودی ماند نے ہواد ہوں
 او فنادہ خاک و غول سر کس
 نہ خودی رہی نہ حوس و ہوا ہی رہی۔ گویا کسی کا سر خاک اور خون میں پڑا ہو
 عاشقانِ جلال روئے خدا
 طالبانِ زلالِ نبوتے خدا
 وہ خدا کے جلال کے عاشق ہیں۔ اور خدا کی تر کے معنی پانی کے طالب
 پُر ز عشق و تہی ز ہر آذے
 کشت و زائلِ نجاست ہوا زے
 عشق سے ہر گئے اور ہر لاج سے خالی ہو گئے عشق نے ان کو قتل کر دیا اور ان کی آواز بھی نہ ملے

پاک گنہگار زلوت ہستی خویش

رستہ از بند خود پرستی خویش

اپنے وجود کی آلودگی سے پاک ہو گئے اور اپنی خود پرستی کا تہیہ سے آزاد

اُس چٹال یار در کمند انداخت

کہ ندانند باد گر پروا سخت

یار نے ان کو اس طرح اپنی کند میں جکڑ لیا کہ اور گھسی سے ان کا تعلق نہیں رہا

قدم خود زدہ بہ راہ عدم!

گم بیادش ز فرق تا بقدم!

مستی کی راہ پر چل پڑے اور خدا کی یاد میں سر سے پیر تک غرق ہو گئے

اذکر دلبہر غذا کے تغیر حیات

حاصل روزگار و مغز حیات

محبوب کا ذکر ان کی زندگی کی لطیف غذا ہے یہی ان کی زندگی کا مقصود اور حیات کا خلاصہ ہے

سوختہ ہر شرف بجز دلدار

دوختہ چشم خود ز غیر نگار

سوائے دلدار کے انہوں نے ہر شرف کو جلا ڈالا اور محبوب کے سوا ہر طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں

دل و جان بر رُخے فدا کردہ

وصل او اصل دعا کردہ

ایک ہی غصہ پر اپنا دل و جان تسدق کر دیا اور اسی کے وصل کو اپنا اصلی مقصد بنا لیا

مردہ و خویشین فنا کردہ

عشق جو شید و کارہا کردہ

مر گئے اور اپنے نہیں فنا کر دیا۔ عشق میں جوش میں آیا اعلان بن پڑے بڑے کام کے

از دیار خودی شدند جدا

بیل پُر زور بود برد از جا

خودی کے مقام سے جدا ہو گئے۔ محبت کی زور زور کی تھی۔ بسا کہ لے گئی

لاجرم یافتند زور خدا

چوں خودی رفت شد طور خدا

نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے خدا کے زور کو پایا جب خودی چلی گئی تو خدا ظاہر ہو گیا

تن چو فرسود وستان آمد | دل پوزد دست رقت جاں آمد
 جب جسم کمزور ہو گیا تو محبوب آگیا جب دل ہاتھ سے نکل گیا تو جان یعنی محبوب مل گیا
 عشقِ دلیر بروٹے شمال بارید | اور رحمت بکوٹے شمال بارید
 دلیر کی محبت ان کے ہاتھ پر ظاہر ہو گئی۔ اور رحمت کا ابران کے گلی کوچوں میں برسا
 بہتیاں قوم پاک را جا ہے | کہ ندادد جہاں بدو را ہے
 اس پاک قوم کی وہ عزت ہے کہ ساری دنیا بھی اس تک نہیں پہنچ سکتی
 دست بہر دُعا چو بردارند | موردِ فیض ہائے داداراند
 جب وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ تو خدائی فیض کے مورد بن جاتے ہیں
 کشفِ رازے گرا ز خدا خواہند | طہم از حضرت شہنشاہ اند
 اگر خدا سے کسی راز کا کشف چاہتے ہیں۔ تو حضورِ خداوندی سے الہام کیے جاتے ہیں
 کس بسر و رفتِ شمال ندادد راہ | کہ شمال اند در قیاسہ اللہ
 کوئی ان کے حال پر واقفیت نہیں پاتا۔ کیونکہ وہ اللہ کے گہرے دل میں مخفی ہیں
 گر نماید خدا یکے زانماں | بر کاوش دوند سلطاناں
 اگر خدا تعالیٰ ان میں سے کسی کو ظاہر کر دے تو اس کے جلو میں بادشاہ دوڑتے ہوئے چلیں
 ایں ہمہ عاشقانِ آل یکتا | نور یابند از کلامِ خدا
 یہ سب اللہ کے لاشریک کے عاشقِ خدا کے کلام سے ہی نور حاصل کرتے ہیں
 گر چہ ہستند از جہاں پنہاں | بازگہ گہ ہمے شود جہاں
 اگرچہ عموماً، محیثاً سے پوشیدہ ہیں۔ تاہم کبھی کبھی ظاہر بھی ہو جاتے ہیں

بچھو خورشید و مہر و آئینہ | غیر را چہرہ نیز نہایند |
 سوچ اور چاند کی طرح باہر نکلتے ہیں۔ اور غیروں کو بھی اپنا چہرہ دکھا دیتے ہیں
 بالخصوص آبی زماں کہ باؤ خزاں | باغ مہر و وفا کند ویراں |
 خاص کر اُس وقت کہ موسم خزاں کی ہوا۔ محبت اور وفا کے باغ کو ویراں کر دے
 دل بہ بند جہاں بد اہر فنا | لب کشاید بمدحتِ دُتیا |
 ہاں جہاں دینائے فانی سے دل لگائیں اور اس کی تعریفیں کرتے لگیں
 جھپٹے را کنند مرع و ثنا | و از خداوندِ جود استغنا |
 ایک سٹری ہوئی لاش کی تو مرع و ثنا کریں گوندائے کریم کی طرف سے لاپرواہی برہیں
 عاشقِ نذر شونہ و دولت و جاہ | سرد گردِ محبتِ آلِ شاہ |
 مال و دولت اور عزت و جاہ کے عاشق بن جائیں اور اُس بادشاہ کی محبت ٹھٹھی پڑھائے
 شوکتِ بوشانِ ایں سر لے نوال | خوش نماید بیدرہٴ بھال |
 اس سر لے فانی کی شہان و شوکت پر تو فوں کی نظر میں اچھی لگے لگے
 یر ز ہاتھا شود مقامِ خدا | اندر دل پڑے شود ز حرص و ہوا |
 مرت ز بائوں پر خدا کا ذکر رہ جائے اور اُن کا اندرونِ حرص و ہوا سے بھر جائے
 اندر ایں روز لے چوں شبِ تار | دست گیر دعائیتِ دادار |
 ایسے دنوں میں دعا جیبری لٹ کی طرح ہوتے ہیں تارے عادل کی مرانی لوگوں کا ہاتھ پکارتی ہے
 سفرِ سندِ خلقِ صاحبِ نور | تا شود تیرگی ز نورش دور |
 وہ محنت کی طرف ایک نورانی مہر بھیجتا ہے تاکہ اس کے نور سے اندھیرا دور ہو

زراں سمرائز کہ خواہدہ بنوواں	مے شود ملہم از امور نماں
ان رازوں کا جو صرف خدا کا خاصہ ہیں	یہ حقیقی باتوں کا ملہم ہو جاتا ہے یعنی ان
آتا زندہ سنگ پر سمرائز کار	آتا نماید عیاں حقیقت کار
اگر کہ اصل حقیقت کو نمایاں کر کے دکھا دے اور تاکہ معکروں کو ہلاک کر دے	تاکہ اصل حقیقت کو نمایاں کر کے دکھا دے اور تاکہ معکروں کو ہلاک کر دے
مے کند رو نشنش چو مہر منیر	بہتچیں آل کریم و پاک و قدیر
مے کند رو نشنش چو مہر منیر	بہتچیں آل کریم و پاک و قدیر
اس طرح وہ کریم پاک اور قادر خدا اس شخص کو روشن آفتاب کی طرح متور کر دیتا ہے	اس طرح وہ کریم پاک اور قادر خدا اس شخص کو روشن آفتاب کی طرح متور کر دیتا ہے
گوش ہا مے کند بدوشنوا	دید ہا مے کند بدوشنوا
گوش ہا مے کند بدوشنوا	دید ہا مے کند بدوشنوا
عقلوں کی آنکھوں کو اس وجہ سے مینا بناتا ہے امدان کے کافلوں کو اس کے ذریعہ نشنوا کر دیتا ہے	عقلوں کی آنکھوں کو اس وجہ سے مینا بناتا ہے امدان کے کافلوں کو اس کے ذریعہ نشنوا کر دیتا ہے
یا بد ازوے شفا حکم خدا	ہر کہ آمد بدو یصدق و صفا
یا بد ازوے شفا حکم خدا	ہر کہ آمد بدو یصدق و صفا
جو شخص اس کے پاس صدق و صفا کے ساتھ آتا ہے وہ خدا کے حکم سے شفا پاتا ہے	جو شخص اس کے پاس صدق و صفا کے ساتھ آتا ہے وہ خدا کے حکم سے شفا پاتا ہے
از خدا کے علم حقیقات	گفت پیغمبر ستودہ صفات
از خدا کے علم حقیقات	گفت پیغمبر ستودہ صفات
استودہ صفات پیغمبر نے غیب دان عظیم خدا سے علم پاک کہا ہے	استودہ صفات پیغمبر نے غیب دان عظیم خدا سے علم پاک کہا ہے
آتا کہ ایں کار را ہے شاید	بر سر ہر صدی بروں آید
آتا کہ ایں کار را ہے شاید	بر سر ہر صدی بروں آید
کہ ہر صدی کے سر پر ایسا شخص ظاہر ہوتا ہے جو اس کام کے لائق ہوتا ہے	کہ ہر صدی کے سر پر ایسا شخص ظاہر ہوتا ہے جو اس کام کے لائق ہوتا ہے
آتا بیابند خلق زو برکات	آتا شود پاک بخت از بدعات
آتا بیابند خلق زو برکات	آتا شود پاک بخت از بدعات
تاکہ مذہب بدعات سے پاک ہو جائے۔ اور مخلوق اس سے برکتیں حاصل کرے	تاکہ مذہب بدعات سے پاک ہو جائے۔ اور مخلوق اس سے برکتیں حاصل کرے
ہست مخصوص ملت اسلام	الغرض ذات اولیائے کرام
ہست مخصوص ملت اسلام	الغرض ذات اولیائے کرام
خواہد کلام یہ کہ اولیائے کرام کی ذات مذہب اسلام کے ساتھ مخصوص ہے	خواہد کلام یہ کہ اولیائے کرام کی ذات مذہب اسلام کے ساتھ مخصوص ہے

ایں لوگوں گزاف انور خطاست	تو طلب کن ثبوت اکل بریاست
تو یہ نہ کہہ کہ یہ بات بیہودہ لغو اور غلط ہے تو مطالبہ کہیں کاشتوت ہمارے ذمہ ہے	اسے بچے قدرۃ ذلیل و خوار
اے شخص ایک ذلیل و خوار ذرے کی طرح ہے نیزے مقابل پر وہ خدا کی طرح عاجز ہو سکتا ہے	ہمیں اس راست مست لافے نیست
یہ سب سچ ہے مہالذ نہیں ہے۔ اگر تجھے یقین نہیں تو امتحان کر لے	کا ذمہ گرازد نشاں ندھم
دعدہ کج بطلباں ندھم	میں طالبوں سے غلط وعدہ نہیں کرتا اگر اس کا پتہ نہ بتاؤں تو جھوٹا ہوں
من خود از بہر این نشاں زادم	دیگر اندر غمے دل آزادم
میں خود اس نشان کو پورا کرتے کو پیدا ہوا ہوں دوسرے تمام غموں اور غمکوں سے آزاد ہوں	یہ خود اس نشان کو پورا کرتے کو پیدا ہوا ہوں دوسرے تمام غموں اور غمکوں سے آزاد ہوں
ایں سعادت چو بود قسمت ما	رفقہ رفقہ رسید تو بت ما
یہ جو کہ یہ سعادت ہماری قسمت میں تھی۔ اس لیے رفقہ رفقہ ہماری باری آگئی	یہ جو کہ یہ سعادت ہماری قسمت میں تھی۔ اس لیے رفقہ رفقہ ہماری باری آگئی
تعرہ ہاے زخم برآپ زلال	مجموعہ مادہ دواں پئے اطفال
میں مصطفیٰ پانی رکے چشمے پر کھڑا پکار رہا ہوں جس طرح ماں اپنے بچوں کے پیچھے دوڑتی ہو	تو مگر نشنگان بادبہ ہا
تا مگر نشنگان بادبہ ہا	گر دم آئند زیں فغان و صلا
تاکہ شاید جھگڑ کے پیاسے اس شور و پکار سے میرے پاس آجائیں	لیکن عاجزی اور صدق و صفا شرط ہے نیز انکسار اور خوفِ خدا کے ساتھ آنا
لیکن عاجزی اور صدق و صفا شرط ہے نیز انکسار اور خوفِ خدا کے ساتھ آنا	لیکن عاجزی اور صدق و صفا شرط ہے نیز انکسار اور خوفِ خدا کے ساتھ آنا

بہشتن از غربت و تذلل دل و از غلو ص و اطاعت کامل

غیبی اور علیٰ خاکساری کے ساتھ مہنوی تا نیز اخلاص اور کامل اطاعت کے ساتھ تلاش کرتا

مگر کتوں ہم کسے بتا دے گی گے و از راہ عدل راہ دیگر

اور اگر اب بھی کوئی رُوگردانی کرتا ہے اور انصاف کا راستہ چھوڑ کر غلط راہ اختیار کرتا ہے

نے زبا پر سد و نہ خود داند ق نے تکیں روٹے خود بگرداند

اور نہ ہم سے پوچھے اور نہ آپ جانے اور نہ کینہ ہدی ترک کرے

اں نہ انسان کہ کر مک خونست رائدہ بارگاہ ہے چونست

اگر وہ انسان نہیں بلکہ ذلیل کیڑا ہے۔ اور خدا کے دربار سے رائدہ انما ہے

سرو کارے بختی نے دارد لاجرم لعنتش برو بارو

اُسے خدا سے کچھ سروکار نہیں اس لیے ضرور ہے کہ خدا کی لعنت اُس پر برسے

حجت مومناں برا دست تمام کار ما پختہ خذرو ہمہ تمام

مومنون کی حجت اُس پر تمام ہو گئی ہماری بات مضبوط اور اُس کا سارا عقد کمزور ہو گیا

ایضا الجاحون فی الشهادة اکتوادا ذکرها دم اللذاة

یہ نغماتی غمِ ہشیل پر پل پڑنے والی موت کو جو لذتوں کو تباہ کر دیتی ہے اکثر یاد کیا کرو

رفتنی است این مقام فنا دل چہ بندی دریں دور و زہ سہلا

یہ فانی مقام گذر جانے والا ہے دو دن رہنے والی سوائے سے اپنا دل کیا لگا ہے

عمر اول ہیں کجا رفت است رفت و بگر ز توجہ رفت است

پہلی پہلی عمر کو دیکھ کہ کہاں پہلی گئی وہ تو ضائع ہو گئی مگر دیکھ تیرے پاس سے کیا کیا چلا گیا۔

پارہٴ دلایسرکشی بُردی	پارہٴ معرفت در خوردی
حمر کا ایک حصہ تریچین میں گذر گیا اور ایک حصہ تو نے سرکشی میں ضائع کر دیا	حمر کا ایک حصہ تریچین میں گذر گیا اور ایک حصہ تو نے سرکشی میں ضائع کر دیا
دشمنانِ شاد و یارِ آزرده	مآذِ رفت و بماند پس خوردہ
دشمن خوش ہیں اور دوست غمگین ہیں	عہدہ جسے چلے گئے اب پس خوردہ باقی رہ گیا۔ دشمن خوش ہیں اور دوست غمگین ہیں
سرسنوزت بر آسمان از کیں	صدیجو تو مہجے بخورد نہیں
سرسنوزت بر آسمان کی دہرے سے آسمان پر ہے	تیری طرح کے سینکڑوں حکیموں کو زمین کھا گئی۔ گرا بھی تیرا سرخسہنی کی دہرے سے آسمان پر ہے
چوں کند از زبانِ حال بیانی	بشنو از وضعِ عالمِ گذراں
اں گذر جانے والے جہان کی روش سے یہ بات سن کہ کس طرح وہ زبانِ حال سے بیان کرتے ہیں	اں گذر جانے والے جہان کی روش سے یہ بات سن کہ کس طرح وہ زبانِ حال سے بیان کرتے ہیں
نہ کند صبر تا مجدا نہ کند	اکیں جہاں باکے وفا نہ کند
کہ یہ جان کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتا اور جب تک اپنے سے جدا نہ کر لے اُسے صبر نہیں آتا	اکیں جہاں باکے وفا نہ کند
از دلِ مُردہٴ درونِ تنہا	اگر بود گرش بشنوی صد آہ
اگر تیرے کل ہوں تو سینکڑوں آہیں سنے گا اس مُردہ دل سے جس کا اندر وہ تنہا ہو چکا ہے	اگر بود گرش بشنوی صد آہ
دل نہادم در اپنے گشتِ جُدا	کہ چہ را رو بتافتم تو خدا
دل نہادم در اپنے گشتِ جُدا	کہیں نے کیوں خدا سے منہ موڑا اور اس چیز سے دل لگایا جو مجھ سے جدا ہو گئی
اے بسا گو رہا پُر از حسرات	آفید ایل رہا پس از اموات
اے بسا گو رہا پُر از حسرات	آفید ایل رہا پس از اموات
اں رستے کی قدر مردوں سے بڑھ چھ بہت سی قربی ہیں جو حسرتوں سے بھری پڑی ہیں	اں رستے کی قدر مردوں سے بڑھ چھ بہت سی قربی ہیں جو حسرتوں سے بھری پڑی ہیں
اڈ تو نبعِ برونِ نہی پائے	ہائے آن ست کو چہیں جائے
اڈ تو نبعِ برونِ نہی پائے	ہائے آن ست کو چہیں جائے
حساب یہی ہے کہ تو ایسی جگہ سے تقویٰ ادا ہو بیگاری کے ساتھ کوچ کر جائے	حساب یہی ہے کہ تو ایسی جگہ سے تقویٰ ادا ہو بیگاری کے ساتھ کوچ کر جائے

ہر چہ اندازت زیادہ جدا
 باش نہ اجماع کار و بار جدا
 تھکے جو چیزیں یاد سے الگ کرتی ہیں - تو ان سب سے علیحدہ ہو جا
 اتراے خیرہ سرکشی تا چند
 کھن نہ دلدار بگسلد پیوند
 اتنا ہے یاد کردار؛ تو کب تک سرکشی کرے گا کیا کوئی دلدار سے بھی تعلق توڑا کرتا ہے؟
 رومے دل را بتاب از ایثار
 باش ہر دم بختیوشے نگار
 بیخوں کی طرت سے اپنا دل پھیرے - اور ہر دم محبوب کی تلاش میں رہ
 رو بدو کن کردوخ بار ست
 ہمہ زو با فدا شے دلدار ست
 اسی کی طرت اپنا منہ کو کیوں کہ محبوب کا چہرہ ہی قابل دید ہے اور سب چہرے اس دلدار پر قربان ہیں
 تو بروں از خود تقا این ست
 تو درو محو نشو بقا این ست
 تو اپنی خودی سے باہر آ کر یہی لقا ہے اور اس میں محو ہوا کہ یہی بقا ہے
 ہر کہ فاضل تر ذات بیچون ست
 اودنہ دانا کہ سخت مجنون ست
 جو اس بے مثل ذات سے فاضل ہے وہ عقلمند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے
 تم کیے رو بتابی از رخ دوست
 دیگرے رائشال وہی کہ چو دوست
 تو کب تک دوست سے روگردان رہے گا - کسی اور کا پتہ بتا جو اس میں ہو
 در دو عالم نظیر یار کہا؛
 عاشقان را بغیر کار کہا
 دونوں جہان میں یار کی نظیر نہیں ملتی - اس کے عاشقوں کو غیر سے کیا کام
 چو بدل آتھے ز عشق از دوست
 دستمال ماند خیر او ہمہ سوخت
 جب دل میں عشق کی آگ بھڑکی تو محبوب رہ گیا اور اس کے سوا سب کچھ جل گیا

لیکن نیست بخشش یزداں

تا نہ بخشند یاقتن نتواں

لیکن یہ خدا کی بخشش ہے جب تک آدم سے مرہانی نہ ہو اپنی کوشش سے یہ بات نہیں ملتی

اں کساں را عطا شود ز خدا

کز کمند خودی شنود را

یہ تمام عطا کی طرف سے اُن لوگوں کو عطا ہوتا ہے جو خودی کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں

نیبر حکم کلام حق بروند

وز فرامین او بروں نشوند

خدا تعالیٰ کے احکام کے ماتحت چلتے ہیں اور اُس کے فراموں سے باہر نہیں ہوتے

دیگرے رہنے دہندیاں جا

ور دہندش ثبوت اں بنا

اور لوگوں کو یہ مقام نہیں ملتا اگر ملتا ہے تو ثبوت پیش کر

غیر را اں وفا و مہر کجا

ز بہر خشک است غایت مہلا

غیر میں وہ وفا اور محبت کمال ہو سکتی ہے عقلمندوں کا انتہائی مقام زہد خشک ہے

حافلانے کہ بر خرد نازند

بے خبر از حقیقت و راز اند

و عقلمند جو اپنی عقل پر نازاں ہیں دراصل وہ حقیقت اور (خدا کی) رازوں سے بے خبر ہیں

بچو گورے سپید کردہ بروں

اندروں پوزر خمٹ گوتا گوں

انہوں نے قبروں کی طرح اپنے ظاہر کو سفید کر رکھا ہے اور باطن طرح کی گندگیوں سے بھرا ہوا ہے

مر خدا را چو سنگ دادہ قرار

عاجز از نطق و ساکت از گفتار

خدا تعالیٰ کو ایک پتھر کی طرح سمجھ رکھا ہے جو بولنے سے عاجز اور گفتار سے محرم ہے

اں خدا نے کہ حق و قیوم است

نزد و شال یک وجود مہر مہر است

وہ خدا جو حق و قیوم ہے۔ اُن کے نزدیک ایک وحی وجود ہے

اے خبیثہ و قدیر در پت جہاد

تزو و نشان او فتادہ ہچو جہاد

وہ خبیثہ و قدیر اور بندوں کا رب ان کے نزدیک جہاد کی طرح بے جان پڑا ہے

خود پسند اور عقل خویش اسیر

فارغ از حضرت عیلم و قدیر

خود پسند اور اپنی عقل کے اسیر ہیں اور خدا نے عیلم و قدیر سے بیگانہ ہیں

اسکے خود بین و محب افتاد است

حضرت آفتاب کجا یاد است

وہ شخص جو خود پسند اور منکبر ہے خدا نے پاک اُسے کہاں یاد ہے

خوئے عشاق بجز بہت و نیاز

نشنیدیم عشق و کبر انہاز

عاشقوں کی عادت تو مجھ و نیاز ہے مجھے کبھی عشق اور تکبر کو ساتھ ساتھ نہیں پایا

گر بچوئی سوار ایں رو راست

اندہ آنجا بچو کہ گرد و مگاست

اگر تو اس میدان سے راستے کے سوار کی تلاش میں ہے تو وہاں ڈھونڈو جہاں گرد اڑ رہی ہے

اندہ آنجا بچو کہ زور نما ند

خود نمائی و کبر و شور نما ند

اسے ایسی جگہ ڈھونڈو جہاں زور نہیں رہا شیخی نہیں رہی تکبر اور شور نہیں رہا

فایتیاں رہا جہانیاں ترسند

جہانیاں رہا زہانیاں ترسند

اس دنیا کے لوگ فانی لوگوں کو نہیں پہنچ سکتے اور زہانیاں بھی پتے عاشقوں کو نہیں پہنچ سکتے

خلق و عالم ہمہ بشور و شراند

عشق بازاں بعالم دگر اند

تمام خلق اور جہاں شور و شر میں مبتلا ہے۔ لیکن عاشق ایک اور ہی عالم میں ہیں

آاتہ کار دولت بجاں برسد

چول پامت ز دولتال برسد

جب تک تو میرے دل کی طرف موت کی سنگ پتھی نہیں جاتے تب تک اس دہلیز کا پیغام نہیں کیونکہ پتھے گا

تانا از خود روی مُداگر دی سی تانا قربان آشنا گردی!

جب تک تو خود روی سے الگ نہ ہو۔ اور جب تک تو دوست پر خدا نہ ہو

انانیائی نہ نفس خود بیروں ق تانا گردی برائے اد مجزل!

جب تک اپنی نفسانیت نہ چھوڑے اور جب تک خدا کے لیے دیوانہ نہ ہو جائے

تانا خاکت شود لبسانِ غبار ق تانا گرد و غبار تو خوں بار

جب تک تیری خاک غبار کی طرح نہ ہو جائے اور جب تک تیرے غبار سے خون نہ چپکنے لگے

تانا خونت چکد برائے کسے ق تانا جانت شود فدائے کسے

جب تک تیرا خون کسی کے لیے نہ بیدار جب تک تیری جان کسی پر قربان نہ ہو

چوں دہندت بکوشے جانالِ راہ خود کن از راہِ صدق و سوزِ نگاه

اس وقت تک تجھے کس طرح کوئے جانال ہیں راستہ دیں گے تو آپ ہی صدق و سوز سے غور کر لے

ایست این عقل مرکبِ آلِ راہ ہوش کن ہوش کن! مشو گمراہ

یہ عقل تو اس راستے کی سواری نہیں ہے۔ ہوش کر۔ ہوش کر۔ گمراہ نہ ہو

اصل طاقت بود فتاوتِ ہوا تو کجاؤ طریق عشق کجا

فریادِ روی کی اصیت یہ ہے کہ اپنی خواہش جالتہ ہے پس تو کہاں اور عشق کا راستہ کہاں

تو نشستہ بکبر از اصرار! کردہ ایجاں فدائے اشکبار

تو تو خدا سے، مشکبتر ہو کر بیٹھا ہے اور اپنے ایمان کو بکبر پر قربان کر دیا ہے

ابنِ چہ عقل تو ایں جو دانش و بلاے کہ کئی ہمسری باں یکتاے

یہ تیری عقل دانش اور سمجھ کیسی ہے کہ تو اس یکتا خدا کی ہمسری کرتا ہے

ایں چہ استاد ناقصت اموخت
ایں چہ فرخند او خستیمت اموخت

تیرے ہمتوں استاد نے تجھے کیا سکھایا ہے اور خدا کے قہر نے تیری دونوں آنکھیں کھینک کر سیا دی ہیں

ایں چہ از فکر خود خطا خوردی
اول الذن در دے آوردی

اپنی عقل کی وجہ سے تو نے بیکیا غلطی کی بنونے تو شراب کے ٹھکے میں سے پہلا جام ہی پیمخت کا نکالا

چول شود عقل ناقصت چو خدا
خاک زادے چسپاں پر وہ سما

تیری ناقص عقل خدا کے برابر کی طرح ہو گئی ہے ایک خاکی وجود ڈاکر آسمان تک کیونکر پہنچ سکتا ہے

استچہ صد سہو و صد خطا وارد
علم آل پاک از کجا آرد

عقل جو خود صد باسہو و صد خطا میں مبتلا ہے وہ اس خدائے پاک کا علم کہاں سے لائے

سوکن را شناکتی ہیہمات
ایں چہ سہو و خطا کتی ہیہمات

انہوس کو تو کھولنے والی عقل کی تعریف کرتا ہے یہ کیا سہو اور خطا کر رہا ہے تجھ پر انہوس

اچنچ لغو و ہر قدم صد بار
چول ز دربار ساندت بکنار

جو ہر قدم پر توتو دفعہ لغوئیں کھاتی ہے وہ تجھے دریا میں سے کنارہ تک کیونکر پہنچا سکتی ہے

ایں سراب است بچئے آل متحاب
مے نماید ز دور چشمہ آب

یہ عقل، تو سراب ہے اس کی طرف جانے میں حدی نہ کر جو دور سے پانی کا چشمہ نظر آتی ہے

اکشتی و شکستہ است و خراب
باز اقادہ درنگ گرداب

تیری کشتی شکستہ اور خراب ہے پھر بھنور کے چکر میں بھی پڑ گئی ہے

ناز کم کن بزمیں چنیں کشتی
کم خرام لے دنی بدیں زشتی

ایسی کشتی پر فخر نہ کر۔ اسے ذلیل انسان اس بد صورتی کے باوجود منگ کر پہل

ہمہ برطن و وہم ہست اساس	زسی تا یقین ز راہ قیاس
قیاس کی راہ سے تو یقین تک نہیں پہنچے گا اس کی توسل بنیاد شک اور وہم بد ہے	قیاس کی راہ سے تو یقین تک نہیں پہنچے گا اس کی توسل بنیاد شک اور وہم بد ہے
اگر ز فکر و نظر گداز شوی	اگر ز فکر و نظر گداز شوی
اگر خود فکر کرنے کے لئے تو کچھ بھی جلتے تب بھی ناممکن ہے کہ صاحب اسرار ہو جائے	اگر خود فکر کرنے کے لئے تو کچھ بھی جلتے تب بھی ناممکن ہے کہ صاحب اسرار ہو جائے
مگر دو صد جان تو ز تن برود	مگر دو صد جان تو ز تن برود
اگر تیرے بدن میں سے دو سو جانیں بھی نکل جائیں تب بھی ممکن نہیں کہ شک اور ظن برود ہو	اگر تیرے بدن میں سے دو سو جانیں بھی نکل جائیں تب بھی ممکن نہیں کہ شک اور ظن برود ہو
ہست و آوٹے دل کلام خدا	ہست و آوٹے دل کلام خدا
ہستی کیسین کا علاج تو خدا کا کلام ہے خدا کے جام کے سوا تو مست کب ہو سکتا ہے	ہستی کیسین کا علاج تو خدا کا کلام ہے خدا کے جام کے سوا تو مست کب ہو سکتا ہے
ہست بر غیر را و آں بستہ	ہست بر غیر را و آں بستہ
اس کا راستہ تیرے کے لیے مسدود ہے اور آسمان کے سارے دروازے وغیر کے واسطے بند ہیں	اس کا راستہ تیرے کے لیے مسدود ہے اور آسمان کے سارے دروازے وغیر کے واسطے بند ہیں
تا تشہ مشعلے ز غیب پدید	تا تشہ مشعلے ز غیب پدید
جیت تک غیب کی کوئی مشعل پیدا نہ ہو تب تک جمالت کی اندھیری رات سے کوئی رہائی نہیں پاتا	جیت تک غیب کی کوئی مشعل پیدا نہ ہو تب تک جمالت کی اندھیری رات سے کوئی رہائی نہیں پاتا
تو بعقل و قیاس مغروری	تو بعقل و قیاس مغروری
ہمہ برطن و وہم ہست اساس	ہمہ برطن و وہم ہست اساس
مگر تو عقل اور قیاس بد مغرور ہے	مگر تو عقل اور قیاس بد مغرور ہے
وان حتماً یسج کہ غیند لیشی	وان حتماً یسج کہ غیند لیشی
یہ کیسی غفلت ہے کہ تو اپنے اس طریق پر خوش ہے اور کسی وقت بھی خدا سے نہیں ڈرتا	یہ کیسی غفلت ہے کہ تو اپنے اس طریق پر خوش ہے اور کسی وقت بھی خدا سے نہیں ڈرتا
کہ طلب کن وصال یار ز یار	کہ طلب کن وصال یار ز یار
تیکہ ہمہ زور خود کن تر تمار	تیکہ ہمہ زور خود کن تر تمار
جا اور یار سے ہی اس کا اصل طلب کر اور ہرگز اپنی طاقت پر بھروسہ نہ کر	جا اور یار سے ہی اس کا اصل طلب کر اور ہرگز اپنی طاقت پر بھروسہ نہ کر

پہرہ از نفس تو نگر دو یاز	آاد گردنوں سرت بہ نیاز
جب تک نیاز کے ساتھ تیرا سر نہ چمانے ہو گاتب تک تیرے نفس کے حجاب دور نہ ہوں گے	آنا نہ ریزد ترا ہمہ پروال
اندلیں جا پریدن راست محال	جب تک تیرے ماہے پروال نہ بھر جائیں گے تب تک اس جگہ برداز کرنا ناممکن ہے
ماترانی ست قوت ایجا	ماترانی اس جگہ کی طاقت ہے۔ پس ایسی قوت پیدا کر اور آجا
پہرہ نیت بر رخ دلدار	دلدار کے منہ پر کوئی نقاب نہیں تو اپنے اوپر سے انانیت کا پہرہ اٹھا دے
بہر کہ رادولت ازل شد یار	اولیٰ خوش قسمت جس شخص کی مددگار ہو جاتی ہے تو اس کا کام اپنے معانی میں خاکساری ہو جاتا ہے
اگر شد از تنگناٹے کہو ہوں	اگر در آمد بہ حضرت بے چوں
خود روی خود روی بیقواید	خود روی سے ہی تشناسی حاصل نہیں ہوتی بلکہ خود روی تو خود روی کو ہی زیادہ کرتی ہے
از خودی حال خود خراب مکن	خودی سے اپنا حال تباہ نہ کر تو تو چمگاؤ ہے۔ آفتاب کا کام اختیار نہ کر
تا بشر چہ بود با شکبار	تا بشر چہ بود با شکبار
جب تک بشر تکبر سے بھرا ہوتا ہے اس کا دل یار سے خالی ہوتا ہے	

پہل رسد بجز کس بحد تمام	شودش عشق را رسد ہنگام
جن کسی کا انکار پوسے کمال تک پہنچ جاتا ہے اس وقت عشق کی شورش کا وقت پہنچتا ہے	
ایک چشمت ز کبر پوشیدہ	چہ کتم تا کشاید دیدہ
اے وہ شخص کہ تیری آنکھ تکمیر نے پردہ ڈال رکھا ہے میں کیا کروں کہ تیری آنکھ کھل جائے	
اگر ترا در دل مست صدق طلب	خود رو یہاں کن نہ ترک ادب
اگر تیرے دل میں سچی طلب ہے تو بے ادبی سے خود روی نہ کر	
راز راہ خدا بجز نہ خدا	تو نہ بیچوں خدا بجلتے خود آ
خدا کے راستے کا بھید خدا سے ہی طلب کر جب تو خدا نہیں ہے تو اپنی جگہ آ جا	
بندگانیم بندہ را باید	کہ کند ہر چہ خواہ فرماید
ہم تو بندے ہیں اور بندہ کو مناسب ہے کہ جو کچھ آقا فرمائے وہ کرے	
منصب بندہ نیست خود رائی	خود نشستن بکار فرمائی
بندہ کا منصب خود رائی کرنا نہیں اور نہ آپ ہی حکومت کرنے بیٹھ جانا ہے	
ہر کہ بروفق حکم مشغول است	ہر سر اجرت است و مقبول است
جو شخص حکم پرور کرنے میں مصروف ہے اسی کو مزدوری ملے گی اور وہی مقبول ہے	
ہر آنکہ بے حکم خود تراشد کار	مزد واجب نئے شود ز تہا
اور جو شخص بغیر حکم کے خود سے کام کرتا ہے اس کی مزدوری کبھی واجب نہیں ہوتی	
ما شیخ مفید ما و فتاویٰ بخاک	خود چہ دایم ما ز حضرت پاک
ہم تو ضیف ہیں اور خاک پر گئے ہم نے خود خدا سے تقدس کا راز کس طرح ہاں سکتے ہیں	

ماہمیری سچ دوست کامل ذات

عظیم باچوں نشوونو جو اوہیہات

ہم سبب حقیقت میں اور وہی کامل وجود ہے اس میں ہمارا علم اس کے علم کی طرح کیونکر ہو سکتا ہے

فانتہی چوں کر نام دوست خدا

کے خیال خرد رسد آنجا

وہ بے مثل ذات میں کا نام خدا ہے اس تک عقل کا خیال کیونکر پہنچ سکتا ہے

اسکے او آمدست از بریار

اگر زساند ز دستاں اسرا

وہ جو خدا کے پاس سے آتا ہے وہی اس دستاں کے ساز لوگوں کو پہنچاتا ہے

انچو مانی انصمیرتست نہاں

کے چو تو دانش و گرانساں

جرات تیرے دل میں پوشیدہ ہے اسے دوسرا انسان نیری طرح کیونکر جان سکتا ہے

پس تو مانی انصمیراں دادار

مثل او چوں بدانی اسے قدار

پھر تو اس بات کو جو خدا کے خیال میں ہے اسے بے وفا کیونکر اس کی طرح جان سکتا ہے

اسکے چشم آفرید نور و ہد

اسکے دل دادا و سرور و ہد

میں نے اس کے پیدا کی وہی نور بخشا ہے جس نے دل دیا وہی سرور عنایت کرتا ہے

چشم ظاہر ہیں کہ چوں زکرم

خالقش داد نیر اعظم

ظاہری آنکھ کو دیکھ کہ کس طرح اپنی مرانی سے خالق نے اس کو آفتاب عطا کیا

وزیرے مصالح دوراں

گاہ پیدا نمود و گاہ نہاں

اور زلزلے کی بھلائی کے لیے کبھی اس آفتاب کو ظاہر کیا اور کبھی پوشیدہ کر دیا

ایں چنین ست حال چشم دوراں

آفتابش کلام آں بے چوں

یہی حال ماضی آنکھ کا ہے۔ اس کا آفتاب اس بے نظیر خدا کا کلام ہے

دار و اندر نظر ہزار خطر

بینائی میں ہزاروں خطرات ہیں

برخلاف مرثیت انسانی ست

اور انسانی فطرت کے برخلاف ہے

صد فضولی بکن چہ کار آید

جب تک کہ میں افضل تیری راہ کو نہ کھولے تو کتنی ہی بے فائدہ کوششیں کرے سب بے کار ہیں

شتر سے چول خیزد بستم خیطا

ہلکے بازوں میں نیاس کی گناہیں نہیں اونٹ سونے کے ناکے میں کیونکر گھس سکتا ہے

تو نہ دانی جمال آل روٹے

تو اس کوچہ سے بے خبر ہے تو اس پہرے کے سن کو نہیں جانتا

ماہ تا ویدہ رانتال چہ دہی

پھر اس کے متعلق لوگوں کو کیا خبر دیتا ہے جس ہال کو تو نے دیکھا نہیں اس کا نشان کیا بتاتا ہے

جامرہ زندہ است بر مردہ

دوست کی باتیں کرتا اور سینہ بھاتا تو ایسی بات ہے جیسے مردہ پر زندہ کا لباس

جہش باد خواہش انگد

گوارا دیتا کہ تو کتنی ہی اونچی بگڑے جاتے ہوا کی ذرا سی حرکت اُسے وہاں سے گرا دے گی

مے شوونال محافظت و جان

جہاں ایک خدا ہے کہ فیضی ہو اس کے طرف سے ہے ہمارے جان و تن کا محافظ ہوتا ہے

بہاوش دالہ بشر کہ عقل بشر

ہمے انسان جو شکر کہ انسانی عقل کی

سرکشین طریق شیطانست

سرکشی شیطان کا طریقہ ہے۔ اور انسانی فطرت کے برخلاف ہے

تا نہ فعلتش رہ تو بختاید

تا نہ فعلتش رہ تو بختاید

اور سرانہ چہ جائے احتیاط

تو نہ باخبر اناں کوٹے!

تو نہ باخبر اناں کوٹے!

تو اس کوچہ سے بے خبر ہے تو اس پہرے کے سن کو نہیں جانتا

خبر سے زوہد و ماں چہ دہی

خبر سے زوہد و ماں چہ دہی

سخن یار و سینہ افسردہ

سخن یار و سینہ افسردہ

گورہی ریگ را بہ رنگ و پند

گورہی ریگ را بہ رنگ و پند

ہست نارا یکے کہ ہر فیضیال

ہست نارا یکے کہ ہر فیضیال

اکی خدا تے کہ آفرید جہاں
 وہ خدا جس نے جہاں کو پیدا کیا وہی ہر مخلوق کا نگہبان ہے

ہر حج باہر ماسکے مخلوقات
 ان لباس و خدک اور نجات

مخلوقات کے لیے جو کچھ بھی درکار ہے
 مثلاً لباس، خوراک اور نجات کا راستہ

جو ذہنیاً کند بھنت و جہود
 کہ کریم مست قادر مست و وجود

وہ سب کھڑکی اور احسان سے خود مینا کرتا ہے
 کیونکہ وہ کریم قادر اور محبت کرنے والا ہے

چشم خود کن بکشت صحرا باز
 خوشہ یا خوشہ ایستادہ بتاز

جگہ میں کھیتوں کی رات آنکھیں کھول کر دیکھ کر خوشہ کے ساتھ خوشہ ہاز کے ساتھ کھڑا ہے

لہذا انہیں راست تا بخوریم
 درد و سنج گر مگی نہ بریم

یہ سب ہمارے لیے ہے کہ ہم اسے کھائیں اور جو کھلا داور اور تکلیف نہ اٹھائیں

اگر اندر چند روزہ جیات
 اس قدر کردہ است تائیدات

وہ جس نے چند روزہ زندگی کے لئے اس قدر مدد کی ہے

چون کہ روئے برائے دایر بقا
 نظر سے کن بغفل و شرم و جبا

وہ موت کے لیے ہمیشہ کا گھر ہے کیوں کہ مادہ مذکور بغفل اور شرم و جبا سے اس بات پر خود کر

سنگ افتد بر این چنین ز مہنگ
 کہ ز صدق است دور صد فرسنگ

ایسی جگہ بے تپہر پڑیں جو سہانی سے سو کو س دور بڑی ہے

اگر کئی سو گز شورش خطاب
 کہ چہانت گند شود بجناب

اگر تیرا ہے یہاں بلکہ کہ اس درگاہ میں تیرا گذر کیونکر ہو

خود نلے بیادیت زردوں کہ زتاہید حضرت ہے چوں

تو خود تیرے اندر سے ہی یہ آواز آئے گی کہ خدا نے بے نظیر ہی کی تائید سے یہ ہو سکتا ہے

تائید اندر قیاس و فہم کے! کہ شود کارِ پیل از گسے!

کسی شخص کی عقل و فہم میں یہ بات نہیں آسکتی کہ انہی کا کام ایک کمی سے ہو

پس چہ ممکن کہ ذرۃ امکان! خود کند کارِ حق بزور و توان!

پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ مخلوقات کا ایک ذرہ آپ ہی اپنے زور و طاقت سے خدا کا کام کرے

شانِ دادا پر پاک را بنشاس

ظاہر چین کسر نشان او بہراس

خدا کے بندوں کی شان کو سمجھ اور اس کی ایسی توہین سے خودت کی

نوشین را ترکیب او سازی

تو اپنے تئیں اس کا ترکیب بناتا ہے اور اس کے بالمقابل برابری کا دعویٰ کرتا ہے

اینچہ عقل است لے ہر زرد و اب

اینچہ بر فہم تو فنا و حجاب

ایسے جانوروں سے بھی گئے گزرے انسان پر کیا عقل ہے؛ نیز ہی سمجھ پر یہ کیسے پردے پڑ گئے

گر کے گویدت با ستخار

کہ دریں شہر چوں تو ہست ہزار

اگر کوئی تجھے تجھیر سے یوں کہے کہ اس شہر میں تیرے جیسے ہزاروں ہیں

مبستی از کے بعقل فزول!

یا تو ہم پایہ اندر مردم دُول

اور تو عقل میں کسی سے بڑھ کر نہیں ہے اور ادنیٰ ادنیٰ انسان بھی تیرے برابر ہیں

مشتعل سے شوی بکیں نیزی

در دیل آری کہ خون او ریزی

تو یہ بدھسی کہ تو خوش رہا جانا اور ٹٹنے کو تیار ہو جانا ہے نیز ہی چاہتا ہے کہ اسے عقل کر دے

اچھے بر خود دوائے داری ۱۱ چوں پسندی بجزرت باری

پس جو بات تو اپنے لیے ہاڑ نہیں رکھتا وہی خدا کے لیے کیونکر پسند کرتا ہے

چوں پسندی کہ کار ساز امور ۱۲ ابکے بہت داز سخن معذور

تو کس طرح پسند کرتا ہے کہ سب کاموں کا کار ساز ہو گا اور بات کرنے سے عاجز ہو

چوں پسندی کہ دوا چپ ہر نور ۱۳ بخل در زیدہ باشد است و مقصور

تو کس طرح پسند کرتا ہے کہ ہر نور کے نچنے والے نے بخل اختیار کر لیا یا اس سے غلطی ہوگی

چوں پسندی کہ حضرت بیخود ۱۴ بہت عاجز چو مردگان بقود

تو کس طرح پسند کرتا ہے کہ غیر تمتہ خدا قبروں کے مردوں کی طرح عاجز ہے

بہر تعظیم بہت مذہب و دین ۱۵ آلف بر آں میں کہ مے کند تو ہیں

مذہب اور دین تو خدا کی عظمت کے لیے میں ایسے مذہب پر تفت ہے جو اس کی تڑپیں کرتا ہے

آہکے اور خلق ساز یا نہاداد ۱۶ خاک را طاقت بیانا داد

وہ خدا جس نے خلق کو زبان دی اور خاک کو گویائی کی قوت بخشی

چوں بود گنگ بے زباں ہیبت ۱۷ شرمت آید زیباک و کامل ذات

وہ خود کس طرح ہو گا اور بے زبان ہو سکتا ہے جسے اس پاک اور کامل وجود سے شرم کرنی چاہیے

جامح ہر کمال و عزت و جلال ۱۸ چوں بود ناقص لے اسیر ضلال

وہ سارے کمالات اور جہاد و جلال کا جامح ہے اسے گرفتار گراوی وہ ناقص کس طرح ہو سکتا ہے

بہمداد صاف او چو گنت یہاں ۱۹ چوں بانڈے تکلمش پنہاں !

جب اس کی تمام صفات ظاہر ہو گئیں۔ تو پھر اس کا بولنا کیونکر حتی رہ سکتا تھا

دیدہ آخر برائے مال باشد کہ بدو مرد راہ دال باشد
 آنکسین آنرا ہی کام کے لیے ہوتی ہیں کہ آدمی اُن سے راستہ دیکھے
 وہ چہرہ ایں چشم بہتہ ایں دیدہ کہ بدو آفتاب پویشیدہ
 یہ تیرا آنکہ اور نظر بھی خوب ہے ! کہ آفتاب اُسے نظر نہیں آتا
 گر بدل باشدت خیالِ خدا ایں چنین ناید از تو استغنا
 اگر تیرے دل میں خدا کا خیال ہوتا تو اتنی لاپرواہی تجھ سے ظہور میں نہ آتی
 از دل و جاں طریق او جوئی طرز سر صدق سوئے او پوئی
 تو اپنے جان و دل سے اس کا راستہ ڈھونڈتا اور صدق سے اس کی طرف دھڑاتا
 سر کہرا دل بود بدار سے خیرش پر سد از خیر و اے
 جس کا دل کسی معشوق سے لگا ہوا ہوتا ہے وہ تو واقف کار سے اس کی خبر معلوم کرنا رہتا ہے
 گر نباشد نقائے محبوبے جوید از نزد یار مکتوبے
 اگر محبوب کی ملاقات میسر نہ ہو تو یار کے خط ہی کا طالب ہوتا ہے
 بے و لادام نایدش آرام کہ برویش نظر گئے بکلام
 اسے محبوب کے سوا آرام نہیں آتا کبھی اس کے منہ کو دیکھتا ہے کبھی اس کے کلام کو
 آنکہ داری بدل محبت او نایدت صبر مجز بہ صحبت او
 شخص جس کی محبت تیرے دل میں ہے تجھے بغیر اس کی ملاقات کے صبر نہیں آتا
 فرقت او گر اتفاق افتد در تن و جان تو فراق افتد
 اگر اس سے اتفاقاً جدائی ہو جائے تو تیرے بدن سے تیری جان بچنے لگے

دلت از ہجر ادا کباب شود

چشمیت از رفتن پیر آب شود

تہ ازل اس کے ہجر سے کباب ہو جائے اور اس کے جانے سے تیری آنکھیں آنسو بہانے لگیں

باز چول اکل جمال و اکل رونے

شد نصیب دو چشم در کونے

پھر جب وہ سن اور وہ چہرہ کسی گلچلی میں تیری آنکھوں کے سامنے آجائے

دست درد آتش زنی بجنوں

کہ ز ناوید منت دلم شد خون

اگر تو دیوانہ مانا اس کا دامن پکڑا کر کہتا ہے کہ تیرے نہ دیکھنے کی وجہ سے میرا دل خون ہو گیا

ایں محبت بذرۃ امکان!

و از دل آنگذرا خدا شے بگان

مخلوقات میں سے ایک ذرہ کے ساتھ تو ایسی محبت کر گزرا کہ لائے لائے کو تو نے دل سے اتار رکھا ہے

لا اہالی فداۃ ذال یار

فارغی ناں جمال و ناں گنار

تو اس یار سے بالکل بے پردا ہو گیا ہے اور اس کے جمال اور گنار سے بے نفعی

مرد گاں را ہے کشتی بکنار

تازہ دلا نام لاندہ بیزار

مردوں کو تو گود میں لیتا ہے پر زندہ محبوب سے بیزار ہے

کس شیدی کہ قانع از یار ست

عشق و صبریں دو کا دشوار ست

کیا تو نے کوئی ایسا عاشق سنا ہے جو یار سے بے پردا ہو عشق اور صبر دونوں کا جمع ہونا مشکل ہے

اسکے در قہر دل فرود آید

دیدہ از دیدنش تیا ساید

جو دل کی گروٹیوں میں اتر جاتا ہے تو پھر آنکھ اس کے دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی

تو دل خود بیگراں دادہ!

یکسر از یار فارغ اُفتادہ

تو نے اپنا دل دوسروں کو دے رکھا ہے اور میری طرف سے بالکل لاپرواہ ہو گیا ہے

ایں بود حال و طوبی عاشق زار

ایں بود قدید دلبر اے مردار

کیا عاشق زار کا حال ایسا ہی ہوا کرتا ہے

اے مردار کیا یہی دلبر کی تہہ ہے

عاشقان را بود ز صدق آثار

اے میرے دل ترا بچش چہ کار

عاشقوں میں تصدق کے آثار پائے جاتے ہیں

اے میرے دل بھلا مجھے عشق سے کیا کام

آم ز تو ہستی ات بدر نرود

تخم شرک از دل تو بر نرود

جب تک تیری خودی تجھ سے دور نہ ہوگی تب تک شرک کا بیج تیرے دل میں سے نہیں نکلے گا

تو بے شک تیری خودی تجھ سے دور نہ ہوگی تب تک شرک کا بیج تیرے دل میں سے نہیں نکلے گا

پائے سعیت بلند تر نرود

تا ترا دود دل بسر نرود

تیری گردش کا دم اونچا نہیں پڑے گا جب تک تیرے دل کا دھواں سر تک نہ پہنچ جائے

تو بے شک تیری خودی تجھ سے دور نہ ہوگی تب تک شرک کا بیج تیرے دل میں سے نہیں نکلے گا

یار پیدا شود در آں ہنگام

کہ تو گردی نہاں ز خود تمام

یار افس دلت ظاہر ہوگا۔ جب تو اپنے آپ سے پوری طرح غائب ہو جائے

تو بے شک تیری خودی تجھ سے دور نہ ہوگی تب تک شرک کا بیج تیرے دل میں سے نہیں نکلے گا

تا نہ سوزی ز سوز و غم نہ رہی

تا نمیری ز موت ہم نہ رہی

تک تک تو نہیں جلے گا سوز و غم سے بھلتا نہیں یا مگلاں تک تو مرے گانہیں موت سے بھی رانی نہیں پائے گا

تو بے شک تیری خودی تجھ سے دور نہ ہوگی تب تک شرک کا بیج تیرے دل میں سے نہیں نکلے گا

چھپتے سائل ہر زہ جان تن کہد سوخت

آتش اندر دے لے بنک کہ سوخت

وہ جان دہن کیسے بیوہ رہی جو عشق میں نہیں جلتے ایسے دل کو آگ لگا دے جو نہیں جلتا

تو بے شک تیری خودی تجھ سے دور نہ ہوگی تب تک شرک کا بیج تیرے دل میں سے نہیں نکلے گا

کلہ جسم خود بکن بر بلو

چوں نمے گردد از خدا آباد

اپنے جسم کی جھوٹی کھوپڑی کو برباد کر دے

تو بے شک تیری خودی تجھ سے دور نہ ہوگی تب تک شرک کا بیج تیرے دل میں سے نہیں نکلے گا

پائے خود بجا کی از تن خویش

چوں نگیرد وہ صداقت خویش

اپنے جسم سے اپنے پیر کو کاٹے ٹال اگر وہ صداقت کا رشتہ اختیار نہیں کرتا

تو بے شک تیری خودی تجھ سے دور نہ ہوگی تب تک شرک کا بیج تیرے دل میں سے نہیں نکلے گا

یہی چیز ہے لذتِ یویں نیست
جگرے خوں شہ و کبود خوں نیست

کوئی چیز ہی اس بے شکل ذات کی مانند نہیں وہ دل تباہ ہو جائے جو اس کی محبت میں غون نہیں ہوتا

گنجِ خالصے جہاں فدا لے مکار
بہ ز صدف گنجِ خاکِ پائے نگار

ملائے جہاں کے خوں اس محبوب پر قربان میں اور محبوب کے پیوں کی خاک سیکڑوں غراؤں سے بہتر ہے

بہر چہ از دستِ نورد آمد آں بہ
خارِ او از ہزار بستال بہ

جو کچھ اس کے اتسے پہنچے وہی اچھا ہے اس کا ایک کانٹا ہزار گلزار سے بہتر ہے

واقف از ہیراؤ ز بوقت بہ
قلت از ہیراؤ ز کثرت بہ

اس کو قائلوں کی بہشت کرموت سے بہتر ہے اس کی خاطر فرقت اختیار کرنا دو تمندی سے بہتر ہے

مردق از ہیراوجہاتِ تمام
صد لدا یذ فدا لے آں آلام

اس کی خاطر مرنا ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ان تکلیفوں پر سیکڑوں لذتیں قربان ہیں

ایک در کوئے و لستال گذری
لا و قاباش و در ز جہاں گذری

اسے وہ شخص! جو دلہ کے کوچے میں سے گذرے اسے تو بونارہ خواہ جان پہلی جائے

جہاں وقتا تے کہ طالبِ یار اند
جہاں قستاناں ز ہیرا دلدار اند

وہ رہتا تھا زویار کے طالب میں وہ تو دلدار کے لیے جان قربان کر دیتے ہیں

گر ثیابند ساہ آں دلبر
از غمش جہاں کند نہ یرو زہر

اگر وہ اس محبوب تک پہنچنے کا راستہ ٹھکانہ نہیں پاتے تو اس کے غم میں اپنی جان نہ دہلا کر دیتے ہیں

از حلا نام رنگ سے دارند
وا زرو نام رنگ سے دارند

وہ ہلکے رنگ میں رنگیں ہوتے ہیں اور شہرت سے انہیں حلا آتی ہے

لذت خود بدوئے بنید	خشن دردوئے زردی بنید
دو اپنی لذت درد میں پاتے ہیں اور رومے زردی میں عشن دیکھتے ہیں	
تو کہ چوں خر بگل فرومانی	ہمت آں میاں چہ سے دانی
تو جگہ سے کی طرح کپڑا میں پھنسا ہوا ہے۔ اُن پہلاؤں کی ہمت کو کہاں جان سکتا ہے	
سہل باشد حکایت از غم و درد	داند آں کس کہ رُو بنم ہا کرد
غم لہ درد کی باتیں کرنی آسان ہیں مگر ان کا مزاد ہی جانتا ہے جسے غم پیش نہیں	
آفرین خدا بر آں جانے	کہ ز خود شد ہماٹے جمانے
خدا کی رحمت ہو اُس جان پر جس نے	محبوب کی خاطر خودی چھوڑ دی
منزل یار خویش کرد بدل	داند ہوا ہا رمید صد منزل
دل میں یار کا ٹھکانا بنایا اور ہوا ڈ	ہوس سے سینکڑوں کوس دور چلا گیا
از خودی ورنہ خدا پایافت	گم شد دست رہنما یافت
خودی سے دور ہو گیا اور خدا کو پایا اپنے تئیں کھو کر رہنما کے ہاتھ کو حاصل کر لیا	
تو چربانی کہ غافل زیں ماہ	داند جلال خدا نہ آگاہ
تو بھلا کیا پانچہ گا کہ اس راستہ ہی سے غافل ہے۔ اور خدا کے جلال سے بھی واقف نہیں	
ہمہ کارت بعقل خام افتاد	ہمہ سعی تو ناتمام افتاد
تو سارے کام عقل خام سے ہی وابستہ رہے اور تیری ساری کوششیں ناکام رہیں	
بہر طوطی میں سخن یاد مست	کہ بشر قافل است آزاد مست
طوطی کے طرح میں یہی بات یاد ہے کہ انسان قافل ہے اور آزاد ہے	

اسے کہ دیوانہ چاہئے اموال

وہ کہ درکار دیں جنہیں اہمال

ہے وہ جو کہ در و مال کے چھپے دیوانہ ہو رہے ہوں اس دین کے کام میں اس قدر فرو گذاشت

لئے دل و جان دیں کٹ

فکر آخر غم نختیں کٹ

اپنے دل کا رخ دین کی طرف کوئے اور اجرت کے فکر کو سب سے مقدم فکر بنالے

حصہ تو قیاس و در ہمہ حال

ہست بر حجت تو یک استدلال

تیرا ہر حال میں قیاس پر ہی انحصار رکھنا تیری پو تو فی پر ایک دلیل ہے

آنہ نہ فرماں رسد باعلانیے

چوں شود کس مطیع فرمانے

جب تک اعلان کے طور پر کوئی حکم نہ پہنچے تو کیوں کوئی ایسے حکم کو بجالائے

آنہ نہ حکمے شود ظہور پذیر

چوں توانی شدن مطیع امیر

جب تک حاکم کا حکم ظاہر نہ ہو تب تک تو حاکم کی اطاعت کس طرح کر سکتا ہے

آنہ نہ گرد کے زخمی مامور

کفر و ایماں چسماں کنند ظہور

جب تک کوئی حق کی طرف سے مامور نہ ہو تو لوگوں کے کفر اور ایمان کیونکر ظاہر ہوں

آتا یا بد اشارتے نہ نگارا

چہ بر آید ز دست عاشق زار

جب تک اس محبوب کی طرف سے اشارہ نہ ہو تو عاشق زار کے ہاتھوں سے کیا کام ہو سکتا ہے

فرق در سرکش و مطیع خدا

بجز بد حکمتش چسماں شود پیدا

خدا کے سرکش اور اس کے مطیع میں جو فرق ہے جو میراں کے حکم کے کس طرح ظاہر ہو سکتا ہے

فخر طویل حکم چوں حکم است

پس بودش بخونخت ایست

طویل حکم کا شرط ہو کہ حکم کا کوئی عیب نہ ہو تب ہی اس لیے اسے دہانے سے خود اس حکم کو ڈھونڈ

کہ رُوْمِ زیرِ حکمِ اہلِ دادار	خدا نے اہلِ دعوئی غلط گزارے
اور وہ اس غلط دوسے کو ترک کر گویں خدا کے حکم کے ماتحت چل رہا ہوں	خود تراشیدن از خودی فرماں
اے نہ حکمِ خداست اسے ناداں	اپنی مرضی سے حکم گڑھ لیتا ہے
کہ خود ملن خویش حکمِ خدا	مذہبِ مصلحت سے عقل ردا
پس چو فرمود خود نگہ کن زود	موتِ عقول کی دوزخ کی دوسے یہ ہائز نہیں کہ اپنا خلق خدا کا حکم بن جانے
شد ضرورت مستمش ذیل جا	اس کا حکم تو وہ ہے جو خود اس نے دیا اور جب وہ حکم دے دے تو فوراً توجہ کر
در گمانتا ہلاکِ خود بینی!	کہ انہیں شد ثبوتِ وحیِ خدا
کہ خود را نہ حکم است اساس	میں گمان کہ خدا کی وحی کا ثبوت ہلاک ہے
نایدش اندرہ یقینِ خبر سے!	گر در ہمت بصیرتِ دینی!
ق یا نہ یابی خبر نہ بینائے	اگر تجھے دینی معرفت نصیب ہو تو تو گمان میں اپنی ہلاکت دیکھے
ہے اس کی خبر نہیں پائیے	بلکہ آخر عقل و فکر و قیاس
دیکھنے والے سے اس کی خبر نہیں پائیے	عقل فکر اور قیاس سے دیکھ تو سہی کہ عقل کی بنیاد مضبوط نہیں ہے
نہیں دیکھنے والے سے اس کی خبر نہیں پائیے	تا نباشد رفیق او در گرسے
نہیں دیکھنے والے سے اس کی خبر نہیں پائیے	جب تک کہ دوسرا اس کا رفیق نہ بنے تب تک اس کو یقین کی راہ کی خبر نہیں ملتی
نہیں دیکھنے والے سے اس کی خبر نہیں پائیے	تا نہ بینی بدیر ہا جائے!
نہیں دیکھنے والے سے اس کی خبر نہیں پائیے	جب تک تو کسی ہو گا پنی آنکھوں سے نہیں دیکھو لیا کسی دیکھنے والے سے اس کی خبر نہیں پائیے

خود گوید ترا خود زنتار
 کہ چنین داند آں ممال آنتار
 سب تک خود عقل تھے ہرگز نہیں بتاتی کہ فلاں مکان کے یہ یہ نشان ہیں
 ایس چہ ممکن کہ دم زندہ بھاد
 کہ چنین اند آں دیار و بلاد
 پھر کچھ کہی ہے کہ بلغم اخوت کہ ہے میں وہ عقل دم مار کے کہ وہ ملک اور مقامات ایسے ہیں
 ایں چہ تکت است دیاں چہ بیراہی
 کہ بھل است لاف آگاہی
 یہ کہیہ جو فونی دور گمراہی کی بات ہے کہ تو جاہل ہو کہ علم کی لاف مارتا ہے
 چہل ادوی اند قباس خود رہے
 کہ نمیدی بھر خویش گئے
 تو محض کس سے لڑی ماہ پر کس طرح چل سکتا ہے جسے تو نے عمر بھر میں کبھی بھی نہیں دیکھا
 چہل شد از عالم دگر حضرت
 مادرت ویدہ بود یا پدنت
 تجھے بلغم اخوت کی خبر کہہ کر ہو گئی کیا تیری ماں نے اُسے دیکھا تھا یا تیرے باپ نے
 اور نمیدانست کس چہاں دانی
 حکم حرام اسے دنی بربانی
 اگر کسی نے نہیں دیکھا تو پھر تجھے کیسے معلوم ہوا اسے کیسے نکلا ہونے ہوئے ملک کہ دہل
 تو کہ داری ز انبیا انکار
 ایں ہمہ کوئی است دانستگار
 تو جو انبیاء کا منکر ہے یہ بھی سب تیرا اندھا پن اور تکبر ہے
 ایک نظر کن بظہرت انساں
 کہ نہار نہ ہو ہر سے یکساں
 انساں کی فطرت پر ایک نظر ڈال کہ وہ سب برابر ثابت نہیں رکھتے
 مختلف اوقاد و ہر بشر سے
 کس بخیسے نوزد کس بشر سے
 ہر شخص دوسرے شخص سے مختلف ہے کوئی نیکی میں بڑھ گیا کوئی بد کا میں

میں چوک میں دو گراہست کے

بچتیں در قبول فیض سے

میں جب ایک زیادہ اور دو سزا کم ہے تو اسی طرح فیض خداوندی کے قبول کرنے میں بھی ان کے درج ہیں،

خود گو کہ کن کون از صدق و عفا

کہ چہ ثابت ہے شود زینجا

اب صدق و عفا کے ساتھ خود دیکھ لے کہ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے

شہادت ثبوت میں از پیش

از سر خود روی مدہ سہر خوش

اندھیری رات ہے اور صبح بہت زیادہ ہے خود روی کی وجہ سے کہیں اپنا سر نہ دے دینا

پس دیوار چوں نے دانی:

چوں بدانی فیو پ ربانی

جب تو دیوار کے پیچھے کی چیز نہیں جانتا پھر غیب خداوندی کو کیونکر جان سکتا ہے

در شگفتہ کہ با چنین نقصان

از چہ بر عقل مے سنوی نازاں

میں حیرت ہوں کہ باوجود اس قدر نقص کے تو عقل پر کس وجہ سے نازاں ہے

ایچہ عقل است و ایچہ معرفت است

ایچہ قہر خدا و ایچہ قسمت بست

کیسی عقل اور کیسی معرفت ہے خدا کا یہ کیسا قہر ہے کہ جس نے تیری آنکھیں بند کر دی ہیں

این جانن چو عید خوش افتاد

و آل و عید خدا نمداری یاد

تجھے یہ جمان عید کی طرح پسند آ گیا اور خداوند کی سزا تجھے یاد نہ رہی

بشنو از وحی حق چہ گوید راز

از جناب و عید و بے ابتاز

خدا کی وحی کو سن کہ کیا راز بیان کرتی ہے خدا نے وعدہ لاشرک کی طرف سے

کمال خود ہا کہ در دل جھلاست

ہمہ یک ذرہ ذرا سزائش است

کمال پر سب عقلیں جو دانشمندوں کے ذہن میں ہیں یہ سب ہماری آگ کی ایک چنگار کی ہیں

لیکن کلام خدا نہ بزرگ است
 مگر کلام آسمان پر نہیں ہے تاکہ تُویر
 تا بگوئی کہ کار بہت محال
 پر فلک رفتنم کدام محال
 تا کہ کہ کلام بہت مشکل ہے میری کیا طاقت کہ آسمان پر جا سکوں
 نہ بزیرو زمین کلام خدا
 تا بگوئی کہ چوں نروم اینجا
 اور نہ خدا کا کلام زمین کے نیچے ہے تاکہ تو کہے کہ میں ہاں کس طرح گھسوں
 چوں ز قبر نہیں بروں آدم
 خود چیں طاقتے تمے دارم
 اُسے میں زمین کی گہرائیوں میں سے کیونکہ باہر نکالوں میں تو ایسی طاقت نہیں رکھتا
 قلع مذہب تو کردہ داویر پاک
 تو بدوش آمدت بر سر خاک
 خدائے مخلص نے تیرا عند رخ کر دیا عرض کا فور زمین پر آگیا ہے
 گر ترا رحم الیگاں بکشد
 دولت سوسے ادیناں بکشد
 اگر اس خدائے داد کا رحم تجھے کھینچ لے تو تیری خوش نصیبی اس لڑکی کوں تجھے لے جائے
 اتمہ اندر چر بخت از انوار
 بہست شرح دگر دیاں گفتار
 اتمہ اندر کیسے کیسے انوار اس نے کھیرے ہیں اس کلام میں تو اندھی طرح کا فیضان ہے
 چہل گرد و زور بدلتن یکسو!!
 رو دہر صد کشا پنتے زان رو
 اس کے کہنے سے جہالت دور ہو جاتی ہے اور اس کی زیارت سے میگروں مشکلیں حل ہو جاتی ہیں
 نور بار آور د ملاوت او
 عالمے زبیر بار مشیت او
 اس کی تلاوت نور کا پیل لاتی ہے ایک جہان اس کے احسانوں کے چمکے دبا ہوا ہے

چشم بددوں چہست حال
 ہست یک چشمہ ز آب زلال
 چشم بددوں یہ حسن کیسا عجیب ہے یہ
 تر گریا مصفا پانی کا ایک چشمہ ہے
 آجہاں رسم دلبری جہاد
 کس چو اود دلبری نداد یاد
 جب سے جہاں میں مجھوں کی رسم قائم ہوئی ہے کسی کے خیال میں بھی ایسا دلبر نہیں آیا
 اکل شمعے کروندہ است جہاں
 کس ندیدہ ز نردومہ بہ جہاں
 وہ روشنی جو اس سے ظاہر ہوئی کسی نے اس دنیا میں سورج اور چاند میں بھی نہیں دیکھی
 چند بر عقل خام ناز گئی
 چہ کتم تا تو دیدہ بازہ گئی
 کہلا تک تو ناقص عقل پر اترا تا رہے گا میں کیا کروں تاکہ تو آنکھیں کھولے
 نقص خود بنگر و کمال خدا
 دولت خویشتن جلال خدا
 تو اپنا نقص دیکھ اور خدا کا کمال دیکھ اپنی دولت دیکھ اور خدا کا جلال دیکھ
 از رو عقل راہ رپ مجید
 کس ندید است کس نخواہد دید
 عقل کے ذریعہ سے خدا سے بزرگ کا راستہ کسی نے کبھی دیکھا اور نہ کبھی دیکھے گا
 اندر آنجا کہ سوختنی باید
 چوں ہے از قیاس بکشاید
 ایسی جگہ جہاں جلنے کی ضرورت ہو وہیں محض قیاس سے کس طرح راستہ کھل سکتا ہے
 انشد و حی حق مدو فرما تی
 تا یاورو بو نسیم صبا
 جب تک خدا کی وحی نے مدد نہ کی۔ اور جب تک باد ہمار خوشبو نہ لائی
 عقل را زہ اک چہن نہ بود خیر
 طاثرہ فکر بود سوختہ پد
 اس وقت تک عقل کو اس جگہ کی خبر نہ تھی اور فکر کے پندے کے پڑنے سے بونے تھے

اگل مباحثہ کیلئے نہ پلہ آورد
 تا خورد نیز در بکار آورد
 حرمہ باد بہار (دومی) یاد کی طہنت سے ایک تو قبولائی یہاں تک کہ عقل بھی لہم دینے لگی
 بار بار آپ خود نگار آورد
 تا نخیل قیاس بار آورد
 کئی دفعہ وہ محبوب خود پانی لایا۔ یہاں تک کہ عقل کا درخت بار آور ہو گیا
 وقت طیش است و موسم شادی
 تو چہ در سوگ و ماتم اُفتادی
 یہ تو پیش کا وقت اور خوشی کا موسم ہے۔ تو کیوں ماتم اور سوگ میں پڑا ہوا ہے
 شہد باد سے بخواب از دادار
 تاخص و خار نویر دیک مار
 خدا تھلے سے ایک ایسی آمدی مانگ کہ تیرا کڑا کر کٹ یکدم اڑ جائے
 در خورد و مر شکے نگیرد راہ
 تو نہ دلدار خویش دیدہ بخواب
 سورج اور چاند کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہوا کرتا تو اپنے محبوب سے آنکھیں مانگ
 گری نادے کہ سرتابی!
 جوں بگونی ز صدق دل یابی
 تو اس وقت تک گمراہ ہے جب تک تو سرکش ہے جب سے دل سے تلاش کرے گا تو ہی کو پائے گا
 نیستی طالب حقیقت راز
 بس ہیں مشکل استائے ساء
 حقیقت کا طالب ہی نہیں ہے۔ اسے کندہ نازش ہی تو مشکل ہے
 بر وجودش ز صنعت استدلال
 ایں مجاز است نے چو صلصال
 خدا کے وجود پر اس کی صنعتوں سے استدلال کرنا صوفیوں کا کام ہے نہ کہ سچا صلصال
 و صلتش از آرزو مجازی نیست
 ہاؤکن دیدہ چائے بازی نیست
 جس کا وصل مجازی در پیر سے نہیں ہوا کرتا۔ آنکھیں کھلے یہ مذاق نہیں ہے

اگر بر آتش دو صد جگر سوزی نیستت از قیاس پیروندی
 اگر تو آگ پر دو سو جگر بھی کباب کرے تب بھی عقل سے کامیابی حاصل نہیں کر سکتا
 خبرے ٹیقت نہ جانا نہ سے زنی ہرنہ گام کو روانہ
 تجھے تو محبوب کی خبر بھی نہیں اور اندھا دھند بے ہودہ قوم مار رہا ہے
 اس یقینے کرخندت وادار چوں قیاس خودت نہد بکنہ
 وہ یقین جو خدا تجھے بخشا ہے دیا یقین تیری اپنی عقل تیرے پاس کب لا سکتی ہے
 اے کچے از دلہان دلدار سے ق نکھڑا سے شہید و اسرار سے
 ایک تو وہ ہے جس نے دلدار کے اپنے منہ سے بکتے اور اسرار مئے
 واصل دگر از خیال خود بگمال پس کجا باشندایں و کس یکمال
 اور دوسرا وہ ہو شک میں گرفتار ہے پس کس طرح یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں
 ایک مغرور راہِ منطوفی تو نہ عاقل کہ سخت مجھونی
 ہے وہ شخص جو ظن اور گمان کی راہ پر مغرور ہے تو عقلمند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے
 اے خدا را کز دست موقت ہا بشمیری نیز مشت عقلا
 وہ خدا جو احسان کا مستحق ہے تو اس کو عقلمندوں کا زیر احسان سمجھتا ہے
 ایں خدائے عجیب دل تست کہ جنیبی است ناز و ماندہ دست
 یہ عجیب خدا تیرے دل میں سمایا ہوا ہے جو ایسا کمزور لاپاہ اور سست ہے
 ماند از عافلاں مدو با یافت تو راست سوائے خلق شافت
 کہ جب تک عقلمندوں کی طرف سے اسے مدد نہ ملی تب تک وہ عقلمندوں کی طرف نہ آسکا

کے پسند و خرد کہ اہل اکبر

شہرتے پخت از طفیل بشر

مقل ان امر کو جس طرح تسلیم کر سکتی ہے کہ خدا نے انسان کے طفیل ساری شہرت حاصل کی ہے

اشتبہ است و ذمت بویم و داں

چول و خوابی بختت اسے تا داں

اندھیری بات ہے جسکل ہے اور ذمہ زود لگاؤ اسے تا داں پھر تو کیوں غفلت کی جتنی سو سنا ہے

خیز و بر حال خود بگاہ بکن

خطر راہ بین و آہ بکن

اٹھ اور اپنے حال پر نظر کر مانتہ کے خطرات دیکھ اور آہیں بھر

خیز و از نفس خود سپرس نشان

کہ چہ خواہد مرانپ عرفاں

اٹھ اور اپنے نفس سے ہی یہ بات پوچھ کہ وہ معرفت کے کیسے کیسے دے گا ہے

مے تپد از لرزے رفح حجاب

یا قیاسش لب است در ہر باب

زیادہ حجاب و دور ہونے کے لیے تڑپ رہا ہے یا ہر بات میں وہ قیاس کو کافی سمجھتا ہے

افلا تبتصرون گفت خدا

خیز و در نفس جو تعطش ہا

خدا نے افلا تبصرون فرمایا ہے اٹھ اور اپنے نفس کی پیاس کی حقیقت معلوم کر

تو اسیری بعد ہزار خطا

ہر خطائے تیر ز آذ و دیا

تو راکھوں غلطیوں میں گرفتار ہے اور ہر غلطی آذ و دہوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے

عجیلایی کو کھالت بے بصری

کہ ازیں کارہ خام بے خبری

یہ اندھا پس اور نابینا کی عیب طرح کی ہے کہ تو اس کجی بات سے بھی بے خبر ہے

سخن راست است بے خطا است

تو نہ قہمی سخن خطا اینجا است

ات سچ ہے غلط نہیں ہے غلطی یہ ہے کہ تو بات کو نہیں سمجھتا

سر سر بستہ و درائے دریا کہ کشاید بدونِ وحی خدا
 اور نہاں در نہاں بھید خدا کی وحی کے سوا کون کھول سکتا ہے
 رازِ ذاتِ نہاں کہ گوید باز بجز خدا تیکہ بہت محرم راز
 اس غفی ذات کا بھید کون ظاہر کر سکتا ہے سوائے اس خدا کے جو راز دان ہے
 مشیتِ خاک کے فسادہ است براہ تشد یاد سے بجوید از درگاہ
 انسان ایک مشیتِ خاک ہے جو راستے میں گرا ہوا ہے وہ خدا کی جناب سے ایک آدمی مانگتا ہے
 تو نہ فہمی ہنوز ایں سخنم در دولت چوں فرو شوم چہ گنم
 تو ایسی میری یہ بات نہیں سمجھتا۔ میں ترے دل میں کیوں کر از جاؤں
 اے درینا کہ دل زور دگر داخت در و مارا مخا لے نشاخت
 انہوں نے کہا ادل غم کے مارے گداز ہو گیا اگر ہمارے درد کو مخاطب نے پیر بھی نہیں پہچانا
 اے خود روئے یار زود بر آ کہ دل آزر داز شبِ یلدا
 اے یاد کے کھڑے کے سورج جلدی نکل۔ کہ اندھیری رات کی وجہ سے دل نکلے ہے
 ایک نگاہیں است دروہیں ہا کاشں دیدے کے ز خوف خدا
 اندھوں کے معاملہ میں ایک نظری کافی ہے کاشں کوئی خدا کے خوف کے ساتھ ان کو دیکھتا
 اوشکا راست کھرو ایماں ہم لگھمت اشکار و پتہاں ہم
 کینر ایسی ظاہر ہے اور ایمان بھی یہ بات میں نے تجھے ظاہر بھی بتائی اور پوشیدہ بھی
 ترک خوفِ خدا و بد عملی ایں دو چیز اند نخم تیرہ دلی
 خدا کا خوف ترک کر دینا اور برے عمل کرنا۔ یہی دو چیزیں سیاہ دلی کا باعث ہیں

درد نہ روئے نگار نیست نہال

ہر حجابے زلت است اے بیجاں

درد نہ محبوب کا چہرہ تو چھپا ہوا نہیں ہے اسے مردہ دل جو بھی پردہ ہے وہ خوشخبری طون سے ہے

ادراگ جلالِ قریب تریار مست

ہرزہ از تو درازی کار مست

یاد تو شاہِ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے محض تیری پیروی نے بات لمبی کر دی ہے

اگر کہ درخواست از خودی یکبار

خود نشیند بکارِ ادا دار

جو ایک دم اپنی خودی سے الگ ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا کام خود سنبھال لیتا ہے

سچی و قیوم و قادر مست نگار

تو مپندارِ مُردہ اے مرہار

وہ محبوب تو سچی و قیوم اور قادر ہے۔ اسے ذلیل انسان تو اسے مُردہ نہ سمجھ

میلِ رفتنِ گریست جانبِ یار

جانبِ صدقِ را عزیزِ یار

اگر مجھے یار کی طرف جانے کا شوق ہے تو راستی کے پہلو کو مقدم رکھ

اور شکے بہت خیر و تجربہ کن

تاشکووت بر آورم از سُن

اور اگر کچھ شبہ ہے تو اٹھ اور تجربہ کر لے تاکہ میں ترسے شکوکِ جڑ سے نکال پھینکوں

اگر خود پاک از خطا بُودے

ہر خود متدبا خدا بُودے

اگر عقلِ غلطی سے پاک ہوا کرتی۔ تو چاہیے تھا کہ ہر عقلمند با خدا ہوتا

کس زرت از وہل و سہود خطا

جو خداوندِ عالمِ الاشیبا

کوئی بھی بھول چوک اور غلطی سے بچا ہوا نہیں۔ سوائے اس خدا کے جو ہر چیز کا علم رکھتا ہے

انظرے کن ز روئے استغرا

گر کے رشتہ است باز تا

تو استغرا کی رو سے غور کر۔ اگر کوئی ان باتوں سے بچا ہے تو تو ہی بنا دے

درد باز آرزو شورش و انکار	بیخوف کذب سا مخور ز شمار
درد نسا داد و انکار سے باز آ۔ اور جھوٹ کی مٹری ہوئی لاش کو ہرگز نہ کھا	
آخرت با خدا قند سرو کار	خود نگہ کن تیریں نال دادار
آخرت کا تجھے خدا سے ہی کام پڑے گا۔ تو آپ ہی سوچ لے اور اس عادل سے ڈر	
درد خرابات او فقاہہ دلے	خود بخود چوں ببول شود زنگلے
دل شرب خاص میں پٹا ہوا ہے وہ دلیل میں سے آپ ہی کیوں کر نکل سکتا ہے	
درد بہ باطل نساوہ باز آ	دل بہ بد روئے داوہ باز آ
باطل کی طرف توجہ کر رکھی ہے باز آ ایک بصیرت پر فاش ہو گیا ہے تو باز آ جا	
درد مزابل فقاہہ باز آ	ایں کجا ایستادہ باز آ
درد فقاہت کی کوڑیوں پر پڑا ہوا ہے باز آ کہاں کھڑا ہے باز آ	
آخرت سے لاف زدن ز عقل و خرد	ہوش کن پامند بروں از حد
بے عقل و خرد کی لاف و کلام کرنے والے ہوش میں آ۔ اور حد سے پاؤں باہر نہ رکھ	
دم زدن و ریخالی ہائے محال	ہست شوریدہ مشتری و غلال
دھمکن ہالوں کا دعویٰ کرنا	یہ اطواری اور گمراہی ہے
بہر کر رحمت اگلتند بہ ویرانہ	مے نماید بتر نہ و پلوانہ
بہر شخص ویرانوں میں اپنا ٹھکانا بناتا ہے وہ پانگوں سے بھی بدتر ہے	
چوں نہیں مسرتی نہ راہ صواب	چرندانی کہ آخرت حساب
جس کے لئے سے اس طرح کیوں ہمارا کرتے ہے کیا نہیں جانتا کہ آخر حساب دینا پڑے گا	

پائے تو لنگ منزل تو دراز
 تیرا پیر لگلا اور منزل دور ہے مجھے ڈر ہے کہ اس حالت میں تو منزل پر کیونکر پہنچے گا
 سوچتے ہیں است فطرت انساں
 کہ جو بید کہ مشکل است گراں
 آدمی کی اپنی فطرت بھی یہی ہے کہ جب مشکل کو سخت دیکھتا ہے
 اقل از نور و تاب طاقت خویش
 می کند سعی و جهد بیش از پیش
 تو پہلے اپنے ہی بندہ قوت اور طاقت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ محنت اور کوشش کرتا ہے
 تا کہ کار بستہ بکھناید !
 تا کہ دیکھا ہوا کام چل سکے اور وہ کسی کا مرہون احسان نہ ہو
 چوں بیدید کہ کار رفت از دست
 رین اختیار رفت از دست
 لیکن جب دیکھتا ہے کہ کام اس کی طاقت سے بہرے اور اختیار کی سی اس کے ناتھ سے نکل گئی ہے
 مدد سوسے کو چہ یاراں
 مدد سے جوید از مدد گاراں
 تو اپنے دوستوں کی گلی کا رخ کرنا ہے اور مددگاروں سے مدد مانگتا ہے
 زود دست بردارال جویدا
 نزد ہر کار دال ہے پویدا
 اپنے بھائیوں کے ہاتھوں کا نور تلاش کرتا ہے اور ہر طاقت کار کے پاس دوڑ کر جاتا ہے
 چوں یماند ز ہر طرف تاچارا
 نالد آخر ہلد گویہ دادار
 پھر جب ہر طرف سے لاچار ہو جاتا ہے۔ تو آخر میں خدا کے حضور روتا ہے
 نعرہ ہائے زند بحضرت پاک
 ما از نضر جبین تند بر خاک
 اس پاک درگاہ کے سامنے نہیں مارتا ہے اور عاجزی سے ماتھے کو خاک پر رکھتا ہے

در خود بندو و بگریه زار
 کاے کشائندہ برہ دشوار
 اپنا دروازہ بند کر کے رو رو کر عرض کرتا ہے کہ اسے مشکل کن
 گھر میں پر بخش و پردہ پوش
 تازہ دشمن زند بشادی جوش
 میرے گناہ بخش اور میری پردہ پوشی کر تاکہ دشمن خوشی سے باغ باغ نہ ہو
 چول چین فطرت بشر اتمام
 ذال سرگوزہ صفت کہ کریم یاد
 جب انسان کی فطرت ہی ہے یعنی اس میں وہ چیزوں صفات موجود ہیں جن کا اس نے ذکر کیا ہے
 اس حکمتش زلف بے پایاں
 حسب فطرت بداد ہم سامان
 تو اس حکم نے ہی بے حد ہرمانی کے ساتھ اسے اس کی فطرت کے موافق سامان عطا کیے
 از پئے جہد خویش عقلمش دادا
 راہ فکر و قیاس و غرض کشاد
 ہر د جہد کے لیے خدا نے اسے عقل بخشی ۔ فکر ۔ قیاس اور غور کا ساتھ کھول دیا
 باز پئے کار باہمی امداد
 رحم در قلب یک دگر جہاد
 باہمی امداد کے لیے اس نے ایک دوسرے کے دل میں رحم رکھ دیا
 ادشوب و قبائل و اقوام
 کرد کار نظام و ربط تمام
 برادریاں ۔ قبیلے اور قومیں بنا کر اس نے ایک نظام قائم کیا اور تعلقات مکمل کر دیے
 اور پئے حاجت فیوض خدا
 کرد الہام را ز رحم عطا
 اور خدائی فیضان کی ضرورت کے لیے اپنے رحم سے الہام مرحمت فرمایا
 تا رسد کار آدمی بکمال
 تا میسر شود ہمہ آمال
 تاکہ آدمی کا کام اپنے کمال کو پہنچ جائے تاکہ ساری خواہشیں پوری ہو جائیں

تا دو گونہ شود مرد تعظیم!	تا بحر یقین رسد تعلیم
تا کہ تعلیم یقین کی حد تک جا پہنچے اور عقل و سمجھ کا راستہ طویل ہو جائے	زماں دو گونہ مزاج تعلیم
مے کشاید مردِ حصولِ یقین	تعلیم کے ان دو راستوں سے یقین حاصل کرنے کا راستہ کھل جاتا ہے
مے برآید بدل نہ چاہِ ضلال	بہر طبیعت بحسبِ فہم و خیال
بہر طبیعت اپنی سمجھ اور خیال کے مطابق ان دو مسائل کے ذریعہ گمراہی کے کوئی سے باہر نکل آتی ہے	عرض آں میلِ فطرتی کہ خدا ق
کرد و فطرتِ بشر پیدا	غرض یہ کہ وہ قدرتی میلان جو خدا تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں پیدا کیا ہے
نظر سے گن بغور تادانی!	اں ہمے خواستِ وحی ربانی
وہ بھی خدائی اہمام کا طلب نگار تھا غور سے دیکھ تاکہ تو حقیقت کو سمجھ	فطرت چوں فنا وہ است چنان
چوں کشی سر ز فطرت اسے تا داں	جب تیری فطرت ہی ہی طرح واقع ہوئی ہے پھر اسے نادان اس فطرت سے کیوں روگردانی کرتا ہے
کہ نہاد است ایندو متان	انسانی طبیعت کا تقاضا ہے اس ضمن
خدا نے اس میں ودیعت کیا ہے	کہ بشر را کشد لیوئے قیاس
تا حمد کار را بہ عقل اساس	کبھی بشر کو قیاس کی طرف کھینچتا ہے تاکہ اپنے کام کی بنیاد عقل پر رکھے
تا بیاراند از بیانِ ثقات	اگا و دیگر کشد بہ منقو"ک
پھر دوسرے وقت وہی تقاضا سے روایا کی طرف لاتا ہے تاکہ مستبر انسانوں کے بیان سے تسلی ہو سکے	

زیکہ آرایم قلب و ایمان
جز باخبر صادقان متوالی

کیونکہ ممکن دل اور ایمان قلب راست بانوں کی دعا تہوں کے سوا پیدا نہیں ہو سکتا

نیز چھل و حبیب است در تعلیم
کہ بقدر خرد بود نفیہم

نیز چونکہ تعلیم کے لیے یہی ضروری ہے کہ دانش گرد کی عقل کے مطابق سمجھایا جائے

لا جرم رہ کشادہ اند دو تا
تا آمد ہر طبیعت بخدا

اس نے در راستے کھول دیئے گئے ہیں۔ تاکہ ہر طبیعت کا انسان خدا تک پہنچ سکے

آذکی و غیبی و اشرف و دؤول
رہ بیابند سوائے آل بے چوں

تاکہ ذہنی اور غیبی شریف اور رزق الہی اس بے مثل خدا کی طرف راہ پائیں

دیگر این است نیز ہم برہاں
بر صورت و حی آل رحمان

ایک اور دلیل بھی اس رحمان کی وحی کی ضرورت پر یہ ہے

کہ چنین شہرت خدائے یگان
ہرگز از حمد عقل بانوئاں

کہ خدائے واحد کی اس قدر شہرت صرف عقول کی کوشش سے نہیں ہو سکتی تھی

گر نہ گشتے خدا اتا الموجودا
چوں قنات سے جہاں برش بسجود

اگر خدا خود ہی نہ لکتا کرتیں موجود چوں تو سارا جہاں اس کے سامنے سر بسجود کیوں ہوتا

ابن ہمہ شور بہتئی آل یار
کہ ازو عالم مست عاشق زار

اس یار کی بہتئی کے منتقل اس شور سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا عالم اس کا عاشق زندہ ہے

خود بیند اہت اس خدائے جہاں
تہ بشر کرد بر سرش احسان

یہ شور بھی رب العالمین نے خود ہی ڈالا ہے نہ کہ آدمی نے اس پر احسان کیا ہے

لے درخ ایں چہ آدمی تراوند
 کہ خدا در خودی بیفادند
 انوس یہ کیسے انسان ہیں جو خدا کو چھوڑ کر خودی میں پڑ گئے
 عقل چل شد چو فیض وحی نہ بود
 دیدہ رازہ آفتاب بہست وجود
 جب وحی کا فیضان ہی نہ تھا تو عقل کہاں سے آگئی آنکہ کا وجود تو آفتاب کی دیر سے ہے
 او اگر تو بد خود نہ بخشیدے
 چشم ما خود بخود چہاں دیدے
 اگر سوچ اپنا نہ نہ دیتا تو ہماری آنکہ خود بخود کس طرح دیکھ سکتی
 بلبل از فیض گل سخن آموخت
 منکر ازو ہے ہاں کہ چشم بدوخت
 گل کے فیضان سے بلبل نے بات کر لی تھی وہی سخن اس بات سے منکر ہو سکتا ہے جو اپنی آنکھیں بند کر لے
 ہر عالم گواہ آلائش
 ابد منکر ز وحی و افتابش
 سارا جہان خدا کی نعمتوں کا گواہ ہے۔ لیکن بے وقوف خدا کی وحی اور انفا کا منکر ہے
 ہر پاکال بجان خود بنشال
 آشوی جان من ہم از پاکال
 اپنے دل میں پاک لوگوں کی محبت بٹھا کر اے جان من تو بھی پاکوں میں داخل ہو جانے
 ایں خود جملہ خلق سے دارند
 ناز کم کن کہ چوں تو بیسازند
 یہ عقل تو ساری مخلوقات کے پاس ہے اس پر ناز نہ کر کیونکہ تیرے جیسے بہت ہیں
 چارہ ما بغیر یار کجا
 ما کجا نیم و عقل ناز کجا
 یار کے سوا ہمارا ملاح لہ کمال ہے ہماری ہستی کیا اور ہماری کمزور عقل ہی کہا
 زہر فرقت چشی و ناکامی
 باز منکر ز وحی و الہامی
 تو جدا کا زہر کچھ رہا ہے اور نامراد ہے اس پر بھی وحی و الہام سے منکر ہے

پانی نہ پیے کی وجہ سے تو جہاں لب ہے	پیر بھی آبِ حیات سے منہ پیر رکھا ہے
باز از آبِ زندگی روز تاپ	باز از آبِ زندگی روز تاپ
کوریستی و کین بدیدہ درال	وہ چہ داری شقاوت و خسراں
خود تو اندھا ہے اور آنکھوں دھال سے دشمنی رکھتا ہے تیری جتنی اور نقصان پر افسوس ہے	خود تو اندھا ہے اور آنکھوں دھال سے دشمنی رکھتا ہے تیری جتنی اور نقصان پر افسوس ہے
خارے دروہل و فطرت ماست	اے برادر شغلے وحی خداست
درد دل کی دوا ہماری عقل نہیں ہے	وہ دوا تو وحی الہی کے شفاخانہ میں ہے
نشود عین زرد تصور زرد	زرد بھان است کو فہم بہ نظر
سونے کا تصور سونا نہیں ہوا کرتا بلکہ سونا وہی ہے جو نظر آجائے	سونے کا تصور سونا نہیں ہوا کرتا بلکہ سونا وہی ہے جو نظر آجائے
ہست بر عقل محبت الہام	کہ از اونچت ہر تصدیق خام
عقل پر الہام کا یہ ایمان ہے کہ اس کی وجہ سے ہر ناقص تصور پختہ ہوگا	کہ از اونچت ہر تصدیق خام
اے گمال بُرد و ایں نمود فراز	اے نہال گنہگار کشتہ اے راز
اے نے تو گمان کیا اور اس نے کلمہ کھلا ظاہر کر دیا اس نے خفیہ کہا اور اس سے راز کو ظاہر کر دیا	اے گمال بُرد و ایں نمود فراز
اے فروغِ حقیقت اے بکت بسپرد	اے طمع داد و اے بجا آورد
اے نے گمراہ کیا اور اس نے ہاتھ میں دیا جس سے مرث لالچ دیا اور اس سے پلوا کر دیا	اے طمع داد و اے بجا آورد
اے بکت بسپرد دلی ما	ہست وحی خدا ہے بے ہمتا
وہ چیز میں نے ہمارے دل کے سرایت کو توڑ دیا وہ خلیے لاشانی کی وحی ہی تو ہے	ہست وحی خدا ہے بے ہمتا
اے بکت ما را رخ نگار نمود!	ہست الہام اے خدا ہے دود
وہ جس نے ہمیں مشرق کا چہرہ دکھا دیا وہ خلیے سروان کا امام ہی تو ہے	ہست الہام اے خدا ہے دود

انگہ داد از یقین دل جامے ہست گفتار آں دلا سامے
 وہ جس نے دل یقین کا جام میں دیا وہ اس محبوب کی گفتار ہی تو ہے
 اصل دلدار و مستی از جامش ہمہ حاصل شدہ ز الماش
 دلبر کا اصل دور اس کے جام شراب کا نشہ سب اس کے اہام سے حاصل ہوئے
 اصل آں یقین ہر کامیست و انھیں اصل غافل آں قیامت
 ہر مقصد کا اصل اس بار کا اصل ہے اور جو اس اصل سے غافل ہے وہ کچا ہے
 بے عیبات نامہ بے زاد بے عیبات ما ہمہ بر باد
 ان کی نعمتوں کے سوا ہم سب ہی دست میں اللہ اس کی عنایتوں کے بغیر ہم سب بر باد ہیں

رباہن احمدی صفحہ چارم صفحہ ۳۰۸ تا ۳۱۸
 مطبوعہ ۱۹۵۲ء

انواراں را کھاتاں و تماں آتشاں پائند خود ز اں بے تشاں
 کلوڑوں میں یہ طاقت کب ہے کہ وہ خود ہی اس بے نشان وجود کا پتہ لگائیں
 عقل کو راں رہنا جو پید براہ رہبری از دانش کو راں خواہ
 عقل کی عقل تو خود ہی رہتے چلنے کے لیے رہنا ضروری ہے تو انہوں کی عقل سے رہبری طلب نہ کر
 عقل ما از بہر زاری و بکارت دفع آتار جہالت از خداست
 ہماری عقل تو صرف نہانے دھرنے کے لیے ہے اور جہالت کے دکھ کا دھیر خدا کی طرف سے ہے
 عقل طفل ہست اینکہ گرد زار نار شیر بچہ مادر نیاید ز بہتار
 بچے کی عقل تو صرف یہ ہے کہ زار زار رہے مگر دودہ تو سوائے ماں کے ہرگز نہیں مل سکتا

عشق است کہ بر خاک مذلت فلانند
عشق است کہ بر نقش سوزناں نشانند
عشق ہی ہے ہودت کی خاک پر آئی کڑھاتا ہے۔ عشق ہی ہے جو جلتی ہوئی آگ ہے بٹھاتا ہے
کس ہر کسے سر نہ ہر جاں نغشانند
عشق است کہ این کار بصدق کسانند
کوئی کسی کے پیسے نہیں دیتے نہ جان ترکان کرتا ہے۔ عشق ہی ہے کہ یہ کام پوری دنگواری سے کرتا ہے

دہا میں احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۱۲۵
مطبوعہ ۱۸۸۲ء

بیچ مجھ بے نام نہ پھو یار دلبرم :
مردمہ را نیست تقدیرے در یار دلبرم
میرے دلبر کو کوئی مجھ نہیں پہنچتا میرے عشق کے شریں سورج اور چاند کی کوئی تقدیر نہیں
اں کجاوئے کہ دار و چو رویش آبت تاب
واں کہا بائے کہ سے دار و بہار دلبرم
یہا چہ کہاں ہے جو اں کے نہ کی مانند آبت تاب رکھتا ہلکا سا باغ کہاں ہے جو میرے دلبر کی ہی بہار رکھتا ہے
دہا میں احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۱۵۰
مطبوعہ ۱۸۸۲ء

چشم گوش و جیدہ بندے حق گوین
یاد کن فرمان قل للذین
سے حق پرست۔ آنکھ اور کان بند کرے اور قل للذین کا خدائی حکم یاد کر
خاطر خود زین دال کیسیر بر آہ
آتش و زخا طرت حق آشکار
پتا دل دہر ادھر کی چیزوں سے بالکل ہٹا لے تاکہ تیرے دل پر حق ظاہر ہو جائے
زیر پا کن دلبروں میں جمال
آنا یاد چہرہ آں محبوب جاں
اس میں کے عشقوں کو لات مار تاکہ تیری جان کا محبوب تجھے اپنا منہ دکھائے

کاٹاں حتی اندہم زیر زمین
 کابل لوگ تو زمین کے نیچے بھی زندہ ہیں اور تو اس زندگی کے باوجود قبریں پڑا ہے
 سالہا باید کہ خون دلخوری
 آج کوئے دلستائے رہ بری
 بہت سال درکار ہیں کہ تو خون دل کھاتا رہے تب جا کر کہیں اس مشوق تک پہنچے گا
 کے با آسانی رہے بکشایدت
 صد جنوں باید کہ تا ہوش ایدت
 آسانی سے رات کمال کھل سکتا ہے۔ سینکڑوں دیوانگیوں چاہئیں تاکہ تجھے ہوش آئے

ربماہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۰۶

مطبوعہ ۱۸۸۲ء

ہیں گرت کوزاروں پر زندہ تھے یا لالہ اس
 بیکدم سے کند وقت خزاں فصل بہاں لالہ
 یہوت ہی تہ ہے جوڑ تہل سے دوتوں کا منہ چھپا دی ہے اور فصل بہاں کو یک دم خزاں میں تبدیل کر دیتی ہے
 ربماہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۱۵۱

بہت ترخان مبارک از خدا لیتب شجر
 نونہال نیک بود و سایہ دار و پور زہر
 تران پاک خدا کی طرف سے ایک پاکیزہ درخت ہے جو نونہال اور نیک اصل والا در سایہ دار پھلوں سے لہا ہوا ہے
 میوہ گر خواہی بیازہ بود خستہ میوہ دار
 مگر خود مندے جھنیاں بید را بہر شتر
 اگر تو میوہ چاہتا ہے تو میوہ دار درخت کے نیچے آکر بیٹھنا ہے تو بید کے درخت کو پھلوں کے لئے نہ لہا
 اور نیاید باورت درد صف ترخان مجید
 حسن آں شاہد بہر س از شاہد لال یا خود مگر
 اگر تجھے تران مجید کی غریبوں پر یقین نہیں ہے تو اس مجرب کا سن دیکھنے والوں سے پوچھنا خود تحقیق کر

داگھ او نامہ پے تحقیق و در کین قبلاست	آدی ہرگز نہا شدہ بہت اوید تہ ترخ
لیکن پو شش تہن کے لیے نہیں آگاہ شدنی میں لگا ہوا ہے وہ ہرگز آدی نہیں جگر کے لیے یہ ہے	

رہا میں احمدیہ حصہ چارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۱۵۱۳
جلد ۱۸۸۲ء

اے خالقِ ماض و سماویں در رحمت گشتا	خانہ تو آں دروہ مرا کوہ گیل نہال کغم
اے خالقِ ماض و سماویں پر در رحمت کول تو میرے اس درد کو جانتا ہے جسے میں لعل سے چھپاتا ہوں	
اور میں بطریق دلبر اور ہر برگ و تارم دسا	تا چوں بخود یا ہم ترا اول غم سزا سزا کغم
اے دلبر تو یہ رطبت ہے میرے ہر برگ و ریش میں داخل ہوا کہ جب تجھ اپنے بند پاؤں تو پہنچاں کچھ بھی نہاں نہ کغم	
اور کشتی را سے پاک خواہاں بر کغم در ہجر تو	و لہاں رہے گیم کو دیکھنے کے گریاں کغم

اور لے بیگ عنات اگر تو اٹھا کرے تیرے نفاق میں ہاں دے در گاہاں تا لعل لگا کر ایک عالم کو و لہاں کما
خواہی ہنرم کن جدا خواہی بلطفم ہوتا
خواہ تو مجھنا افس ہرگز نہاں سے خواہ فز کا پاپا چروک کما سے خواہ ما را پاپا چروک تیرے دہاں کو نہیں چروک سکتا

رہا میں احمدیہ حصہ چارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۱۵۱۳
جلد ۱۸۸۲ء

اے خدا سے چارہ آذاریا	اے علاج گرے ہائے نیاریا
اے خدا - اے ہمارے دکھوں کی دوا - اے ہمارے گمراہی و ناداری کا علاج	
اے تو مہر بخش جانِ ریشنا	اے تو دلدل و دلِ غم بخش
تو ہماری زخمی جان پر مہر بخش ہوا ہے۔ اے تو ہمارے غمزدہ دل کی دلدلی کو نہ دلا ہے	

از کرم برداشتی ہر بار ما طاق تو ہر بار دیر اشجار ما
 تونے اپنی مرانی سے ہمارے سب بوجھا لیا ہے میں اور ہمارے درختوں پر میوہ اور پھل تیرے فضل سے ہے
 حافظہ ستاری از جو دو کرم میکیاں را یاری از لطف تم
 تیری مرانی اور عنایت سے ہمارا حافظہ اور پردہ پوش ہے اور گمانی مرانی سے بے گول کا ہر دو ہے
 بندۂ در ماندہ باشد دل چلباں ناگماں دریاں بر آری از میاں
 جب بندہ غم اور در ماندہ ہو جاتا ہے تو ڈوہیں سے اس کا علاج پیدا کر دیتا ہے
 حاجتے را ملتے گیرد براہ ناگماں آری برو صد مہر و ماہ
 جب کسی حاجت کو دیتے ہیں اور میرا گمیر لیتا ہے تو ڈوہیں کے لیے پیکر طیل سوچ اور پانا پیدا کر دیتا ہے
 سخن و خلق و دلبری بر تو تمام صحیفے بعد از لقائے تو حرام
 حسن و اخلاق اور دلبری تجھ پر ختم ہی تیری طابقت کے بعد پھر کسی سے تعلق رکھنا حرام ہے
 آن خرد مندیکہ او دیوانہ ات اسمع بزم است آنکہ او پروا ناست
 وہ عقلمند ہے جو تیرا دیوانہ ہے اور وہ شیخ بزم ہے جو تیرا پروا نہ ہے
 بہرک عشقت در دل مجانش قد ناگماں جانے در ایجا نش قد
 ہر وہ شخص جس کے جان و دل میں تیرا عشق داخل ہو جائے تو اس کے ایمان میں ڈوب جان پڑتی ہے
 عشق تو گرد و مہاں بر زوے او ہونے تو آید ز بام و کونے او
 تیرا عشق اس کے چہرہ پر ظاہر ہو جائے اور اس کے درد دیوار سے تیری خوشبو آتی ہے
 حد نہ را دل تمیش بخشی تو جو ہر وہ مرا پیش آری در جو
 اس کو اپنے کرم سے لاکھوں نعمتیں بخشے ہوگی اور پانچ گناں کے سامنے سجدہ کرانا ہے

اِس شہ عالم کہ نامش مصطفیٰ

سید عشاق حق شمس العظمیٰ

وہ جمال کا بادشاہ جس کا نام مصطفیٰ ہے جو عشاقِ حق کا سرور اور شمسِ انبیا ہے

اِسکے پیر نور سے طفیلِ نورِ اوست

اِسکے منظورِ فہم منظورِ اوست

وہ ہے کہ ہر نورِ اسی کے طفیل سے چلا رہا ہے کہ جس کا منظورِ خدا کا منظورِ کردہ ہے

اِسکے پیر زندگی آپِ روان

در معارفِ سمجھو بحرِ بیکراں

اس کا وجودِ زندگی کے لیے آپِ روان ہے اور تحقیق اور صافیت کا ایک نایاب کائناتِ سمندر ہے

اِسکے برصق و کبالتش در جہاں

صد لیلِ محبتِ روشن عیماں

وہ کہ جس کی سچائی اور کمال پر دنیا میں سیکڑوں لیلیوں اور روشن راہیں ظاہر ہیں

اِسکی اولادِ خدا باروئے اُو

منظرِ کارِ عدالتی کوئے اُو

وہ جس کے منہ پر خدائی اولادِ راستے ہیں اور جس کا کوہِ نشاناتِ الہی کا منظر ہے

اِسکے جملہ انبیاء و رسل

خدا بخشِ سمجھ خاکِ آستان

وہ کہ تمام نبی اور رسلِ باز خاکِ در کی طرح اس کے خادم ہیں

اِسکے ہر شے سے رسالتِ سما

مے کی چوٹی ماہِ تاباں در صفا

وہ کہ جس کی محبت آدمی کو مسلمان تک پہنچاتی ہے اور صفائی میں جکتے ہوئے چاند کی طرح بنا دیتی ہے

سے دہرِ فرعونیاں را ہر زماں

چو لیلِ غیبیئے موسیٰ صد نشاں

وہ نبیِ فرعون کی لوگوں کو ہر وقت حکمتا ہے موسیٰ کے جو بیضا کی طرح سینکڑوں نشانات

اِس نبیِ در چشمِ اِس کو دانی زار

بہت کپش شرفِ پرستِ اِس شوار

یہ جہاں کھنت اور مصلوں کی نظر میں ایک شہوتِ پرست اور کینہ پرور شخص ہے

شہرت کیلئے حکمت ناچیز و پست

میں نہیں نام پر بلکہ شہرت پرست

اسے حقیر اور ذلیل سمجھئے شرم کر۔ تو پہلوانوں کا نام شہوت پرست رکھتا ہے

ایں نشان شہرتی بہت اسے لیتے

کوہِ خشِ نغماتِ بود نورِ قدیم

اسے پہنچتا کیا ہے ایک شہوت پرست کی علامت ہے کہاں کے چہرے سے نورِ انبلی چمکتا ہو

اور شبے پیدا شود روبرو ترش کند

در نزال کی دہرے دل افروز ترش کند

رات کے وقت آئے اور اسے دل بناوے نزال کے موسم میں آئے اور اسے ہمارا بناوے

مستطیر الاراکن بلے چوں بود!

در خرواز ہر بشر انزول بود

اس سے مثل خدا کے اراد کا منظر ہو۔ عقل میں ہر انسان سے زیادہ ہو

ابتاعش دل دہرے دل را کشد و

کش ز بید کس بعد سالہ جہاد

اس کی پیروی دلی کو اس قدر اشرح بخشنے کہ کوئی سو سال جہاد کر کے بھی نہ پائے

ابتاعش دل فرورد جان دہد

بجولہ از طاقت یزدال دہد

اس کی ابتاع دل کو روٹ کر دے اور ہی جان بخشنے۔ اور صفائی طاقتوں کی تجلی دکھائے

ابتاعش سینہ نورانی کند

با خیر از یار پیمانی کند

اس کی پیروی سینہ کو نورانی کرے۔ اور اس شخص دوست سے باخبر بناتے

منطق اود از معارف پُر بود

ہر بیان او سراسر دُر بود

اس کا کلام حقایق و معارف سے بھرا تھا۔ ہر بیان میں دُر کی طرح ہر جملہ نورانی ہو

از کمال حکمت و تکمیل دیں

پانہد بر او بہن و آخرین

اپنے حکمت کے کمال اور شہرت کی تکمیل کی وجہ سے انہوں اور پچھلوں کا سردار ہو

ہر کمال صورت و حسن انہم جملہ خوابوں کا کندہ زیرِ قدم
 حسن و خوبی میں کمال ہونے کی وجہ سے تمام مشقوق کی جگہ اس کے قدموں میں ہو
 تا بخت چوں انبیاء گرد و ز نور نورش اقتدر ہمہ نزدیک و دور
 اس کا پیر و نورانیت کی وجہ سے دنیا کی طرح ہو جائے اس کی روشنی مدد و نزدیک سب پر پڑے
 شیریں پر ہیبت از رت جلیل دشمنان پیش چو رو باہ ذلیل
 خدا تعالیٰ کی طرف سے سچائی کا پر ہیبت شیر ہو دشمن اس کے سامنے ذلیل و مڑی کی طرح ہوں
 ایں چنین شیر بے بود شہوت پرست ہوش کن لے رو بے ناچیز و سست
 کیا ایسا شیر شہوت پرست ہوا کرتا ہے۔ اسے ذلیل و خیر و مڑی ہوش میں آ
 جیستی اسے کو یک نظر تباہ طعنہ پر خواباں بدیں روئے سیاہ
 اسے ذیل بر نطرت اندھے تو کیا ہے اس کاے منہ کے ساتھ حسینوں پر طعنہ زنی کرنا ہے
 شہوتِ مثال از سر آندای است نے اسیر آل چون آل قوم مست
 ان مانند ان الہی کی شہوت آندای کی بنا پر ہے۔ تیری طرح شہوت کے قیدی نہیں ہیں
 خود نگہ کن آل کیے زندانی است ق داں گردار و غمہ سلطانی است
 نو آپ غور کرے کہ ایک شخص ترقیدی ہے اور دوسرا شخص شاہی دار و غمہ جیل ہے
 گہرہ دیر کجاست ہر دو مآ قرار لیک فرقے بہت دوری آشکار
 ارچہ ان دونوں کی رائیٹ ایک ہی جگہ ہے لیکن دونوں کا فرق ظاہر ہے
 کار پا کاں بیدار کردن قیاس کار ناپاکاں بود اسے بدحواس
 بیدار کی باتوں کا بھول پر قیاس کرنا۔ اسے بدحواس یہ ناپاکوں کا کام ہے

یاد و صد بار سے بکتر سے بد نام	کاملاں کو شوقِ دلیر سے روند
کمال لوگ حمد لیر کے شوق میں پلے پلے ہارے ہیں وہ بندو سوز بھرا ٹھاکر بھی لکے لکھکے پختے ہیں	

از ہمہ فرزند و زن کیسوشدن	ایں کمال آمد کسما فرزند و زن
کمال تو یہ ہے کہ باوجود اولاد اور بیوی کے پھر بھی اہل دیہاں سے الگ ہیں	
بس ہیں آمد نشانِ کاملاں!	در جہاں و بازیر حل از جہاں!

دنیایا میں رہیں مگر اصل میں دنیا سے باہر ہیں کمال لوگوں کی یہی علامت ہے	
پہل ستورے زیر بار افتد لیسر ق	در تھی رقتن مسرلج و تیز تر
جب کوئی گھوڑا بوجھ لائے سے سر کے ن گرے مگر خالی چلنے میں بہت چالاک اور تیز رفتار ہو	

ایں جنیں اسپے کجا آید بکارا	تا بکار مست ایں در اپناش سارا
تو ایسا گھوڑا کس کام ہو سکتا ہے وہ نہ کھتا ہے اس کو گھوڑوں میں شمار مست کر	
امپ لکل اسپا مست کو بار گراں	کے کشتر ہم سے رو سنجش عقل

گھوڑا تو وہ ہے جو کہ بھاری بوجھ کو بھی لے جاتا ہے اور خود بھی اسی چال چلنا ہے	
کلمے گزن بدارد صد ہزار	صد کتیریک صد ہزار ال کار و بار
اگر کوئی کمال انسان لاکھوں ٹونہ تک بھارتی ہو تیز چلنے والی سیڑھیوں اور لاکھوں کاروبار ہیں	

ایں گرا افتد در حضور او فتور	ایست آن کمال ز قربت حضرت دور
پھر اگر اس کی حضور میں ترقی پڑے تو وہ کمال نہیں سمجھتا خدا کے قرب سے دور ہے	
ایست آن کمال ز قربت زہد ہاں	گھر زہندی زہد ہاں

نہ تو وہ کمال ہے نہ وہ بیزار ہو نہ ہے اگر تو عقل جسے تو اسے سزا میں ستا دیکھو

کامل آں باشد کہ با فرزندوزن ق با عیال و جملہ مشغولیتیں
 کامل وہ ہوتا ہے جو بلا بدبو و بی بویں کے اور با زہد و جہل اور جمانی مشغول کے
 با تجارت با ہمہ بیع و شرا ایک ناول غافل نہ گرد و لہذا غفلت
 اور با وجود تجارت اور خرید و فروخت کے کسی وقت بھی خدا سے غافل نہیں ہوتا
 ایں نشانِ قوتِ مردانہ است کا اٹال د ایں ہیں پیمانہ است
 یہ ہے مردوں دانی طاقت کا نشان۔ کمالوں کے لیے بس یہی معیار ہے
 سوختہ جانے ز عشق و لبرے کے ذرا شوش کند با دیگرے
 جس کی جان دلبے کے عشق میں جلی ہوئی ہمدہ اس کو بھول کر دوسرے کی طرف ک توجہ کر سکتا ہے
 او نظر دار و بغیر و دل بر یار دست دکار و خیال اندر نگار
 وہ بظاہر شہر کی طرف نظر رکھتا ہے لیکن دل یاں کی طرف ہوتا ہے اتمہ کا تم میں ہوتا ہے لیکن خیال محبوب کی طرف
 دل پٹیاں در فرقت محبوب خویش! سینہ اندہ حیران یا کے ریش ریش!
 اپنے محبوب کی فرقت میں اس کا دل تڑپتا ہے۔ اور یار کے ہجر میں سینہ زخمی رہتا ہے
 اُو فقادہ دُور اندوئے کسے دل دواں ہر لحظہ در کوئے کسے
 وہ محبوب کے چہرے سے دُور پڑا ہوا ہے۔ مگر ہر وقت دل محبوب کے کچھ میں دوڑتا ہوتا ہے
 خم شدہ از خم چو اردوئے کسے بہر زیاں پچال چو گیسوئے کسے
 کسی کے اردو کی طرح خم کے سارے خمیدہ ہو گیا ہے اور کسی کی زلفوں کی طرح ہر وقت پہنچ و تاب میں ہے
 دلیرش در شہنشاہی و منور پست راحت جانش ریا و دینے اوست
 ایں کا دلیر حالی منور و پست میں سج گیا۔ ایں کے دل کی راحت ایں کے کھڑے کی یاد میں ہے

جہاں شدائے کے جہاں فراموشش شود
 ہر زمان آید ہم آغوشش شود
 وہ اس کی ماں بن گیا اور ماں کہ بوائی جاکتی ہے وہ ہر وقت آتا ہے لہذا اس سے نکل گیا ہوتا ہے
 دیدہ چہل بردلبر مست اوقد
 ہر چیز غیر مست از دست اوقد
 دلبر مست پر جب نظر پڑتی ہے تو ہر چیز جو ہاتھ میں ہوتی ہے گر پڑتی ہے
 غیر گو در بر بود دور مست دور
 یاد دور افتادہ ہر دم در حضور
 غیر اگر پہلو میں ہو پھر بھی دور ہے۔ لیکن یاد اگر ہمدلی ہو تو ہر وقت پاس ہی ہے
 کار و بار عاشقان کار چھداست
 بہ تر از فکر و قیاسات شہماست
 عاشقوں کا کار و بار ہی چھا ہے۔ اور تم لوگوں کے فکر و قیاس سے بالاتر ہے
 رقم قیاس مستول در دلبر سے
 چشم ظاہر میں بدلیا دور سے
 یہ رقم بڑی بیشاد ہے ان کا دل تو دلبر میں ہوتا ہے اور ظاہری آنکھیں دور و دربار کی طرف
 جہاں خرد شمال از پتھر پکریے
 بر زبان صد فقہہ از دیگرے
 جہاں کی جان تو ایک حبیبی کے لیے تڑپتی ہے اور ان کی زبان پر لہروں کا ذکر ہوتا ہے
 قانیاں را مانے از یار نیست
 بچہ و زلی بر سر شمال بار نیست
 فانی لوگوں کے لیے کوئی چیز بھی دار سے خارج نہیں۔ بیوی اور بچے ان کے سر پر بھرتی ہوتے
 یاد و صد زنجیر ہر دم پیش یار
 خار یا او گل گل اندر، بجز خار
 ایک قول بدست کا وہ ہر دم کے حضور میں رہتے ہیں کہ ہر ماں کو کانٹے پھل ادا کیے کہ فریجیل کانٹے سلوہ ہوتے ہیں
 تو یک خارے بر آری صد فعال
 عاشقان خندان چائے جانفشان
 توڑی یک کانٹے کی وجہ سے سیکڑوں جنمیں لاتا ہے اور عاشق تو کجا جان توڑاں کر کے بھی ہنستے رہتے ہیں

عاشقانِ درِ عظمتِ مولیٰ فنا
غرقِ دریا تھے تو جید از وفا!

عاشقِ مولیٰ کی عظمت میں فنا ہیں۔ اور وفاداری کی وجہ سے دریائے توحید میں غرق ہیں

کین و مہرِ شاں ہمہ بہرِ خداست
قہرِ شاں گسست آں قہرِ خداست

ان کی دشمنی اور دوشی سب خدا کے لیے ہے۔ اگر ان کو غصہ بھی آتا ہے تو وہ خدا ہی کا غصہ ہے

انکھ در عشقِ احد محمودِ فناست
ہر چہ زوایدِ ز ذاتِ کبریاست

جو خدا کے عشق میں نانی اور محرابے جو کچھ بھی اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ ذاتِ کبریا ہی کی طرف سے ہے

نانی است و تیرا فزیرِ حق است
جید او در اصلِ نچیرِ حق است

وہ نانی ہے اور اس کا تیر خدا کا تیر ہے اور اس کا شکار در اصل خدا کا شکار ہے

آنچہ بے باشد خدار از صفات
خود و در زفانیال آں پاک ذات

خدا تعالیٰ کی جو صفات ہیں وہ پاک ذات ان صفات کو نانی فی اللہ لوگوں میں خود چھوڑ کر جتا ہے

خونے حق گرد و درایشاں آشکار
از جمالِ حلازہ لہلہ کردگار

خدا کی صفات ان سے ظاہر ہونے لگتی ہیں خواہ وہ جمالی ہوں یا جلالی

لطفِ شاں لطفِ خدا ہم قہرِ شاں
قہرِ حق گرد و نہ بچوں دیگران!

ان کا لطف خدا کا لطف ہے لہذا ان کا قہر خدا کا قہر ہو جائے گا۔ رسول کی طرح ان کا معاملہ نہیں ہے

فانیان بستند از خود دور تر
بچوں ملائیکہ کارکن از داوگر

یہ نانی لوگ اپنی خودی سے بالکل دور ہیں وہ فرشتوں کی طرح خدا کے منصف کارندے ہیں

گر زنتہ تبض جانے مے کن
یا کرم بر ناتوانے مے کند

اگر زنتہ کسی کی جان بھاتا ہے۔ یا کسی کو درد پر صبر پائی کرتا ہے

<p>اُدبِ خواہشہائے نفسِ خودِ جہاد است</p> <p>فرشتہ تو اپنی انسانی خواہشوں سے بالکل الگ ہے</p> <p>و اصلان و قاصلاں از ما سواہ</p> <p>و اصل اللہ ہیں اور اس کے غیر سے ہے تسلی</p> <p>قوریٰ حق در جامعہ انسانی اندا</p> <p>انسانی جامعہ میں خدا کا نور ہیں</p> <p>گم ز خود در رنگ آپ حضرت اند</p> <p>گم ہو کر خدائی رنگ و روپ میں زندگی بسر کرتے ہیں</p> <p>رفقہ از چشمہ خلاق دور تر</p> <p>رفقہ کی آنکھوں سے دور چلے گئے ہیں</p> <p>تا کہ ادنیٰ را بر علیٰ راہ نیست</p> <p>کیونکہ اونٹنے کو علیٰ تک رسائی نہیں ملتی</p> <p>چشمہ کوشش بے خبر نساں روشنی</p> <p>چشمہ کوشش بے خبر نساں روشنی</p>	<p>ابن ہر سختی و نرمی از خدا است</p> <p>تو یہ سختی اور نرمی خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔</p> <p>بچتیں سے دال مقام انبیاء</p> <p>انبیاء کے مقام کی بھی یہی مثال سمجھو۔ وہ</p> <p>قانی اند و آلاء ربانی اند</p> <p>وہ قانی اللہ ہیں اور خدا کا ہتھیار ہیں۔</p> <p>سخت نہال در قیاب حضرت اند</p> <p>بارگاہ الہی کے گنبد میں بالکل مخفی ہیں خودی سے الگ</p> <p>اشتران آسمان زیب و فر</p> <p>حسن اور دیدہ کے آسمان کے تارے ہیں اور لوگوں کی آنکھوں سے دور چلے گئے ہیں</p> <p>کس ز قدر نور شمال آگاہ نیست</p> <p>کوئی ان کے نور کی نذر سے باخبر نہیں ہے کیونکہ اونٹنے کو علیٰ تک رسائی نہیں ملتی</p> <p>کور کو را نہ زند را شے دنی</p> <p>کور کو را نہ زند را شے دنی</p> <p>اندھا نہ ہے بن کی وجہ سے ذلیل رائے وقتا ہے کیونکہ اس کی بینائی انکھیں اس روشنی سے ناہشنا ہیں</p> <p>بچتیں تو اسے عدو مصطفیٰ</p> <p>اس طرح تو بھی اسے مصطفیٰ کے دشمن اپنی نا بینائی کو ہم پر ظاہر کرتا ہے</p> <p>برتر تر تو کئی از سگ رنگی!</p> <p>نورِ مہمترہ گرد دوزیں سگی!</p> <p>جیسا کہ کتے کی عادت ہوتی ہے تو چاند پر بھڑکتا ہے گراں کتے بن سے چاند کا نور کم نہیں ہو سکتا</p>
---	--

مصطفیٰ آئینہ روئے خداست

منکس دروے ہاں غمئے خداست

مصطفیٰ تو خدا کے چہرہ کا آئینہ ہیں۔ ان میں خدا تعالیٰ کی ہی تمام صفات منکس ہیں

گر ندیدستی خدا اور اہلبین

من رانی قدمدای الحق این تقین

اگر تو نے خدا کو نہیں دیکھا تو انہیں دیکھو یہ حدیثِ یقینی ہے کہ میں نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا

ایکے آدیود بہ مستانِ خدا

خصیم او گرد و جنابِ کبریا

جو شخص خدا کے عاشقوں سے الجھتا ہے۔ تو جنابِ الہی خود اس کے دشمن ہو جاتے ہیں

دستِ حق تا یبدر این مستانِ کُند

پھول کسبِ دستِ حق و نشانِ کند

خدا کا ہاتھ ان عاشقوں کی مدد کرتا ہے جب کوئی ان کے ساتھ کر د فریب کرتا ہے

منزلِ شمال برتر از صد آسمان

بیس نماں اندر نماں اندر نماں

ان کا مقام سینکڑوں آسمانوں سے بھی بلند ہے اور وہ تو غمخیز در غمخیز در غمخیز ہیں

یا قشردہ در وقتائے دلبرے

دلبرش بر خاک افتادہ سرے

اپنے دلبر کی وفاداری میں پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے ہیں اور اس کے عشق میں ان کا سر خاک پر پڑا ہے

بہانِ خود را سوختہ بہر نگار

زندہ گشتہ بعد مرگ صد ہزار

اس نگار کی خاطر انہوں نے اپنی جان کو جلا دیا۔ اور لاکھوں موتوں کے بعد زندہ ہونے میں

صاحبِ چشم اندا آنجا بے تمیز

چشمِ کورال خود بنا شد بیچِ چینر

اس جگہ تو اہل نظر کو بھی تمیز نہیں رہتی۔ ایک کے اندھوں کی دواں بھلا کیا حقیقت ہے

روئے نشان آں آفتابے کا اندراں

چشمِ مرداں خسو ہم چوں شہ پال

ان کا چہرہ ایسا سوچ ہے کہ اس کی روشنی میں مردوں کی آنکھیں بھی چمکنا لڑکی طرح خیر ہو جاتی ہیں

تو خودی تلو لائے تو بچوں زناں
 ہاقص ابن ہاقص ابن ہاقص
 تو تو آپ عدوت ہے اندیزری لے لے گی اور توں جیسی ہے تو ناقص تیرا پناہم تیرا دلا سب ہاقص
 خوب گرزو تو زشت است و تنہا
 پس چرخ نام تو سے رو سیاہ
 اگر عین نیرے نزدیک بد صورت اور تراب حال سے تو اسے رو سیاہ بنا میں تیرا کیا نام رکھوں
 کو دیت صدیہ ۸۰ بر تو فگند
 دین تعصب ہائے تو بچیت بگند
 تیری نابینائی نے تجھ پر سیکڑوں پردے طال رکھے ہیں اور تیرے تعصبوں نے تیری جڑ اکھیر لڑی ہے
 لے لے بسا محبوب آل رب جلیل
 پیشیت از کوئی حقیر است و ذلیل
 خاندانہ ذوالجلال کہ بت سے محبوب تیری نابینائی کی وجہ سے تیرے نزدیک ذلیل و حقیر ہیں
 اے بسا کس خوردہ صد جام فنا
 پیش ای چشمت پُر از حرم و کوہا
 ایسے بہت لوگ ہیں جنہوں نے ذل کے سیکڑوں جام پیے ہیں تیری ان انکھوں کو کہ میں اور باہمی نظر آتے ہیں
 مگر نامہ سے از وجود تو نشان
 نیک بد نے میں حیات چوں گل
 اگر نیری ہستی کا نام و نشان ملے جاتا تو اس کتوں حالی زندگی سے اچھا ہونا
 داغ گر ٹپنے بجایت ماورت
 نیک بود از فطرت بد گوہرت
 تیری ماں اگر نیری بجلنے کو اجنبی تو نیری بد گوہر فطرت کی نسبت اچھا تھا
 داگہ کذب حق و کفرت در راست
 دیاں نجاست تجاربت نسل بد راست
 چونکہ جھوٹ فسق اور کفر تیرے داغ میں ہے اور تیری نجاست خوری اس کی نسبت زیادہ مری ہے
 تو ہلا کی اے شقی سردی !
 ناکہ از جان جہاں سرکش شدی
 اے شقی ازلی تو ہلاک شدہ ہے کیونکہ تو اس جہاں جہاں سے سرکش ہو گیا ہے

اسے وہ کہ تو دین کے بادشاہ سے ہمارا لڑائی ہے اس کے خدوں اور نوکروں کو ہی دیکھ
 کس نیریدہ از بزرگانت نشاں
 کسی نے بھی کوئی نشان تیرے بزرگوں سے نہیں دیکھا تیرے ہاتھ میں کہاںوں سے زیادہ اور کچھ نہیں
 ایک گر خواہی بیا بنگر زما
 لیکن اگر تو چاہے۔ تو آہم تجھے مصطفیٰ کی نشانِ صدقہ کے سبکدوں نشان دکھا دیں گے
 ہاں بیا سے ویدہ بستہ از حسد
 اسے وہ جس نے حسد کے بارے میں نہیں بند کر لی ہیں اس کا کہ اس کی روشنی تیرے سجاہوں کو چھا ڈالے
 صادقان را توہ حق تا بد عوام
 بیسوں کیلئے توہ حق ہمیشہ چکھتا رہتا ہے جموٹے مرگتے اور ان کی نر کی تمام ہوتی
 مصطفیٰ عمر و نشانِ خداست
 مصطفیٰ خدا تعالیٰ کا چکھتا ہوا آفتاب ہے اس کے دشمن پر زمین و آسمان کی لعنت ہے
 ایں نشانِ لعنت آمد کایں خصال
 لعنت کا یہی تو نشان ہے کہ یہ ذلیل لوگ چمکا ڈوں کی طرح اندھیرے میں پڑے ہیں
 نئے دل صافی نہ غفلتے راہ میں
 نشانِ کھول پاک ہے نہ ان کی عقل راستہ دیکھنے والی ہے وہ رہ العالمین کی درگاہ سے مردود ہیں
 جمال کنی صد کن کین مصطفیٰ
 مصطفیٰ کی نشانی میں سبکدوں کو بھی تیری نوبت ہاں ہی کب پہنچ جائے پھر بھی تو مصطفیٰ کے دین کے سارے حلالہ نہ پڑا
 رہ نہ بیٹی جز بدین مصطفیٰ
 مصطفیٰ کی نشانی میں سبکدوں کو بھی تیری نوبت ہاں ہی کب پہنچ جائے پھر بھی تو مصطفیٰ کے دین کے سارے حلالہ نہ پڑا

آنہ نور احمد آید چارہ گرا
جب تک احمد کا نور چارہ گر نہ

کس نے گیزد ز تار کی بدیا
ہو گاتب تک کوئی اندیر سے سے باہر تہیں نکل سکتا

از طفیل دوست نور ہرنی!
ہرنی کا نور اسی کے طفیل سے ہے لہر رسول کا نام اس کے نام کی وجہ سے روشن ہے

ہام ہر مرسل بنام ادجلی
کھڑخوش روشن شدایں تھلت سمر

اں کتابے بچو خور دادش خدا
خدا نے اُسے سوچ کی طرح کی ایسی کتب عطا کی کہ اس کے روئے روشن سے یہ اندھیرا جہان بچک اٹھا

از نشانہا مے دہد ہر دم ثمر
ہست فرقال یتب و طاہر شجر

فرقان بیک پاک اور یتب درخت ہے اور ہر زمانہ میں نشانات کے پھل دیتا ہے
صد نشان راستی درو کے پدید

نے چو دین تو بنایش بر شنید!

سچائی کے سینکڑوں نشان اس میں ظاہر ہیں تیرے دین کی طرح اس کی بنیاد شنیدہ فیض ہے
پُر ز اعجاز است اں عالی کلام

نور یزدانی درو رخشند تمام

وہ درگ کتاب معجزات سے بھری ہوئی ہے اُس میں خدائی نور پورا پورا چھٹا ہے
از خدائی ہانمودہ کار را

بر در پردہ پردہ کفار را!

اُس نے خدائی فائزوں کے ساتھ کام کیا ہے وہ کفار کے پردے پھاڑ کر دکھائے ہیں
امتاب است و کند چوں آفتاب

گرتہ کو رسی بیابگر نشاب

وہ خود آفتاب ہے درو در مرسل کو بھی آفتاب کی طرح نہادیتا ہے اگر تو اندھا نہیں ہے تو جلدی آ اور دیکھ
اسے مزور گریمانی سوئے ما!

ہاز و قارخت اغشی در کئے ما

اے کتاب! اگر تو ہماری طرح آئے اور وفاداری کے ساتھ ہمارے کوچ میں ڈیرے ڈال دے

اور سچائی و ثبات و غم خمی! روزگار سے در حضورِ باری!
 اور سچائی استقلال اور درود دل کے ساتھ ہمارے پاس کچھ مدت تک ٹھہرے
 حاطے بینی تو ربانی نشاں! سونے رحل خلق و عالم در کشتاں
 تو ضائی نشاں کا ایک عالم دیکھ لے گا۔ جو دینا جہان کو رحمان کی طرف کھینچنا ہوگا
 اگر خلافت واقعہ گفتم سخن! راہیم گر تو سرم بڑی زن!
 اگر میں نے خلافت واقو یہ بات کی ہے تو میں راضی ہوں کہ تو میرا سرتن سے ہمارا کرے
 راہیم گر خلق بردارم کشتہ! از سر کیں یا صد آزارم کشتہ
 میں اس پر بھی راضی ہوں کہ لگ مجھے سولی پر چڑھادیں اور سیکڑوں دکھ کے کھنڈہ سے مجھے مار ڈالیں
 راہیم گر با شدم این کیفرے خون روال بر خاک افتادہ سرے
 میں راضی ہوں اگر مجھے یہ سزا ملے کہ خاک پر میرا خون بہنا ہوا سر پڑا ہو
 راہیم گر مال و جان و تن رود! دا سچ از قسم ملا بر من رود!
 میں راضی ہوں اگر میرے جان و مال اور جسم نثار ہو جائیں اور وہی طرح طرح کی معیبتیں مجھ پر نازل ہوں
 اگر میری زبان سے جھوٹ نکلا ہے۔ تو مجھ و طول کی ہر سزا پر میں خوش ہوں
 ایک گرتو زین سخن چچی سرے بر تو ہم تقرین رب اکبرے!
 لیکن اگر تو بھی اس بات سے انکار کرے۔ تو تجھ پر بھی خدا کی لعنت کی مار پڑے
 زین سختما ہر کہ روگرداں بود! آن نہ مردے رہن مرداں بود
 جو بھی ان باتوں سے روگردان ہے۔ وہ مرد نہیں بلکہ لوگوں کا رہن ہے

اے خدا تجھ جیسا نے برآر
 اے خدا غیث لگوں کو بنیاد سے پیاہ کرے جو ناسخ سچائی کو چھوڑتے ہیں
 دل نے داؤد و چشم و گوش ہم
 باز سر پہچال انڈاں بدہ اتم
 نہ تو دل رکھتے ہیں نہ آنکھیں نہ کان۔ اس پر بھی اس بدہ کامل سے سرکش ہیں
 دینِ شمال برقصہ ہا دار و مدار
 لگنگو ہا بر زباں۔ دل بے قرار
 ان کے دین کا صوت تمہوں پر مدار ہے زباں پر تو باتیں ہیں مگر دل غیر مطمئن ہیں
 فرق بسیار است در وید و شنید
 خاکسار فرق کسے کیں دانید
 دیکھنے اور سننے میں بڑا فرق ہے اس شخص پر انہوں میں نے یہ بات نہ سمجھی
 وید را کن جستجو اے ناتمام
 ورنہ در کار خودی پس مردوخام
 اے ناقص انسان معرفت کی تلاش کر ورنہ تو اپنے مقصد میں خام لادہ نام رہے گا
 بر سعادت چول ہمہ باشد بنا
 اں نیقزاید جو سے صدق و عفا
 جبکہ مرت شنید پر ماری بنیاد ہو۔ تو وہ جو بھر بھی صدق و عفا زیادہ نہیں کرتی
 صد ہزار لال قصدا ز روئے شنید
 قیمت کیساں باجو کل بہت دید
 لاکھوں سماہی قصے ایک جو کے برابر نہیں ہوتے جو چشم دید ہو
 دینِ ہمال یا شد کہ نورش باقی است
 واز شراب دید ہر دم ساقی است
 دینی وہی ہے جس کا نور باقی رہنے والا ہو اور ہر وقت شراب معرفت کا جام پاتا ہو
 دل مردہ آلا بخوبے کو جمال
 دا نماید بر تو آیات کمال
 اس حسین کے سوا کسی کو دل زندہ سے جو اپنے سخن کی وجہ سے تجھے کمال مدح کے نشانات دکھاتا ہے

کوئی خود ترک کن ملے ہیں

اسے گداز خیزد آں تسلب ہے میں

انچی تابیالی کو چھوڑ اور چاند کو دیکھ اسے فقیر اُٹھ اور اُس بادشاہ پر نظر ڈال

رو بہین و قد بہین و خد بہین !

دار محاسن ملے خواہاں صد بہین

چہرہ دیکھ۔ قد دیکھ۔ خد خال دیکھ اور حسینوں والی سینکڑوں خوبیاں ملاحظہ کر

یکدم از خود در شو بہر خدا

تا مگر نوشی تو کاماتِ لقا

خدا کے لیے اپنے نفس سے بھلی کٹا رہ کشتی کر لے۔ تاکہ تو وصل کے جام نوش کرے

دین حق شہرِ قلعے امجد است

داخل اُودر امان ایزد است

دین حق تو قلعے بزرگ در ترکا شہر ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ خدا کی امان میں آ گیا

در دے نیک خوش اسلوبے کند

بہچو خود ز زیاد محبوبے کند

وہ نیک دم میں نیک اور خوش خصال کر دیتا ہے اور اپنی طرح کا حسین اور محبوب بنا دیتا ہے

جانہ اہل سعادت پے بزں

تا شوی روزی سید لے جان من

سید لوگوں کی طرف قدم اٹھا تاکہ اسے میری جان! ایک دن تو بھی سید ہو جائے

اسے سبدا نکار و کیں اند کو دنی

رو در حق زن چہ اسرے زنی

اے وہ شخص جو بیوقوفی کی وجہ سے سخت بھاری اندیشوں سے کیوں جھکتا رہے جا اور خدا کا روزانہ کھٹکٹا

نالہ ہا کن کما سے خد او نیر بگاں

بگسلاں از پائے من بند گراں

فریاد کر کہ اسے خدائے لاشریک میرے پیروں کی بھاری زنجیریں کھول دے

تا مگر نالہ ہا سے درد ناک

دست غیبیے گروت ناگر ز خاک

شاید اس درد ناک آہ دزداری سے ایک غیبی ہاتھ تجھے زمین پر سے اٹھائے

بے عنایاتِ خدا کار است خام
 پنختہ داند این سخن را دالِ سلام
 خدا کی مریانی کے سوا کام ناقص رہتا ہے۔ غفلت نہ ہی اس بات کو خوب سمجھتا ہے۔ دالِ سلام
 ر. ا. این احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۵۲۲ تا ۵۲۶
 مطبوعہ ۱۶۱۸۸۲

جان و دلمہ فدائے جمالِ محمد است
 خاکم نشا کو چہ رائل محمد است
 میری جان و دل محمد کے جمال پر فدا ہیں۔ اور میری خاک اہل محمد کے کوچے پر قربان ہے
 جو بیم بعینِ قلب و شہیدِ مہر گوشتِ ہوش
 در ہر مکان نزلتے جمالِ محمد است
 میں نسل کی آنکھوں سے دیکھتا اور عقل کے کاروں سے سنا۔ ہر جگہ محمد کے جمال کا شہرہ ہے
 ایں چشمہٴ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
 یک قطرہٴ در بحرِ کمالِ محمد است
 سعادت کا یہ دریائے رواں جو ہیں مخلوقِ خدا کو دے رہا ہوں۔ یہ محمد کے کمالات کے سمند ہیں سے ایک قطرہ ہے
 ایں مندر ز آتشِ مہر محمدی است
 ہیں آبِ من آبِ نلالِ محمد است
 یہ میری آگ محمد کے عشق کی آگ کا ایک قطرہ ہے اور میرا پانی محمد کے معقباتِ پانی میں سے لیا جاتا ہے
 راجا ریاض ہند اور نسر مور فرخیم مارچ ۱۸۸۶ء

بھگواند کہ ایں کھل الجھاہر
 شد از کوہِ صواب و صدقِ ظاہر
 بھگواند کا شکر ہے کہ جو اہمات کا سرور واستی اور صدق کے پہاڑ سے ظاہر ہو گیا
 کتاب از سرور گوئی توئی چشم سے باید
 کا قافلِ ازل جان دست از چشمِ مبار
 سر سے اکار نہ کر اگر تجھے اگھ کی تھی وہ کار۔ کیونکہ غفلتِ زبانِ دونوں سے چشمِ مبارک کی پند کرتا ہے

کسا یک پو شیدہ چشم دل اند
 ہا تا کریں تو تیا غافل اند
 وہ لوگ جن کی دل کی آنکھ پر پردہ پڑا ہے۔ یقیناً وہی ہیں جو اس سسر سے بے خبر ہیں
 (سرسر چشم آریہ صفحہ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

اے دلبر و دلستان و دلدار	اے جانِ جہان و نورِ انوار
اے دلبر محبوب اور دلدار۔ اے جمال کی جان اور نوروں کے نور	اے دلیر محبوب اور دلدار۔ اے جمال کی جان اور نوروں کے نور
الرزاق ز تجلیت دل و جان	حیراں ز زخمت قلوب و البصار
جہاں و دل تیرے جمال سے کاپ رہے ہیں قلوب اور نظریں تیرے رخ کو دیکھ کر حیران ہیں	جہاں و دل تیرے جمال سے کاپ رہے ہیں قلوب اور نظریں تیرے رخ کو دیکھ کر حیران ہیں
اور ذات تو بجز تجھے نیست	بہنگام نظر نصیبِ افکار!
تیری ذات کے بارے میں جبرت ہی جبرت ہے۔ خود نہ فکر سے جب بھی دیکھا جائے	بہنگام نظر نصیبِ افکار!
اور غیبی و قدرت ہویدا	پہنائی و کار تو نمودار!
تو آپ غیب میں ہے مگر تیری قدرت ظاہر ہے تو مخفی ہے مگر تیرے کام نمایاں ہیں	پہنائی و کار تو نمودار!
دورنی و قریب تو زجاں ہم	توری و نہال تراز شب تار
تو دور ہے مگر جہاں سے بھی زیادہ نزدیک ہے تو دور ہے مگر اندھیری لات سے زیادہ پوشیدہ	توری و نہال تراز شب تار
اں کیست کہ متمائے تو یافت	وال کو کہ شو و محیط اسرار
وہ کون ہے جس نے تیری اتنا کو پایا اور وہ کون ہے جو تیرے بھیدوں پر عادی ہو گیا	وال کو کہ شو و محیط اسرار
اگر دی و جہاں میاں ز قدرت	بے مادہ و بے نیاز انصار
تو نے محض قدرت سے دو فل جہاں پیدا کر دیئے بغیر مادے اور بغیر مدگاروں کی امداد کے	بے مادہ و بے نیاز انصار

اہیں طرفہ کہ بیچ کم نہ گردو یا آنکہ عطا ئے تست بسیار
 پھر لطف یہ ہے کہ ان نعمتوں میں کوئی کمی نہیں پڑتی بلکہ جو دیکھتیرے بخششیں بے حد ہیں
 احسن تو غنی کند نہ ہر سخن! مگر تو بخود کشند نہ ہر یاد
 نیرا جن ہر جن سے بے نیاز کرتا ہے بندہ تیری محبت بردست کو چھڑا کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے
 احسن نمکینت اور نہ بودے از احسن نہ بودے سے بیچ آنا
 اگر تیرا نمکین حسن نہ ہوتا۔ تو دنیا میں حسن کا نام و نشان نہ ہوتا
 تنوخی نہ تو یافت رستے خواہاں رنگ از تو گرفت گل بہ گلزار
 جموں کے چہرے نے تجھ سے روئی تپائی پھول نے چمن میں تجھ سے رنگ حاصل کیا
 سیمیں ز قتل کہ سیدب دارند آمد نہ بہاں بلند اشجار
 حبیبنوں کے پاس جو سیدب جیسے رخسار ہیں۔ یہ انہی اونچے درختوں سے آنے ہیں
 ایں ہر دو ازاں دیار آئند اگیسوںے بتان و مشک تاتار
 یہ دونوں بھی اسی ملک سے آتے ہیں۔ حبیبنوں کے گیسو اور تاتار کا مشک
 از ہر نہائش جہالتنا بلتیم ہمہ چیز آئینہ دار! بلتیم ہمہ چیز آئینہ دار!
 تیرے جہاں کی نمائش کے لئے میں ہر چیز کو آئینہ سمجھتا ہوں
 ہر برگ صحیفہ ہدایت! ہر جوہر و عرض شمع بردار
 ہر پتہ ہدایت کی ایک کتاب ہے۔ ہر ذرات و صفت تجھے دکھانے کے لئے مشعل ہے
 ہر نفس تو رہے نماید ہر جاں بد ہر صلئے ایں کار
 ہر نفس تیرا راستہ دکھاتا ہے اور ہر جان بھی اس بات کی ہی آواز دیتی ہے

ہر قدرے قساند از تو نورے ہر قطرہ برآمد از تو انار
 ہر قدرے تیرا نور پھیلاتا ہے ۔ ہر قطرہ تیری توصیف کی نثریں بہاتا ہے
 ہر سوز عجائب تو شورے ہر جاذبہ غرائب تو اذکار !
 تیرے عجائبات کا ہر طرف شور ہے اور تیرے غرائب کا ہر جگہ ذکر ہے
 از یاد تو نور ہا بہ بلیم ! در حلقہ عاشقان خونبار
 میں تیرے ذکر کی برکت سے انوار دیکھتا ہوں آہ و زاری کرنے والے عاشقوں کی جھلکت میں
 انہیں کہ بہ بند عشقت افساد دیگر نشیند پند اختیار
 وہ شخص جو تیری قید محبت میں گرفتار ہو گیا۔ پھر اس نے دوسروں کی نصیحت نہ سنی
 اسے مونس جاں چو دلستانی کج خود بر بودیم بہ یکبار !
 میرے مونس جاں تو کیسا دلستاں ہے کہ دفعتاً تو نے مجھے ہم موش کر دیا
 از یاد تو ای دلے بہ غم غرق دار و گھر سے نمال صدف دار
 تیری یاد میں میرا دل غم میں غرق ہو کر صدف کی طرح ایک موتی اپنے اندر پوشیدہ رکھتا ہے
 چشم و سرا فدا سے ردیت جان و دل ما تو گرفتار
 میری آنکھ اور سر تجھ پر قربان ہیں اور میرے جان و دل تیری محبت میں قید
 عشق تو بہ نقد جاں خریدیم تا دم نہ زند دگر خریدار
 ہم نے نقد جان دے کر تیرا عشق خریدا ہے۔ تاکہ پھر اور کوئی خریدار دم نہ مار سکے
 غیر از تو کہ سر زدے ز جلیہم ! در برج دلم نمائند دیتار
 تیرے سوا اور کون میرے سر جان میں سے نمودار ہو تا جبکہ میرے دل میں اور کوئی بسنے والا ہی نہیں

<p>کر دیکھ دو سے جزا از تو دشوار ایک ٹرگڈھی کہم نے سز جیل احمد دستہ دل سے</p>	<p>عزیمت کہ ترک خویش و پیوند قطع کیا انگیزے بغیر یک نظر گزرا بھی شکل ہے</p>
<p>دسرہ چشم آریہ صفحہ ۱- ۶۱۸۸۶</p>	

<p>یار آمیزد مگر با ما بہ خاک آمیختیم دل بطریق اذکف درجہاں در رہے اندر خیم</p>	<p>جنس نام و ننگ عورت را نہ دماں یختیم نام لہو تہم نے پانے وہی سے چٹیک دی اور دم خاک میں مل گئے تاکہ یار ہم سے مل جائے</p>
<p>انہیے وصل نگار سے جیلہ با ایختیم دل آتہ سے ہے دیا اور وہاں اس کے راستے میں نکالی دیا اس محبوب کے دل کے لہم نے طرح طرح کی تہ سیریں کیں</p>	
<p>ص ۲ آئینہ کمال دسرہ چشم آریہ صفحہ ۶۰ مطبوعہ ۶۱۸۸۶</p>	

<p>دینائے دواں نامند و نامند کس دلام سے فاقہ ایسرے فانی کسی سے فانیہں کرتی یذیل دینا کسی کے ساتھ ہمیشہ رہی نہ رہے گی</p>	<p>اے غافل وفا گنہگار سر لائے خام دینائے دواں نامند و نامند کس دلام</p>
<p>دسرہ چشم آریہ صفحہ ۹۰ مطبوعہ ۶۱۸۸۶</p>	

<p>ہر پردہ کہ بود از میاں بر خیزد این نفس تری کہ صدہ لاش دین است</p>	<p>انجا کہ جیتے ننگ سے ریزد جمل عبت ننگ پاشی کرتی ہے دواں جو بھی پردہ در میان میں ہوتا ہے اٹھ جاتا ہے</p>
<p>خاموش شود چو عشق شور انگیزد یہ ذل نفس جہ کے لاکھوں حد میں جب عشق جوش میں آتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے</p>	

جوں رنگِ دی رود کے راز عشق

جب عشق کی دہرے کسی کی خودی کا رنگ عاقرتہ ہے تو بارہی مہرانی سے اس پر پانانگ پڑھا دینا ہے

(سرمد چشم آریہ صفحہ ۲۶)

سینہ سے باید تہی از غیر یار!

یار کے سوا ہر چیز سے سینہ خالی ہوتا چاہیے

جاں ہے باید برا و اُو قدا

جان اس کی ماہ میں قربان ہوتی چاہیے

بیچ دانی عصیت دینِ عاشقان

کیا تجھے معلوم ہے کہ عاشقوں کا دین کیا ہوتا ہے

از ہمہ عالم فرو بستن نظر

وہ ہے کہ سارے جہاں کی بکرت سے انکھ بند کر لینا اور دست کے سوا ہر چیز سے دل کی تختی کو دھو ڈالنا

(سرمد چشم آریہ صفحہ ۲۱)

تربک خوبے سے کناند خوب تر

زادہ حبیبی اپنے سے کم حبیبوں کو چھڑا دیتا ہے

شیر با شیر سے نماید زور تن

تیر ہی شیر سے زور آزا ہو سکتا ہے

لوہے کو لوہے سے ہی کوٹ سکتے ہیں

یادش ذکر مرہ رنگِ خویش آمیزد

یاد سے مرہ رنگِ خویش آمیزد

(سرمد چشم آریہ صفحہ ۲۶)

دل ہے باید پُر از یاد نگار!

دل جو ب کی یاد سے بھرا رہنا چاہیے

سر ہے باید پیلے اُو تار

سر اس کے قدوں میں نثار ہونا چاہیے

گو گمت گرتنوی عشاق وار

گو گمت گرتنوی عشاق وار

اوج دل شستن ز غیر و دستار

اوج دل شستن ز غیر و دستار

(سرمد چشم آریہ صفحہ ۲۱)

عشق را دواں بود عشق دگر

عشق کا علاج دوسرا عشق ہوا کرتا ہے

مے توں آہن بہ آہن کو قفق

مے توں آہن بہ آہن کو قفق

(سرمد چشم آریہ صفحہ ۲۱)

اگر غرق اندر نجاست ہاست تنی

رہو بہ دریلئے در آرد و غوطہ زدن

اگر تیرا بدن نجاست سے تھرا ہوا ہے، تو کسی دریا پر جا اور غوطہ مار

دوسرے چشم آریہ صفحہ ۱۲۳۳
۱۲۳۳ھ

پول گمانے کتم انجامد و روح قدس

کہ مراد دل نشاں دیو نظر سے آید

میں سال روح القدس کی مدد گمان کیونکر کر سکتا ہوں کہ مجھے تو ان کے دل میں دیو بیٹھا ہوا نظر آتا ہے

ایں وہاست اسلام پو غور تیدویاں

کہ بر عصر مسجاسے دگر سے آید

اسلام میں یہ اعداد سورج کی طرح ظاہر ہے کہ ہر زمانہ کے لئے نیا میسا آتا ہے

دوسرے چشم آریہ صفحہ ۲۳۹ (۱۸۸۷ھ)

تا برولم نظر شد از مہراہ مارا

کہ دست بجم خالص قلب میاہ مارا

جب میرے دل پر میرے چاند نے محبت کی نظر ڈالی تو میرے میاہ دل کو خالص چاندی بنا دیا

لطفیہ عجم دلبر ہر دم مرا بخواند

ہر چند سے زندہ نایاں اختیار مارا

دلبر کی جالیگیر مر بائیل مجھے ہمارے ہیں ہر چند کہ یہ غیر لوگ ہمارے راستہ میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں

در کوئے دستاغم چون خاک کو شب و روز

دیگر نشاں چہ باشد اتیان و جاہ مارا

میں تیرے دستاغم کو چون خاک کو شب و روز

اینان کی اور کیا علامت ہے

دوسرے چشم آریہ صفحہ ۲۸۱ و ۲۸۰ (۱۸۸۷ھ)

اگرچہ ہر کس تیرہ لاف بیانے دارد
 ملاق آنت کما از صدق نشانے دارد
 اگرچہ ہر شخص بات و گراف ماریتا ہے لیکن سچا وہی ہے جو اپنے صدق کے آثار رکھتا ہو
 دسمرہ چشم آریہ صفحہ ۵۹

نمے ترسیم از مردن چہیں خوف از دل انگیزیم
 کہ ما مردیم زال روز کبہ دل مانہ غیر بر کیم
 ہم کھسے نہیں خستہم نے بیوں دل سے کل ایہ ہم تو ہی دن سے رکھے جس دن سے ہم نے نیر سے اپنا دل ہٹا لیا
 دل جال درہ آل داستان خود ہمارا کریم
 اگر جاننا ز ما تا ہا بصد دل آرزو مندیم
 ہم نے اس محبوب کی باتیں جان دل نہا کر دیا۔ اگر وہ ہماری جان بھی مانگے تو ہم شوق سے دیں گے
 رشیدی صفحہ ۳ مبلوہ ۱۸۸۶ء

چو شیر شہزادہ تراں نماید رو بہ تریدن
 اگر آنجانا ندرد بر با چیز را عفو قا!
 جب فریق کا ہمارے شیر خزانے لگے۔ تو پھر ذیل کو مروی کا شور کوئی حقیقت نہیں رکھتا
 رشیدی صفحہ ۱۸۸۶ء

اں مید تیرہ بخت کہ بندے پائے اوست
 شیر مثال غض خدی اختیار کرد
 اں بخت نکار نے جس کپیر میں زخمی پڑی ہے جو گاؤں کی طرح سوچ سے دشمنی اختیار کی ہے
 زور شد و سنا و کیسے بدل نشانہ
 یکسر خوال شد و گدہ باز بہار کرد
 اس نے فرعون کی کظیم اشک حلیت میں ٹھانی مارے کا مارا اختلاف نہ گیا اور اگر ہم بند کا گلہ کرنے

سے منور گون بار و دیدہ ہر اہل دین
 مناسب ہے کہ ہر دیندار کی آنکھ خون کے آنسو رنے سے
 برپیشیاں حالی اسلام و قحط المسلمین
 اسلام کی پریشان حالی اور قحط المسلمین پر
 دین حق را گردش آمد جتناک و سہگین
 سخت تنوے اور فدا و اندر جمال از کفر و کین
 خدا کے دین پر نہایت خوفناک اور خطر گردش آگئی۔ کفر و شقاوت کی وجہ سے دنیا میں سخت فساد برپا ہو گیا
 آنکہ نفس راست از ہر شہر خوبی لیے نصیب
 منے تر از شدہ بسیار ذات خیر المرسلین
 وہ شخص جس کا نفس بلکہ خیر زہنی سے محروم ہے وہ بھی حضرت خیر المرسلین کی ذات میں عیب نکالتا ہے
 آنکہ در زندان ناپاکی ست محبوس امیر
 ہست در شان امام پاکبائاں نکند مجلس
 وہ جو خود ناپاکی کے قید خانے میں امیر درگنار ہے وہ بھی پاکبندوں کے سردار کی شان میں کتہہ پستی کرتا ہے
 نیز پر محسوم سے بار و خیشے بد گھر
 آسمان زامے منور گونگ بار و بر زمیں
 جہاں اور خلیفہ انسان اس محسوم پر تیر چلاتا ہے آسمان کو مناسب ہے کہ زمیں پر تیر چلائے
 پیش چشمان تھا اسلام در خاک و فدا
 چہیت غدر پیش حق اسے مجمع المنتصہیں
 اتھاری ہنگھوں کے سامنے اسلام خاک میں مل گیا پس اسے گروہ امراء تھا خدا کے حضور میں کیا خدا ہے
 ہر طرف کفر است جو شان پچو اواج یزید
 دین حق بیا ز دین پچو زین العابدین
 اواج یزید کی مانند ہر طرف کفر و شوش میں ہے اور دین حق زین العابدین کی طرح بیاد و بیکس ہے
 مرد مزی مفدر متشعل و شتر تھا پیش
 خرم و متعال نشستہ با بنان نازنین
 مرد مزی و عشرت میں مشغول ہیں اور حسین عورتوں کے ساتھ خرم و خندال بیٹھے ہیں
 عالمات از دوزخ شریف با ہم قساو از جو شرف نفس
 از اہل خاقل ملسر از ضرورہ تباہیوں
 ظلم و دن ولت نفسانی جو شرفوں کے باعث آپس میں لڑے ہیں اور زہد و ہر دین دین سے باطل غافل ہیں

جس کے زہر نفس دین خود طرف نے گرفت
 طرف میں خالی شد ہر شے جسے حبست لڑتیں
 شخص نے اپنے خیال نفس کی خاطر ایک بھول اختیار کر لیا اس لیے دین کا پلو خالی ہے اور ہر شے کو میں گاہ میں گود پڑا
 اسے مسلمانوں چہ انار مسلمان ہی بہت ست
 دیں ہیں با تیر شہاد و جیفہ مونیار میں
 اسے ماز کیا ہی مسلمان کی علامتیں ہیں دین کی رحمت ہے اور تم مُردار دنیا سے چٹھے بہتے ہو
 کلخ و تیار چہرہ تکلم و چہرہ شہادت
 یا گل از دل ہرول کرید موت اولیں
 کیا تمہاری نظر میں دنیا کا عمل بہت مغرب ہے؛ یا شاید پہلوں کی موت کا خیال تمہارے دل سے نکل گیا ہے
 دور موت آمد تیرے یہ جاننا ان فکرش کنید
 دور مرنے تاکہ نچو یاں لطیف و مرہ میں
 ہے غافلہ موت کا وقت قریب آ گیا اس کی فکر کر جس میں اور میں مشوقوں کے ساتھ دو ذرا بک تک چلا گیا
 نفس خود را بنو دنیا داراے ہوشمند
 دور تلخی را بریتی دقت انفاس پسین
 اسے غفلت نہ اپنے نفس کو دنیا کا قیدی مت بند و نہرنے کے وقت بہت سختیاں برداشت کرے گا
 دل بردہ آبدارے کے حسن عشق و ایم ست
 آسور دائمی یا بی زخیرا محسنیں
 اس جو بک سو جس کا حسن لا اظہال ہے اور کسی کو دل دوسے تاکہ نہ توئی خوش نہ تانے سخن کی طرف کما مل کرے
 آں خرد مندی کر او دیوانہ را پیش بود
 ہوشیار سے لگتے سے آں یاد میں
 وہ آدمی غفلت ہے جو اس کی را کہیلا نہ ہے اور وہ شخص ہوشیار ہے جو اس کو جو محبوب کے چہرہ کا گریہ ہے
 بہتست جاہم عشق لو آہب چہاں لا زوال
 ہرگز شہید ست اور ہرگز نہیں ویدزیں
 اس کے عشق کا جام لا فعال آپ حیات ہے جس نے اسے پی لیا وہ پھر ہرگز نہیں مرے گا
 اسے را در دل مدد و دولت کی تائے دواں
 نہ ہرگز یزد ست اور ہر قطرہ اس آئیں
 اسے بھائی اس ذیل دینا کی دولت سے دل نہ لگا اس شہد کے ہر قطرہ میں نہ ہر ذرا بل بھلا ہے

تا تو اتنی جہد کن از بدترین با جان و مال

تا ز رب العرش بانی خلقت صد آفرین

جہاں تک تجھ سے ہر سکتا ہر جان و مال کے ساتھ دی کے لیے کوشش کرنا کہ خداوند عرش کی طرف سے تجھ کو کلمت حاصل

از عمل نابت کن آں تو سے کہ دایا جان تست

دل چھوادی یوسفے بار ارا کہ عنان با گویں

اس نور کو جو تھیں سلطان میں ہے اپنے عمل سے ثابت کر جب تو نے قسمت کو دل دیا تو کہ عنان کا رستہ بھی اختیار کر

یاد دایا میکا ایس یوں مہج بہر کوشش بود

عالمے باوار ہائید از رو دیو تعبیں

وہ دن یاد میں جب یہ دین سب اہل مذہب کا مہج بنا ہوا تھا اور اسنی شیطان کے ہاتھ سے اس ایک جہاں کو اذکار کیا تھا

بزمیں گستر وظل تیر بیت از نورِ علم

پائے خود میزد ز نور و جاہ و پر خیریں

نورِ علم کی جگہ سے اس نے دنیا میں نیک تربیت کا سایہ پھیلا رکھا تھا اور نور و جاہ کی جگہ سے اسکاں پر اس کا دم تھا

ایں زمانے پہ چمنال آمد کہ ہر لیل لاجھول

از رخا بہت میکتنگلہ سپا این یں متیں

اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ ہر امتی بے وقوفی سے اس دین متہیں کی تکذیب کرتا ہے

صد ہزاراں اہل انویں ہوئیں بد بخت

صد ہزاراں جاہل گشتند صیدا لہا کرین

لاکھوں بیوقوف دین سے باہر نکل گئے اور لاکھوں جاہل مکاہوں کا شمار میں گئے

ہر مسلمان مل بہر بار زیں رہ او فساد

کو پے دین غیبت نیشل غیبت باغیر تہیں

مسلمانوں پر ساری نکت آج سے پڑی کر دین کے معاملہ میں ان کی بہت نے ان کی غیرت کا ساتھ نہیں دیا

گر گر و دعا علیٰ از را و دین مصطفیٰ

از رو غیرت نے جے جہند ہم شمشل حنین!

اگر ایک جہاں مصطفیٰ کے دین کی راہ سے پھر جائے تو جنہیں حنین بھی وہ غیرت سے حرکت نہیں کرتے

انکالیشیاں موق بہر صدر روہ دینائے دول

مل ایشیاں عارت اندر را تو سروان دینیں

وہ ہر گڑھی اس ذلیل دنیا کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور ان کا مل ایشیاں کے مشیل پر خروج ہوا کرتا ہے

سب کو چاہئے فقیر سست ایصال صدقہ

سب کو چاہئے از سماوی جملہ نعمتیں

جس مجلس میں بھی نعت درج ہو وہ اس کے صدقہ ہوتے ہیں اور جہاں گناہگاروں کا عقوبت ہو وہ گنہگاروں کا صدقہ ہوتے ہیں

بنازیات آتش بیگانہ ان کے ہدیٰ

نعت از ارباب ہیں بائیس پرستان عشق

شہزاد کے رہا اگر ہدایت سے بے گامہ ارباب دینی سے نعت کا وہ شہزادہ جو لوگوں سے صحبت ہے

ردیگر و تیر دل لہے کہ صد اخلاص داشت

چوں نیر ادر دل ایں قوم صدق مخلصین

اس میں جو سچے ہیں سے مزہ پھیر لیا جو پہلے ان سے خاص رکھتا تھا جائیں نئے اس قوم کے دل میں مخلصوں والی دولتوں کی

از زمان دولت ایصال در گذشت

شہزاد اعلیٰ شمال آورد دایمے چنین

ان کے وقت جہاں کا زمانہ نہ گزر گیا۔ اب ان کے اعمال کی نحوست ایسے دن لے آئی

از وہ دین پروری آمد بروج اندر نخست

باز چوں آید بیادیم ازین رہ پابقیں

پہلے جو ترقی ہوئی تھی وہ دین پروری کے ساتھ سے ہوئی تھی پھر بھی چاہے ہوگی یقیناً اس راہ سے ہوگی

یا الہی باز کہے آید تو وقت مدد

باز کہے یسعیس اکل فرخندہ ز یام و شبیں

اے خدا پھر کہ تیری طوف سے مدد کا وقت آئے گا اور ہم پھر وہ بملکہ دل اور سال کب دیکھیں گے

ایں دو فکر دین احمد مفرحان ماگد اشرت

کثرت اعلیٰ ملت قلت تصار دین

دین کے مشفق ان دو فکروں نے میری جان کا منہ کھلا دیا اعلیٰ ملت کی کثرت اور انصار دین کی قلت

ایضا زود آد بر آب نصرت با بیار

یا مملوہ دار ارباب زین مقام آتشیں

اے خدا جلد آد ہم پر اپنی نصرت کی بارش برسا۔ اور نہ اسے میرے رب اس آتشیں کو سے بھڑکے اٹھے

ایضا زود آد بر آب نصرت با بیار

گر گل آتشیم کن نشان نایابے میں

اے خدا نصرت کے شعلے سے ہر بات کا نہ طوف کر لو پگھلتے ہوئے نشان دکھلا کر گراہوں کی آنکھیں نشان کر

نیت اہم کہ ناکام ہمیں لانی ہو

پول مر بخشدہ صدق اندیوں از و گداز

جب تے مجھے اس سونگہ از میں صدق بخشا ہے تو مجھے یہ امید نہیں کہ تو اس عاجز میں مجھے ہمای کی موت

صلو قال دست حق بانشد نعل استین

کار و بار و صاف حال ہرگز نما ندامت

بچوں کا کامو بار ہرگز نامکمل نہیں رہتا۔ صافوں کی استین میں خدا کا اتھ تخی ہوتا ہے

فتح اسلام صفحہ ۱۸۹ (۶)

انجنال از خود جدا شدہ کرمیاں قلم

شان احمد کداندہ جز خداوند کریم

احمد کی شان کو سوائے خداوند کریم کے کون جان سکتا ہے وہ اپنی خودی سے اس طرح الگ ہو گیا کہ ہم یہاں کی گلیا

پیکر او شد سر سر صورت رب رحیم

نال غلط شد محمود لبر کمال اتحاد

وہ اپنے مشوق میں اس طرح موجود ہو گیا کہ کمال اتحاد کی وجہ سے اس کی صورت بالکل رب رحیم کی صورت ہی گئی

ذات حقانی صفائش منظر ذات قدیم

بوجے محبوب حقیقی میدر آں بوسے پاک

محبوب حقیقی کی خوشبو اس کے چہرہ سے آرہی ہے اس کی حقانی ذات خدائے قدیم کی ذات کی منظر سے

چول دل احمد غنیمہ گروشے عظیم

گرچہ غنیمہ کد کس سوائے الحاد و ضلال

خدا کوئی مجھے الحاد و گمراہی سے ہی فریب دے سکتا ہے تو احمد کے دل صیحا لہو کی عظیم الشان عرش نہیں دیکھتا

صد بار ایزد صا از ذوق آں عین انجم

منت ایزد کہ من بر غیر اہل روزگار

خدا کا شکر ہے کہ میں دنیا داروں کے برخلاف اس سرختر نعمت کی خواہش کی وجہ سے سبکو دل دکھ خریدتا ہوں

دشمن فرعونیا غم ہر عشق آں کلیم

از عنایات خدا و از فضل آں دلوار پاک

خدا کی مروتوں بلواس ذات آتش کے فضل مکر سے میں بھی اس کلیم کی محبت کی خاطر فرعونی لوگوں کا دشمن ہوں

اس مقام و مرتبت خاص کہ مرگن شذیوں
 اس کا وہ خاص مقام اور تہہ پہنچے ظاہریوں کو اس کا ضرور ذکر کرنا اگر اس راہ میں کوئی مسلم نفلت والا پاتا
 اور عشق محمدی اس سرور جانم رود
 اس تمنائیں دعا میں دردم جو مہم
 جو کے عشق میں میرا سر اسی ہی جان تو ان میں کسی میری خواہش۔ میری دعا اور میرا دلی ارادہ ہے
 روز پنج رام صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۸۹۱ء

اکل نہ دانتے بود کو ناشکیبائی نفس
 وہ عقلمند نہیں جو ناشکیبائی نفس کے باعث فراسق کا انکار کر دیتا ہے
 صبر یا بی طالب حق را کہ تخم اندر جہاں
 صبر چو نہاں خاصیت دارد جہاں بار آورد
 طالب حق کو صبر چاہیے کہ دنیا میں ہر چیز بھی غنی خاصیت رکھتا ہے اس کے مطابق پھل لاتا ہے
 اندکے نور فرماست باید ایجا مرد را
 تا صد اوقت خوشین را خود با طمان آورد
 انسان کو کچھ نور فرماست بھی چاہیے تاکہ صداقت اپنے تئیں خود ظاہر کر دے
 صلواتاں را صدق نہائی نئے اندر نہاں
 نور نہاں چو چین مرد انوار آورد
 صداقت کا اندنی صدق چھپا ہوا نہیں رہ سکتا۔ غنی زر انسان کی پشیمانی پر چمک پیدا کرتا ہے
 ہرگز از دست خورد دست کا دست وصال
 ہرگز مال فروش سرور واصل یار آورد
 وہ شخص جس نے کسی کے اتق سے شراب و صل کے پیلے پیے ہوں اس کا منہ ہر وقت اس یار کے
 وصل کا سرور ظاہر کرتا رہتا ہے

زینتِ ابرار و پیغمبرِ ابریم
 بدیں آدمیم و بدیں گندیم!
 ہم قرآن اور حضرت کے عاشقوں میں سے ہیں وہی پر ہم آئے ہیں اور اسی حالت میں گندہ بدیں گے
 رازِ اولیٰ و دوم حصہ اول سفر ۱۳۶ (۱۸۹۷ء)

جائیکہ از مسیح و ز ولش سخن رود
 گویم سخن اگرچہ ندادند با آدم
 جس کو مسیح اور اس کے نزول کا ذکر ہو وہاں میں یہی کہتا ہوں اگرچہ لوگ یقین نہ کریں
 کا ندر و علم دید خداوندہ کردگار
 کال برگزیدہ سازندہ عدوق منظر
 کہ خداوند کردگار نے مجھے امام کیا ہے کہ میں اس برگزیدہ کا سچا منظر ہوں
 موعودم و بجلیدہ ما ثور آدم!
 جینت است برگزیدہ نہ نیندہ منظر
 میں موعود ہوں اور میرا بیعتیوں کے مطابق سے نہیں ہے اگر آنکھیں کھول کر مجھے دیکھیں
 اگرچہ چو گندم است بجز فرق بین است
 ز نساں کہ آمدت در اخبار موعودم
 میرا رنگ گندی ہے اور بالوں میں نمایاں فرق ہے جیسا کہ میرے آقا کی احادیث میں وارد ہے
 این مقدمہ بجائے شکوک است والبتال
 سید جدا کند ز میجا سئے احرم
 میرے آنے میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں میرا آقا مجھے سرخ رنگ دلے مسیح سے علیحدہ کر رہا ہے
 از کلہ منارہ شرقیٰ عجب مدار
 چوں خود ز مشرق است تجلی نیرم
 شرقیٰ منارہ والی بات سے عجب نہ کہ جگہ میرے سورج کا طوع مشرق سے ہی ہے
 از شک منہ حسب بشارات آدم (ق)
 ایسی کیجاست تا بند پا بہ منبرم
 میں ہی ہوں جو بشارات کے مطابق آیا ہوں ایسی کہاں ہے جو میرے منبر پر قدم رکھے

اَل رَاكِعِ بِرَحْمَتِ خَلْقِ مَا جَادِ
چوں برخلاتِ مُدَّہِ بَرِّ اَلرَّازِمِ

وہ جسے خدا نے رحمتِ خالق میں جگدی وہ اُسے اپنے وعدہ کے برخلاف فرود میں سے کیوں نکالے

چوں کافر از ستم پرستند مسیح را
یعقوبی خدا بسرش کرد ہمسرم

چونکہ کافر بے فائدہ مسیح کی پرستش کرتا ہے اس لیے خدا کی غیرت نے مجھے اُس کا مسر تباہ یا

رویکس نظر بکاتبِ قرآن ز غور کن
تا بر تو منکشف شود این رازِ مستعجم

جا۔ اور قرآن کی طرت نظر خود کر۔ تاکہ میلا پوشیدہ راز تجھ پر کھل جائے

یلب بکامت محرم راز مکاشفات
تا کور باطنش خبر آرد ز مخبرم

اے میرے رب ہکاشفات کا راز جاننے والا ہے۔ تاکہ اُس کا لہ باطن انصاف سے خبر لائے

اَل قَبْلَ رُوغُوْدِ بَیْغَتِیْ بِبِجَارِ دَہْمِ
بعد از ہزاروں سہ کیبت لگند در حرم

اس قبضہ نے چودھویں صدی میں ایسا منہ دکھایا۔ حرم سے بت نکالنے کے تیرہ سو سال بعد

بوشیدا پنچناں کرم بلع فیوض
کاوند لے یار ز ہر کسے و معبرم

اس سو شمشیر فیوض کی مولیٰ اس قد بوش میں آئی کہ میرے ہر گلی کوچ سے ہاں یاد کی ندا آنے لگی

اے معترفِ نبوتِ عالی صبور باش
تا خود خدا ایماں کند اَل نورِ احوم

اے معترفِ خدا کا خوف کر اور ذرا صبر کر۔ تاکہ خدا خود میرے ستارے کی روشنی کو ظاہر کر دے

اگر نخواستہ کہ گمان نکو کیندا
چوں روی برون ز صد و دوش ہوا دم

کیا تو نے نہیں پڑھا کہ کسے تبتی سے کام لوں۔ اے کھالی تو اس کی مدد سے ہاں کریں جا ہے

اے برمن چرا کشی تو جبینِ پنج زباں
از خود نیم ز قادرِ ذوالجہدِ اکبرم

مجھ پر تو اس طرح زبان کی چھری کھل چلا تا ہے میں خود نہیں آیا بلکہ خدا تعالیٰ نے مجھے جگا

ماوروم و مراچہ دیں کار اختیار

روای سخن بگو خداوندی آمرم

میں تو ماوروم ہوں مجھے اس کام میں کیا اختیار ہے جا یہ بات میرے بھجنے والے خدا سے پوچھو

اے اکبر سوئے من بدویدی بعد تبر

لے وہ جو میری طوت سیکڑوں کا لے لے کر دو رہے بغیاں سے ڈر کیونکہ میں ایک پھلدار شاخ ہوں

حکومت آسمان میں میرے سانش

آسمان کا حکم میں زمین تک پہنچا ہوں مگر میں اسے سنوں اور لوگوں کو نہ سناؤں تو اسے کہاں لے جاؤں

اے قوم من بگفتہ من تنگدل جہاش

اے میری قوم میری ہاتل سے آزدہ نہ ہو شروع ہی میں ایسا جوش نہ دکھا بلکہ آخر تک میرا حال دیکھ

من خود نگم کہ رشک علی حدا ہے است

میں خود یہ بات نہیں کہتا بلکہ لوح محفوظ میں ہی ایسا لکھا ہے اگر تم میں طاقت ہے تو خدا کے کلمے کو منے کو مراد

ادھنگنا ہے حیرت مکرم ز قوم خوش

میں اپنی قوم کے باعث حیرت اور کراہی حیرت میں ہوں اے میرے رب سزا دینا کہ میں اس پریشانی سے بے فائدہ ہوں

نہ چشم ماندہ است نگوش و نور دل

ندان کی آنکھیں باقی ہیں نہ کان اور نہ دل کی روشنی سوائے ایک زبان کے جس کی ایک دم بچہ قیمت نہیں

پد گفتہ ز نفس عجلوت شمر وہ اند

ان لوگوں نے مجھے برا کہنا جرات سمجھ رکھا ہے ان کی نظروں میں میں ہر کتاب سے زیادہ پیسہ ہوں

اے دل تو دیر خاطریناں نگاہ دار

اے ہم سے دل توان لوگوں کا لحاظ رکھو کیونکہ اسزمیر سے پیغمبر کی حجت کا دعویٰ کرتے ہیں

اے منکریم پیام سرفراز تیرے حق! ازمن خطا میں کہ خطا در تو بنگرم

اے وہ جو فرشتہ کے پیام اور خدا کی آواز کا منکر ہے۔ غلطی مجھ میں نہیں بلکہ تجھ میں ہے

جامع گدانت از علم ایمانت اے عزیز

ہیں طرف ترک من پر گمان تو کافر م

اے عزیز میری جان تیرے ایمان کے غم میں گھل گئی گر عجیب بات یہ ہے کہ تیرے خیال میں میں کافر ہوں

خواہی کہ رشنت نمود احوال صدق ما

روشنی بخوانہ ازال ذات فوالکرم

اگر تو یہ جانتا ہے کہ ہادی سچائی کی حقیقت تجھ پر روشن ہو جائے تو اسی نوران ذات سے دل کی روشنی مانگ

گوش دلم بجانب تکفیر کس کجا ست

من مست جاہانے عنایات دلہم

میرا خیال کئی کو کافر بنانے کی قوت کب ہے میں تو اپنے مجرب کی عنایتوں کے جام سے سرشار ہوں

از وطن دشمنان خبر ہے چوں شود مرا

کاندر خیال دوست خواہ خوش اندوم

دشمنوں کے وطن کا بھرب کیا اثر ہو سکتا ہے۔ میں تو دوست کے نصرت میں مہر توں ہوں

من میں کرم روحی غلطی کہ باہن است

پیغام اوست باہل نفس روح پر دم

میں تو اس خدا کی وحی کے سامنے جیتا ہوں کہ میرے ساتھ ہے اس کا اہم میرے لیے نیک گوش سانس کی طرح

من بخت بد کام جملات بد خویش

دیگر خبر میرس اذیں تیرہ کشورم

میں نے تو اپنے دوست گھر میں ڈیرہ ڈال دیا ہے پس تو اس اندھیر سے جہاں کے متعلق مجھ سے کچھ نہ پوچھ

مشقتش بتاؤ بود دل من بول شدت

حشرش شدت در رہ دیں مہر انوم

اس کا حشر تیرے دل سے ملے گا کہیش میں ذہل ہو گیا ہے اور اس کی محبت تیرے دل میں ہے لیکن وہ اس طرح ہی گئی ہے

راہ محنت من ولو فاش گردشہ سے

بسیار تن کہ طال بفرشاندے بریلہم

اگر میری راہ میں محنت کا نشانہ ہو جاتا تو بہت سی محنت میرے دروازہ پر اپنی جانیں تران کر دیتی

ایمانے روزگار خدا تندر از من

من نور خود نہفتہ ز چہ چہمان شہرم

دینا داروگ میرے بھید کہ نہیں جانتے میں نے اپنے نور کو چوگاڑوں کی انکھوں سے چھپا رکھا ہے

بعد از دم ہر پہنچہ پسند نہی پہنچ نیست

بقسمت آنکہ در نظرش ہیچ محترم

میری راہ چھوڑ کر وہاں بھی نہ پندر کریں وہ کچھ نہیں نہ شخص بد قسمت ہے جو کچھ کو عزت دیتا ہے

بہر خط می خورم ز جام مصال دوست

ہر دم نہیں یار علی ز غم منکرم

ہم تو ہر گڑھی دوست کے صل کا ہا پتے میں ادیں ہر دم اپنے منکر کے خلاف اپنے یار کو ہم صحبت ہوں

یاو بہشت بر دل پر سوز من وزد

صد غمیت لطیف دہر دو در محرم!

جنت کی جو ہیں میرے پر سوز دل چڑتی ہیں اور میری اس گٹھی کا دھواں سیکڑوں تم کی اہلی نونہوں میں پیدا کرتے ہے

بدیئے حاصل ز ساندنیاں بہ من

من ہرزوال ز نافر یادش معطم!

حاصل کی بدیو مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ میں ہر وقت یاد خدا کے نافر سے معطر رہتا ہوں

کارم ز قرب یاز بچائے سیدہ است

کا نجا ز قہم و دانش اختیار بر ترم

یار کے قرب کی وجہ سے میرا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ میں غیر دل کی عقل قہم سے بہت بالاتر ہو گیا ہوں

پایم ز لطف یار بہر جنت خریدہ است

دار فضل آن حلیب بدست ماسم

میرا قدم یار کی قربانی سے جنت میں لٹل ہو گیا ہے اور اس دوست کی حقیت سے میرے ہاتھ میں جام اوس ہے

جوش ابعاش کہ بوقت دعا بود

ندان گو نہ ز اویم نشیند بہت باورم

اس کی قبولیت کا جوش جو میری دعا کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ اسی کی وہ زار می میری ماں نے بھی نہیں سنی

ہر سوی و ہر طرف رخ آں یار بگرم

اں دیگر سے کجا است کہ آید بخاطرم

میں ہر طرف اور ہر جانب اُس بار کا چہرہ دیکھتا ہوں۔ پھر اور کون ہے جو میرے خیال میں آئے

اے حسرتیں گدو ہرگز ال مرا ندید

وقتے یہ بیندم کہ ازیں خاک بگندم

انوس عروند نے مجھے نہ بچا نا یہ مجھے اس وقت جا میں گے جب میں اس دینا سے گدو جانوں گا

ہست آرزو کہ سر بردو ہم دیں سرم

گر گل شداست ل ز غم و در شداست شد
گر ان حدود کی جو سے لول فلان ہو گیا ہے تو کیا ہوا میری تقدار یہ ہے کہ اس میں میں میرا سر کی تران ہو جائے

یارب نجات بخش انیل بد ز پر شرم

ہر دستہ کہ دشمنی ہم نہ لول فلان ہم ہار دے ہے اسے اب مجھ سے ہاں تو وہ شر کے زمان سے نجات دے

کاروند تر شداست ازیں بد ہنرم

یارب آیت شرم میراں کسل نشاں بشو
اسے میرے آگے کے پانی سے من کا یہ سستی

دیاب چو کہ جز تو تانا است دیگرم

میری یاد کو کہ کوئی نغیر سے لیا نہ ہو لے میں میری نراہ میں کیو کہ تیرے سوا میں کوئی نہیں رہا

ایں شب گر خام شود روزه مخترم

تاری کی غموم باخترنے رسد
غول کی تاری ختم ہونے میں نہیں آتی یہ اندھیری رات تو شاید مشترک لمبی چلی جائے گی

و ان عالمان کج کہ گرفتند چنبرم

دل نخل شداست از غم اس وقت نشاں
اس نغمہ ان قوم کے غم سے میرا دل بھی ہو گیا نیز گواہ حالوں کی دور سے میرے پیچھے پڑ گئے ہیں

سرفا لم و قیتر شداست سے بچو چاکرم

گر غم خشک کدئی وطن نہ نہ نہ
اگر خشک علم عدل کی دنیا ہی عالمی نہ ہوتی نہ ہر عالم در فقیر میرے آگے ظالم کی طرح ہوتا

بے سوال کہاں نہ کلام مؤثرم

یہی میری باتیں شکرک پر اثر کرتی ہیں مگر یہ لوگ میرے لہتا شیر کلام سے بے نصیب ہیں

علم آل بود که نور فراست بفتح اوست
 علم نودہ ہے کہ فراست کا فہم اس ساتھ ساتھ جلتا ہے۔ اس تا یک علم کو تو میں ایک کو طوی کو بھی نہیں خریدتا
 امروز تویم من نشنا سد مقام من
 آج کے دن میری قوم میرا اور وہ نہیں پچھتی لیکن ایک دن آیتاگا وہ درود کرے میرے مہالک وقت کرے اور گے گی
 اے قوم من بصیر نظر سوئے غیب دار
 اے میری قوم کہیں تو غیب کی ان نظر لگا کر میں اپنے ہاتھ خدا کی دعا گویں زیری خاطر ماجوی کے ساتھ پھیلاؤں
 گر بچو خاک آتش تو قدرم بود چہ پاک
 اگر تم نے نیک میری تو خاک کے برابر ہی ہو کر کیا مضائقہ ہے خاک تو کیا میں کٹے کر کٹے سے بھی زیادہ حقیر ہوں
 اطف است فقول او کہ نواز و گر نہ من
 یہیں کا فضل اور لطف ہے کہ وہ قدر دانی کرتے ہیں وہ میں تو ایک کی طرح ہوں نہ لکڑی۔ سپی ہوں نہ کہ مقل
 زانگو نہ دست او دم از غیر خود کشید
 زانگوئی گئے خود دگر در تصورم
 اس آیت نے اس طرح میں نے کو فیر کی بات کی گئی ہے لیکن اس کے سوا اور کوئی بھی میرے خوب خیال میں نہ تھا
 بعد از خدا بعشق محمد مخترم
 خدا کے بعد میں محمد کے عشق میں مرنا ہوں۔ اگر یہی کفر ہے تو مجھ میں سخت کافر ہوں
 سرتار و پود من بسر اید بعشق او
 سرتار و پود من بسر اید بعشق او
 میرے سر پرگیش میں اس کا شکر سجا گیا ہے جس نے تو اہشت سے خالی اہل اس مطوق کے ٹم سے پر ہوں
 من در جہم قدس چراغ صد اقم
 دستش محافظ است نہ ہر باد مصرم
 میں وہ لوگوں میں صدق کا چراغ ہوں۔ اسی کا ہاتھ ہر تیر سما سے میری حفاظت کرنے والا ہے

ہر دم فلک شہادت صدقم ہے دہد
 زمین کہ امام غم کہ زمین گشت منکر م
 آسان ہر وقت میری پہاڑی کی گدی دیتا ہے پھر مجھے اس بات کا کیا غم کہ اہل زمین مجھے نہیں مانتے
 دانستہ کشتی نوحم نہ کردگار
 یہ دولت آکر دور بماند زلنگرم
 بخدا میں اپنے پروردگار کی طون سے نوح کی کشتی کی مانند ہوں بقوت ہے وہ میرے لنگر سے دور رہتا ہے
 اس آنتے کہ اس آخروں لبوخت
 از سیر چارہ اش بخدا نمر کو نرم
 یہ آگ جس نے اس آنوی زاد کا دامن جلا دیا ہے۔ خدا کی قسم میں اس کے علاج کے لیے نمر کوڑوں
 من مستم ہوں ویناوردہ ام کتاب
 ہاں ٹھہراستم و ز خداوند مندم
 میں رسول نہیں ہوں اور کتاب نہیں لایا ہوں۔ ہاں علم ہوں اور خدا کی طون سے ڈرانے والا
 یارب زایم نظرے کن بلطف و فضل
 بزد دست رحمت تو گو گوست یاورم
 میرے یہ میری گردناری کو کہہ کر ملتے کہ کسی ایک نظر کر تیری رحمت کے لئے کہ سارا دل کن میرا دگار ہے
 جامع قدا شود برہ دین مصطفیٰ!
 این است کامہ دل اگر آید تیرم
 میری جان مصطفیٰ کے دین کی ماہ میں قدا ہو۔ یہی میرے دل کا دعا ہے کاش بیتر آجائے

لانا لادام حصا اول صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۸

مطبوعہ ۱۸۹۱ء

اے خدا جانم ہا ساروت قدا
 اہمیاں سامے دہی قسم و خکا!
 اے خدا میری جان تیرے پیسوں پر قربان کہ تو ان پڑھوں کو قسم لوں وہی رسا بخشا ہے
 در جہانت ہچ من اُتی لباست
 در جہالت باصراشود نماست
 تیری اس دُنیا میں میرے جیسا اُمی کمال ہے میرا تو نشود تا ہی جہاتوں کے درمیان ہوا ہے

من عجب تر از منجھے بے پدر

کہو کے بودم مرا کردی بشر

میں ایک حقیر کی طرح تھا تو نے مجھے بشر بنا دیا میں تو بے باپ مسیح سے بھی زیادہ عجیب ہوں

رازنامہ اول حصہ اول صفحہ ۷۷ تا ۷۸

زیر موت و زلفش رہائی نمود

دار اک ابن مریم خدائی نمود

اس ہی مریم میں خدائی نہ تھی۔ کیونکہ موت و زلف سے اُسے رہائی حاصل نہ تھی

تو ہم کن چنیں ابن مریم کوئی!

رہا کرد خود سازِ شرک و دوتی

اس نے پہنچتیں شرک اور دوتی سے آنا دکر لیا تھا تو بھی ایسا کر۔ ابن مریم تو بھی ہی جاتے گا

رازنامہ اول حصہ دوم صفحہ ۱۵۳۶

مے تواند شد مسیحا مے تواند شد بود

اعتدال لحد شمال و در دو طرفہ رادرو بود

اچھکی اتھنا پنے جھڑیں دو مخالف باتیں تھی کتنی ہے اس کا فرد مسیح بھی ہی سکتا ہے اور یہودی بھی

زمرہ دیگر بجائے ایثار دارد قعود!

زمرہ شمال ہمہ یسینتاں اول کے رنگ

جیسا کہ تو نے ظنرت انسانوں کے لیے بھی جاتے رنگ و عار ہے اور وہ مسرگروہ ایثار کا ہاشمی ہے

رازنامہ اول حصہ دوم صفحہ ۱۷۶۳

خور کن در انھم لایر چون

عہد شد از کردار بے چگون

خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عہد ہو چکا ہے جس سے ہمیں نہیں آیا کرتے، تو آیت انہم لایر چون پر غور کر

سخت شوریے اور فساد تدریجی | رحم کن بر خلق اسے جان آفریں

دنیا میں سخت شوریے پڑ گیا ہے۔ اسے پیدا کرنے والے خدا اپنی مخلوقات پر رحم فرما
 راز الہ ارقام حصہ دوم صفحہ ۶۶۵-۶۶۶

عزیز ال بے خلوص صدق کشیدہ ہے را | مصفا قطرہ باید کہ تا گوهر شود پیدا
 سے عزیز دنیا خلاص رہے گا کہ کئی راہ میں کھل سکتی۔ مصفا قطرہ چاہیے تاکہ توتی پیدا ہو
 راز الہ ارقام حصہ دوم صفحہ ۸۲۵

۶۱۸۹۱

اسے خداوند تدریجاً سائے جہاں | صادق را ز کا ذیال پر ہاں
 اسے جہاں کو ہدایت دینے والے مالک سچوں کو سمجھوں کی گرفت سے رانی بخش
 آہننش افتاد و در جہاں ز فساد | التیث اسے منیث عالمیاں
 فساد کی وجہ سے دنیا میں آگ لگ گئی۔ اسے اہل جہاں کے نزدیک اسے اعداد کو پہنچ
 راسمانی فصلہ صفحہ ۱۸۹۱

اسے خدا سے مالک ارض و سما | اسے پناہ و حذب خود در پہلا
 اسے خدا سے زمین و آسمان کے مالک اسے ہر مصیبت میں اپنی سماعت کی پشت پر پناہ
 اسے رحیم و دستگیر و رہنما | ایک در دست و افضل است و قضا
 اسے رحیم و دستگیر اللہ دہا اسے وہ کہ تیرے اتق میں فیصلہ اور حکم ہے

سخت شوئے اوقا و اندر زمین
رحم کن بر خلق اسے جاں آفریں

زمین میں سخت شد بریا ہے اسے جان آفریں! اپنی مخلوقات پر رحم کر
اگر قبضل از جناب خود نما
آنا شود قطع نزاع و فتنہ با!

انچی درگاہ سے کوئی فیصلہ کرنے والی ات ظاہر کر تاکہ جھگڑے اور فساد بند ہو جائیں
(آسانی فیصلہ صفحہ ۱۰)

گر خدا از بندہ خوشنود نیست
بیخج حیوانے چو ادم رود نیست

اگر خدا بندہ سے خوش نہیں ہے تو اس جیسا کوئی حیوان بھی سرود نہیں
اگر سگ نفس دنی سا پروریم

اگر ہم اپنے ذلیل نفس کو پالنے میں لگے ہیں تو ہم گھوٹوں کے کتوں سے بھی بتر ہیں
اے خدا سے طالبانِ سادہ منما!

اے خدا سے طالبوں کے رہنما۔ اے وہ کہ تیری محبت ہماری روح کی زندگی ہے
ایک مہر تو حیات روح ما!

برہمنائے خویش کُن انجام ما
تا بر آید درد و عالم کام ما!

تو ہمارا خاتمہ اپنی رضا پر کر کہ دونوں جہان میں ہماری سزا پوری ہو
خلق و عالم جملہ در شور و شر اند

دنیا اور اس کے لوگ سب شور و شر میں مصروف ہیں۔ مگر تیرے طالبِ امدہ ہی مقامِ بد ہیں
اُس کیسے راندے بخشتی بہ دل

ان میں سے ایک کے دل کو ڈور بخشتا ہے اور دوسرے کو کچھڑ میں پھنسا جو اچھوڑ دیتا ہے

پہنچم گوش و دل ز نو گیر و فیما
ذات تو سر حشمہ فیض و بہا
ایک کمال اور دل تجھ سے ہی نئی حاصل کرتے ہیں تیری ذات ہدایت اور فیض کا سرچشمہ ہے
دآسمانی فیصلہ صفحہ ۴۸

اہل بہ کہ جہاں دروہ اُدقشام
جہاں راجہ نقصاں اگر من نام
یہی بہتر ہے کہ میں اس کی راہ میں جان نروان کروں۔ اگر میں نہ رہوں تو دنیا کیا کیا نقصان ہے
دآسمانی فیصلہ صفحہ ۴۸ مطبوعہ ۱۸۹۱ء

ابن سبت نشانِ آسمانی!
منشش بنا اگر توانی!
اس کتاب کا نام "نشانِ آسمانی" ہے
اگر ہو سکتا ہے تو اس کی نظیر لا
یا صوفی خلیش را مدول آر
یا تو اپنے صوفی کو باہر نکال - یا پھر بد گمانی سے تو یہ کر
یا منشایِ آسمانی صوفی! مطبوعہ ۱۸۹۲ء

اے سخت اسیر بد گمانی
وے بستہ کمر بہ بد زبانی
اے بد گمانی میں مبتلا انسان اور اے بد زبانی پر مستعد شخص
سو زوم کہ جہاں شوی مسلمان
جہاں طرف کہ کافر من بخوانی
میں تو اس غم سے جل رہا ہوں کہ تو کس طرح مسلمان ہو گا اگر عجیبات یہ ہے کہ ان تو مجھے ہی کافر کہتا ہے
دشکانِ آسمانی صفحہ ۳۸

اگر خود آدمی کمال بنا شد تو تلاش حق! خدا خود راہ بتایید طلبگاہ حقیقت را

اگر آدمی خود ہی تلاش حق میں سست نہ ہو تو خدا آپ طالب حق کو مانتہ دکھا دیتا ہے
 (نشانی آسمانی صفحہ ۱۳۴)

رحمت خالق کہ حرز اولیاست ہمت پہل ز پند لعلت ہائے خلق

خدا کی رحمت جو اولیاد اللہ کا تہویہ ہے وہ خلقت کی لعلت کے نیچے خمی ہما کرتی ہے
 (نشانی آسمانی صفحہ ۱۳۸)

چرخش بودے اگر سر پر کائناتت نور دیں بودے

بہیں بودے اگر سر پر کوزل نور قیسیں بودے

کہا چھا ہوتا اگر امت میں سے ہر ایک نور دین ہوتا۔ یہی ہوتا اگر بر دل نور قیسیں سے بھرا ہوتا
 (نشانی آسمانی صفحہ ۱۴۶)

۶۱۸۹۲

بگو نشید اے جو انماں تا بدیں قوت شود پیدا

بہار و رونق اندر در ضلالت شود پیدا

اے جو انماں بگوشش کرد کہ دین میں قوت پیدا ہو اور ضلالت اسلام کے باغ میں بہار اور رونق آئے
 اگر یاراں کنوں بر غریت اسلام رحم آرید
 یا صاحب بی نور خدا نسبت شود پیدا

اے دوستو اگر اب تم اسلام کی غریت پر دم کرو تو خدا کے گل تمہیں انخلوت کے صبا سے مناسبت پیدا ہو جائے

انفاق و اختلاف تا شش سال از میاں خیزد

کمال اتفاق و خلعت اللہت شود پیدا

نااہل گنہگار پس کا اختلاف اور انفاق دور ہو جائے اور کمال درجہ کا اتفاق دوستی اور محبت پیدا ہو جائے

تجھے بتیم کہ دادا رفیق رو پاک سے خواہد
 میں تو یہ کہی رہا ہوں کہ کافر خدا کا شایر ہے کہ اسلام کی وہ قوت اور وہ شوکت پھر پیدا ہو جائے
 کر یا صد کہ مکن بر کسے کو ناصر دین راست
 اسے خداوند کریم سیکڑوں مہمانوں اس شخص پر کہ جو دین کا مددگار ہے اگر کبھی آفت آئے تو اس کی مصیبت کو کھل
 چنانچہ غرض خدا دماغ سے خدا سے قادر مطلق
 اسے خداوند قادر مطلق سے ایسا خوش رکھ کر اس کی حالت اور صواب کاروبار میں ایک محنت پیدا ہو جائے
 دلخیز و شہرہ و قوم من مذکورے من نے شنود
 افسوس قوم میری کچھ دیوار کو نہیں سنتی میں تو بہر وقت سے نصیحت کرتا ہوں کاش اس کو عبرت ہو
 مرا باور نے آید کہ چشم خویش بکشتا بند
 مجھے قہقہہ نہیں آتا کہ لوگ کبھی اپنی آنکھیں کھولیں اور اس وقت جب تک ہی پاک لکھی نصیحت اللہ کی پیادہ ہوں
 مراد جلال و کت اب و تبرائے کافران فہمند
 یہ تو مجھے دجال جو مراد کافروں سے بدتر سمجھتے ہیں میں نہیں جانتا کہ خدا کے نور سے انہیں کیوں نصرت ہوگی
 عجب ظاہر ہے نا آشتیاں غا ازل ازل
 لے یہ سنے غلہ زلفا فانتسا زکیا نہیں عجب آتے ہے کلاس زکیر کی خدا کی طرف سے پیکر شہر حیات پیدا ہو گا
 چو اس سال عجیب ہا کندور فکر ایس معنی
 آدمی بیات سوچی گویا بھراں ہو کہ نیند کے تماہوں کے لیے ایک غفلت کا دور کرنے والا پیدا ہو گا
 فراموشت شدائے قوم احاد بیست نبی اللہ
 اسے میری قوم نہ لعل شکی حدیثوں کو بھی بھول گئی کہ ہر صدی کے سر پر امت کے لیے ایک مصلح پیدا ہو گا
 رائیڈنگ لائ اسلام ٹیلیٹیل ملوہ ۲۳ ۶۸

کہہ باز ازل قوت اسلام حائل شوکت شوچید
 کہ در سر کار و بار در حال او جنت شوچید
 از ہر در میدہم پیش گر عبرت شوچید
 مگر وقتیکہ خوف و شہت شوچید
 امید نام حیر از نور حق لغزت شوچید
 کہ از حق چشمہ حیاں دیدی غفلت شوچید
 کہ خواب لنگاں را از فرغ غفلت شوچید
 کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شوچید
 کہ ہر صدی کے سر پر امت کے لیے ایک مصلح پیدا ہو گا

محبت تو دو لائے ہزار بیماری است
 تیری محبت ہزار بیماریوں کی دوا ہے تیرے مدد کی قسم کہ اس گرفتاری ہی میں اہل آندہ ہی ہے
 پناہ دینے تو جنتن نہ طور مستل است
 کہ آملن بر پناہت کمال شیری است
 تیری پناہ لخصوئے نادیمانوں کا طریقہ نہیں ہے بلکہ تیری پناہ میں آزماہی تو کمال درجہ کی اہل شدی ہے
 متلح ہر ریح تو نال تو ہم داشت
 کہ خفیہ دشمن عشق تو ز غفاری است
 میں تیری محبت کی دولت کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ کہ تیرے عشق کا حقیقی رکھتا ہی ایک غفاری ہے
 ہر اک مرم کہ سرو جاں فدائے تو بکرم
 کہ جاں پیار پیرن خیمت یاری است
 میں تیار اہل کہ جان دول تجھ پر قرآن کو دل کیونکہ جان کو محبوب کے سپرد کر دینا ہی اہل دوستی ہے
 راجعہ کمالات اسلام صغیر

چوں زمین بایں شتائے شہر عالی تبار
 عاجز از پیش زمین و آسمان و ہر رود و در
 مجھ سے اس عالی قدر شہر کی طرف میں طرح ہو سکے جس کی مدد سے زمین و آسمان اور دونوں جہان عاجز ہیں
 آن مقام شہر کو دارد بد لدا یہ قدیم
 کس نداد نشان آں از اصلاح کردگار
 ترکلوہ مقام ہر وہ محبوب انہ کے ساتھ رکھتا ہے اس کی شان کو اصلاح ہر گاہ الہی میں سے بھی کوئی نہیں جانتا
 آں نشانہا کہ محبوب ازل دارد بدو
 کس نخواست ہم ندیدہ مثل آں اندر دیا
 وہ ہر ایسا ہر محبوب انہ میں پذیرا رہتا ہے۔ وہ کسی نے دنیا میں خواب میں بھی نہیں دیکھیں
 سر ز خاصان حق نشا و گروہ عاشقان
 اس کے روضہ میں ہر منزل وصل نگار
 خاصان حق کا سردار اور عاشقان الہی کی جماعت کا بادشاہ ہے جس کی مدد سے محبوب کو دل کھلے کر لیا ہے

بہت ادا عقل و فکر وہ ہم مردم دود تر
 کے مجال فکر تا آں بحر ناپیدا کنار
 وہ لوگوں کی عقل و دماغ سے بالاتر ہے فکر کی کیا مجال کہ اس ناپیدا کنار سمندر کی حد تک پہنچ کے
 اُدھر اُدھر گنتن قول بلی اول کسے
 اکرم توحید پیش ادا دشمنی پونہ یار
 قول ہی کہنے میں اس کی طرح سب کمال ہے وہ توحید کا اکرم ہے اور آدم سے بھی پہلے یار سے اس کا تعلق تھا
 جہاں خود وادوں پہ خلق خدا و فطرش
 جہاں تبارتہ جہاں بیابان را غم گسار
 خلق الہی کے لیے جہاں دنیا اس کی فطرت میں ہے وہ شکستہ دلوں کا جہاں شمار اور یکسپیل کا ہمدرد ہے
 اندلک قیلا و نیا پڑ شرک و کفر بلو
 ایسے وقت میں جبکہ دنیا کفر و شرک سے بھر گئی تھی سورنے میں بادشاہ کے ایک کسی کول اس کیے ٹھیکن
 یہ چپکلی شربت شرک جس بت لگ نشد
 ان خیر تہ جان احمد اک بود از عشق زار
 کوئی بھی شرک کی جہالت تہ کی گندگی سے آگاہ نہ تھا صفت احمد کے دل کو یہ آگاہی ہوئی جو محبت الہی سے پور تھا
 کس چمید اند کہ اداں نالہ یا بند خیر
 کال شفیعی کرد از بہر جمال فرنج غار
 کون جاتا ہے اور کسے اس آہ و ناری کی خبر ہے؟ جو آنحضرت نے دنیا کے لیے خیر حرا میں کی
 من تہد انہ چہ فرے بود و اندوہ و غمے
 کان لیل غاسے در آدش جوین بود و فکا
 میں نہیں جاتا کہ کیا درد غم اور تکلیف تھی جو اُسے غم زدہ کر کے اس غار میں لاتی تھی
 لے تبار کی خوشی نے ز تمنائی ہر اس
 نے ز زمین غم نہ خوف کتر و م نے میم مار
 نہ اُسے از جہرے کا خوف تھا نہ تمنائی کا ڈر نہ مرنے کا غم نہ ماں بچھو کا خطرہ
 کشتہ و م فائے نطق و دربان جہاں
 لے تبار کی خوشی نے غم نہ مرنے کا غم نہ ماں بچھو کا خطرہ
 وہ کشتہ و م فائے نطق و دربان جہاں سے اپنے تہ بدن سے کچھ تعلق تھا نہ اپنی جان سے کچھ نام

نعرہ ہا پور روئے خدا نے خلق خدا
 خدا کی مخلوق کے لیے درد ناک ہیں بھرتا تھا اور خدا کے سامنے رات دن گریہ و زاری اس کا کام تھا
 سخت شہدے پر فلک افسوس نال مجھ و دعا
 تو یہ سب الایہ رشید چشمہ از غمہاں آشکار
 اس کے مجھ و دعا کی وجہ سے آسمان پھٹا نور بر باہوں اور اس کے دم کی وجہ سے فرشتوں کی آنکھیں بھی غم سے آشکار گئیں
 اسرارِ محروم و مناجات تضرع کر دل نش
 تندرگاہِ لطیف حق پر عالم تار یک تو تار
 اس کا تار اس کی حاجتوں پر تھا اور گریہ و زاری کی وجہ سے خدا نے تار یک و تار و تار پر مریاتی کی نظر فرمائی
 جو چہاں لہرِ مصیبت پر لہوِ طوفانِ عظیم
 بود خلق از شرک و عیبیل کو و کور ہر دیار
 جہاں میں بد عیلموں کا خطرناک طوفان پاتا تھا اور ہر ملک میں لوگ شرک لگاتار ہیں کہ ان کے لئے انیسویں صدی سے ہو رہے تھے
 بچھو وقتِ لوحِ دینا پو پڑا زہرِ فساد
 یسجِ دلِ خالی نہوا نہ ظلمت و گرد و غبار
 دینا لوح کے زمانہ کی لوحِ قبرم کے فسادوں سے بھر گئی تھی کوئی دل بھی ظلمت اور گرد و غبار سے خالی نہ تھا
 درشاہین را تسلط بود بر سر لوحِ نفس
 پس بجلی کرد بر روح محمد کرد گار
 بہر روح اور بر نفس پر شیطاں کا قبضہ تھا تب خدا تعالیٰ نے محمد کی روح پر تجلی فرمائی
 محنتِ بزمِ سرخ و سب سے ثابت است
 اسکو بہر نوع نسال کرد جان خود تار
 تمام گری اور سکالی توہل پر اس کا احسان ثابت ہے اس سے زبح انسانی کے لیے اپنی جان قربان کر دی
 یا نبی اللہ توئی غور زیدیدہ ہائے ہڈی
 بتے تو تار و رو بر لہے عارف پر بہر گار
 ایسے نبی اللہ توہی ہر ایک کے راتوں کا سورج ہے تیرے بغیر کوئی عارف پر بہر گار ہدایت نہیں پاسکتا
 یا نبی اللہ لب تو چشمہِ حال پر در است
 یا نبی اللہ توئی دور را وحی آموز گار
 ایسے نبی اللہ تیرے ہونٹ نندگی بخش چنند ہیں اسے نبی اللہ توہی خدا کے دستہ کار بہنا ہے

<p>اے کیسے جو یہ حدیث پاک تازہ زبرد و عمرو ایک تیری پاک تیں زرد و عمر کیس جا کر تاش کرتا ہے اور دوسرا اسی طیرے منہ سے ہون کو سنتا ہے</p>	<p>واں دگر از خود ہانت مبتدو بے انتظار زیر کمال مردیکہ کر دست اجناست اختیار</p>
<p>تو شخص زندہ ہے جو نیزے پیشے سے بانی کے گھڑ پتیا کے اردوی انسان عقلمند ہے جس نے تیری پیری اختیار کی غافل و منتہی کے معرفت علم رحمت</p>	<p>صلو قال را منتہی صدق پختت قرار حاصل کی معرفت کا آنی فقط تیرے مدخ کا علم ہے اور رہتا نعل کے صدق کا امتیاز عشق پر تیرے قدم رہا ہے</p>
<p>تیرے غیر کوئی عرفان کی دولت کو نہیں پاسکتا اگرچہ وہ ریاضتیں اور جد و جہد کرتا رہے بے تو سہر گزرت غافل نمے یاد کیسے</p>	<p>گرچہ میر و در پابخت باو جد بے شمار تیرے غیر کوئی عرفان کی دولت کو نہیں پاسکتا اگرچہ وہ ریاضتیں اور جد و جہد کرتا رہے</p>
<p>تیرے عشق کے سما صحت اپنے اعمال پر محدود کرنا بے دقتی ہے جو تجھ سے غافل ہے وہ ہرگز نیک کام نہ دیکھے گا اور دے حاصل شہوئے سے عشق برتے تو</p>	<p>غافل از درین بیندیشے نیکی نہ بہار کاش باشد ساکال الاحاصل اندر روزگار</p>
<p>تیرے عشق کی وجہ سے کہیں میں وہ زور حاصل ہو جاتا ہے جو ساروں کو ایک لمبے زمانے میں حاصل نہیں ہوتا از چہا ہمائے عالم سہر چو مرغ عشق مست</p>	<p>شنان آں بہر چیز مخمروہ وجودت آشکار دنیا کا عیب پیو لیں سے جو چیز بھی دلیند اور نصیب ہے ایسی ہر چیز کی خوبیاں میں تیری ذات میں پانا ہوں</p>
<p>تیرے عشق کے زمانے سے اور کوئی زمانہ زیادہ اچھا نہیں اور کوئی کام تیری مدح و ثنا سے زیادہ بہتر نہیں منکرہ بر دم خوبی آئے ہے پابان تو</p>	<p>خوشتر از زمان عشق تو نیا شہیج دور تو تیرا نہ صفت و صلح تو نیا شہیج کار</p>
<p>چونکہ مجھے تیری بلاتھا تو میرا تجربہ سے اس لیے آگے دوسرے تجربے غمگنہ میں تو میں تجھ پر جلاں خدا کر کے کو تیار ہوں</p>	<p>جہاں گلہ از ہم بہر تو گردیگر سے غمگنہ دار چونکہ مجھے تیری بلاتھا تو میرا تجربہ سے اس لیے آگے دوسرے تجربے غمگنہ میں تو میں تجھ پر جلاں خدا کر کے کو تیار ہوں</p>

ہر کسے امداد نماز خود دلائے سے کند
 من عاقلے بود بار تو اسے باغ بہا
 بر شخص بی نازین رہنے سے، جھکا تو ہے گریں سے پتھری اہل داملاد کے لیے دعا مانگتا ہوں
 یا نبی اللہ دلائے ہر سر شرفے تو ام
 وقت راو تو کہم گر حال بد ہنم صد ہزار
 ہے ہی اشد تیرے دل پر فدا ہوں اگر مجھے ایک سلاکہ جانیں بھی میں تو تیری راہیں سب کو قربان کر دوں
 آسح و شوق ویت از رو تختی چسبیت
 کھینچا تے ہر طے اکیر ہر جان بنگار
 اصل میں تیری آسح اور تیرا عشق ہر دل کے لیے کیسا اور ہر زنی جان کے لیے اکیر ہے
 دل گرفتار میت بہت چہر مسئلے
 در تیار تو گرد وہاں کجا آید بکار
 دل گرفتاری محبت میں غوی نہیں تو وہ دل ہی نہیں اور جو جان تجھ پر قربان نہ ہو وہ جان کس کلمہ کی
 دل تھے تو صد ہر تو مواز موت علم
 پاینداری باہیں خوش میر و خیم پائے عا
 تیری محبت میں میرا دل موت سے بھی نہیں ڈرے تا کیر استقلال دیکھ کر میں صیب کے نیچے خوش خوش جا رہوں
 از غیب امداد رحمت یا رحمت اللہ امدیم
 ایک چول ماہر و تو صد ہزار امید دار
 اسے اللہ کی رحمت ہم تیرے رحم کے امید دار میں تو وہ سے کہ ہم جیسے لاکھ تیرے رحمت کے امید دار ہیں
 یا نبی اللہ تیار تیرے محبوب تو ام
 وقت بہت کوہ اماں سر کر بوش مست
 لے نبی اللہ میں تیرے پیسے کھڑے پر تیار چل میں لے لے کر کوہ کوہوں پر رہے تیری راہ میں وقت کہ رہے
 تاہن تو رہا دل پاک را نمودہ اند
 عشق لاد دل ہے جو شہ چو آب از آبتنا
 جب مجھے پہل پاک کا اندکھایا گیا تب سے اس کوشش تیرے دل کیوں بوش مارتا ہے جیسے آبتنا میں پانی
 آتش عشق از دم من پھر رتے سے جہد
 ایک لوط سے ہمدان خام ہاگرد و جوار
 میرے دل سے اس کوشش کی اگر کھلی کہ طرح نکلتی ہے اسے خام طبع رفتہ رفتہ سے اس پاس سے ہٹ جاؤ

بر سر چارست دل کو پڑھئے اور جواب

اے برآں مے در شہ جان سر مریم شاہ

میرا دل وہی ہے سبب آنحضرت کا میں دیکھ سے اس چہرے اور سر پریری جان مملوہ منہ ترکان ہوں
صنہ لیلان سے نیم ہریں بیجاہ وقت

داں مسیح ہنری شہ از دم اچھے شمار

اے ایاز وقت میں ہی ماکوں یوسف کو نکتہ ہوں اور اس کے دم سے بے شمار مسیح تا سری پیدا ہوتے
تباہ وقت کشور آفتاب فترق و غروب

بادشاہ ملک ملت بلجاہ ہر خاکسار

وہ وقت کشور کا شہنشاہ مدد شرق و مغرب کا آفتاب ہے دین دنیا کا بادشاہ اور ہر خاکسار کی پناہ ہے
کامل ان کی دل کو دور راہ لواز صدق گام

نیک بخت کس سرک میدار و سرائی شہسوار

کامیاب ہو گیا وہ دل جو صدق وقت کے ساتھ اس کو راہ پر چلا خوش قسمت ہے وہ سر جو اس شہسوار سے تعلق رکھتا ہے
یا نبی اللہ جہاں تا ایک شہ از شرک کفر

وقت اکاں بدکہ عالی لب خود شیداوار

بے نی اند کفر و شرک سے نیا دھیر ہو گئی وہ وقت آگیا ہے کہ تو اپنا سورج کی مانند چہرہ ظاہر کرے
یتم قرار دلاور بے قہا سے دلبرم

مست عشق بے تو نیم دل ہر شیار

اے میرے دل میں اتوار ای تیری نجات میں کھتا ہوں اور ہر عقلمند دل کو تیرے عشق میں سرشار پاتا ہوں
اہل دل فہمہ قدرت ارفال مانند حال

اندوچہ چشم تیراں نہیں غور نصف اتھار

صاحب دل تیری تہہ پہچانتے ہیں اور عاقبت احوال بنتے ہیں لیکن چنگا دہل کی آنکھ سے وہ پر کا سوچ چھپا ہوا ہے
ہر کسے ہار دے بلوہرے مانند جہاں

من فدائے بے تو اے دلستان گلخوار

ہر شخص دنیا میں کوئی نہ کوئی محبوب رکھتا ہے مگر میں تو تیرا غلامی ہوں اسے محل سے خراموں والے محبوب
از ہر علم حل اندازے غور تہ بہتہ ام

ہر جو جو خوشین کو دم و صورت اختیار

سادہ دل چھوڑ کر میں نے تیرے ہی چہرے سے دل لیا ہے اور اپنے وجود پر تیرے وجود کو ترجیح دی ہے

سداہ دل چھوڑ کر میں نے تیرے ہی چہرے سے دل لیا ہے اور اپنے وجود پر تیرے وجود کو ترجیح دی ہے

زندگانی چہیت جاس کردن برا تو خدا

استگاری چہیت نرند تو بولن صید طار

زندگانی کیا ہے ایسی کہ تیری راہ میں جان کو قربان کر دینا۔ آزادی کیا ہے ایسی کہ تیری قید میں شکار میں کر رہنا

تو جو دم چہیت تو ابدی دوستت فردم

تو دم جو دلن غل دادو بہ تو دارو مدار

تو جو دم چہیت تو ابدی دوستت فردم۔ ایک سیر اور جو دلی ہے تیرا شکر ہے دل میں ہو گنجت سیر سے دل میں غن ہوا کرتا ہے تنگ سیر کا اور مدار ہے

یا رسول اللہ بروبت محمد دارم استوار

مفتش تو دارم اذال کوڑ کی بود مشہر غلام

یا رسول اللہ میں تجھے حضور مقلد کرتا ہوں بعد اس وقت کہ میں شہر غلام تھا۔ مجھے تجھے سے محبت ہے

ہر قوم کا مدد چاہ حضرت چوچیل زوم

ویرت چہاں میں حامی و نصرت شعا

ہر قوم کی میں نے مدد لئے۔ بہتائی کی میں نے مدد لئے۔ پوشیدہ طور پر ہر قوم کے اہل ایمان میں حامی اور مددگار ہوں

درد و عالم ہستے دارم تو از پس بزرگ

پرورش زدای مرا خود بچہ طلقہ در کنار

درد و عالم ہستے دارم تو از پس بزرگ۔ بچہ کی طرح اپنی گود میں میری پرورش فرمائی

یا لیکن تہیکو در غم فردی شکل خویش

یا لیکن ہم وقت میرا گندی مشتاق دارم

یا لیکن تہیکو در غم فردی شکل خویش۔ وقت میرا گندی مشتاق دارم۔ میں نے کشتی میں تجھے اپنی محبت کی قیامت کی تھی

یا لیکن آن لطف جہتا کہ با من داشتی

واک بشارت با کہ میدادی مرا اذ کو گام

واک بشارت با کہ میدادی مرا اذ کو گام۔ میں نے بشارتوں کو یاد کروانے میں پرکس امدان بشارتوں کو بھی جو خدا کی طرف سے تھے دیتا تھا

یا لیکن وقتے چون بودی پر بیلاری مرا

آن جہاں آن شخصک صورتے تنگ برآ

یا لیکن وقتے چون بودی پر بیلاری مرا۔ آن جہاں آن شخصک صورتے تنگ برآ۔ میں نے تجھے دیکھا تھا تیرا ہوا وہ حال نہ جو چہاں وہ صورت جس پر ہم باہمی رنگ کر کے

اچھ مارا از دوش شمع آزار سے رسید

یا رسول اللہ سپرین از عالم ذوالاقدار

اچھ مارا از دوش شمع آزار سے رسید۔ یا رسول اللہ سپرین از عالم ذوالاقدار۔ جو کہ ہم کو ان دو غمزدی شعل سے کلیت پہنچی ہے رسول اللہ اس کا حل اس کا مدد و عطا ہے جو چھ لے

حالِ لاشعور میں ہر دو شیخِ بزرگان

جلا میداند خدائے حلِ جان و بر و بار

ہمارے حال اور ان دھندلانہ شکل کی شوخی کو خدائے عظیم و بر و بار پور سے طور پر جانتا ہے

ہم میں جو حالِ قتالِ کافر سے ہمارا وہ اند

نیست اندر ظلمِ شامی میں ملی ہوشتِ نوا

انہوں نے میرا نام درج کیا۔ گمراہ کافر کو چھوڑا ہے اور ان کے خیال میں میرے عیادہ کوئی ناپاک بدلہ نہیں دے سکتا

یہ سچ کس نام پر منظرِ عکسِ دلِ تسوخت

ہو تو کا اندر خواہاں ہر محنتِ نودی بار بار

یہ منظرِ عکسِ دل کی کسی کا دل نہ جلا سوا تیرے جس نے خواہوں میں مجھ پر بار بار شفقت دکھائی

ہاں خدائے ندرِ کریم و دلیرِ محبوبِ من

داد و ہر دم میدہد بسکین ہر اچلِ انگسار

ہاں اس خدائے کریم نے ہر میرا شوق و محبوب ایک عمارت کی طرح ہمیشہ مجھے تسلی دی اور دیتا رہتا ہے

میر کو عزمِ از غنا یا بخش بریں ضربِ کوفت

سر مرد در چشمے نیاید تانے گرد و خمار

سیکھوں کی تکالیف پر ہی کی سوائی کی وجہ سے ہم نے میر کو ایگز کر سر سارکھ کے قابل نہیں ہوتا جب تک بغد کی طرح ایک تک

ریکھ کبیر مسلماناں گئی از نخل و کیں

شمرت آید از خدائے عطا فی ذی اختیار

اے وہ شخص جو نخل اور زیتنی کی طرح سے مسلمانوں کی کھیر کرتا ہے۔ تجھے منعفت اور قادرِ خدا سے شرم آتی ہے

اسلِ ناشد از زبانِ خوشش کبیر کے

مشکل آفت آں حالِ کل پر سرفروش کو گام

اپنی زبان سے کسی کو کافر نہ دینا آسان ہے مگر اس وقت مشکل پڑے گی جب خدائے کر و گاہ پوچھے گا

اکو گویاں را جو اگافر تہی نام اسے انجی

مگر تو داری خوب تہی دعویٰ کفر خود برادر

سے جانی تو کفر گدوں کا نام کفر نہیں کہتا ہے اگر تو خوب خدا رکھتا ہے تو خود اپنے کو کفر سے نکال

پیرِ شوقِ پیلِ دانے دانی ہنوز

ایزوت بخشند چو پیلِ صدقِ سوز و صیبا

تو بڑھا ہو گیا گراہی تک پہنچنے والے تعلق کو نہیں جانتا خدا تجھے بڑھوں کی طرح سوز اور صبر نہایت کرے

گو کہ کسی تکفیر تو ہم خود چپکاسے کر دے

وہ اگر مردی خود سے وہاں اسلام انداز

اگر تشریح تو ہم ہی کی تکفیر کی تو کیا کہہ کیا، اگر تو جو مرد ہے تو جا اور کسی یہودی کو اسلام میں داخل کر

پہلے سیم صبح مشترکہ ہمدار دوز کار

جس بدعت کی توحیح کی ہوا حقیقت سے یہ ملاحظہ کی تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ کون کافر ہے اور کون عوس

بہتیت کا کہیست مومن خود گرد و آسکا

اگر خود ہندی ہو کن فخر نفس خود نخست

لاویہا یاکل خود چو چیز سے قبل ایساں

اگر وہ سکند ہے تو جا اور پچھتا چاہاں کی فکر کر۔ ایساں کا دعویٰ کچھ چیز نہیں تو ایساں

رو یا ایساں خود مارا بکفر ما گنار

چند تکفیر تازی چند استہزا کنی

کہا ہے کہ آپ کو اپنے ایساں ہر آدمی کو ہاں سے کفر چھوڑ دے

نہے ز فرود سوم حکایت کن نہانا لاکم نار

اگر خود بن محمد سے زلم شوریدہ وار

مجھ سے تو جنت کا ذکر نہ دوزخ کا میں تو محمد کے دین کے تقیم ہی یہ بیانوں کی سی زندگی بسر کرتا ہوں

اس قدر تو تم شہود میں شریع ہر دو دار

انفکال بکلیک یاد آید معتم دیں مرا

اس وقت کہ مجھے دین کی تم یاد آتی ہے تو دونوں جہان کی خوشیاں اور غم مجھے ہاں بھل جاتے ہیں

د آئینہ کالات اسلام صفحہ ۲۳ تا ۲۶

جلد ۱ ص ۱۸۹۳

ایک دو قتالہ ہشتت نیز قتال

پہلے نترسی از خدائے ذوالجلال

اے وہ شخص کہ میں تیری نظر میں قتال اور گمراہ ہوں تو خدائے ذوالجلال سے کہوں نہیں ڈرتا

کافر مگر مومنی یا ای بیخال

تو مومن کا نام کافر کہتا ہے اگر تو اس عقیدہ کے باوجود مومن ہے تو واقعی میں کافر ہوں

د آئینہ کالات اسلام ص ۳۲

پورا کتبہ خود آجے و نجاتِ محبت را
 محبت کے درخیز کر اپنی آنکھوں کے پانی سے سیراب کرنا کہ ایک دن وہ تجھے شہری پہل دیں
 اسلام پر باطن حقیقت باہمی دارد
 حجابا شہر خیزاں مگر قاتلان صورت را
 اسلام کا جاننا اپنے اندر بہت ہی خشکی رکھنا ہے۔ خاصہ بیٹوں کو اس جاننا کی خوبیوں کی کیا خبر ہو سکتی ہے
 من از بار آمدن مطلق لایں ماہ نہایم
 گو امر و نہ منے بی بیینی روز حسرت را
 میں سو بارک لطف کر امیں کہ خلق کو یہ جاننا کہ ازل کے آج تو مجھے نہیں دیکھے گا تو ایک روز حسرت کا دن دیکھے گا
 اگر آچہ شہر زینہا نسبت شایع مہم مزن بارے
 کہ پد پر بریز جا رہے نہ بیندے نہ صحت را
 اگر میری نشانی تیری آنکھوں سے پاشیدہ ہے تو بھی خاموش رہ۔ کہ بہا ریز بیارہ تندرستی کا نہ نہیں دیکھتا
 چہ چشم حق نشا من نور عرفانت نہ بخشدند
 تہلوی نام کا فرزا بزم مشتاق ملت را
 یہ جو مجھے معرفت کی آنکھ اور نور عرفان نہیں دیا گیا اس لیے تو نے عاشقان اسلام کا نام کا فرق کیا ہے
 کجا از استان مصطفیٰ اسے ابلہ بگر بولیم
 تجھے یا ہم درجائے دیگر ایں جاہ دولت را
 سے یہ وقت ہم درگاہ مصطفوی سے کمال بھگ کر ایس کیوں کہ ہم کسی اند بگر بیعت اور دولت نہیں پا سکتے
 بچھا شد کہ خود فتح تعلق کر دایں تو سے
 خدا از رحمت احمدال متبر کرو خلوت را
 الحمد للہ کہ اس قوم نے خود ہی مجھ سے قطع تعلق کر لیا اور خدا نے میرا فی اور کم سے خلوت میسر کر دی
 چہ روز نما کہ میدیدیم پدید آئیں نمود ہا
 بنا ز صلب خود را کہ از صداد جنت را
 ان چہوں کے دیکھنے سے میں کس قدر تکلیف پاتا تھا مجھے اپنے دلبر پر ناز ہنکاس نے پھر مجھے بہت سزا کی
 چہ میری نازاں تیرے کہے باولدار میدارم
 اگر زور نیست در دست بگرداں بن قیمت را
 تو اس تیر کی بجز جو مجھے دلا سے حال تکاں ملتا ہے اگر تیرے لہجوں نے وہ ہے تو قیمت کتنی کہ نہ کرے

پورا کتبہ خود آجے و نجاتِ محبت را
 محبت کے درخیز کر اپنی آنکھوں کے پانی سے سیراب کرنا کہ ایک دن وہ تجھے شہری پہل دیں
 اسلام پر باطن حقیقت باہمی دارد
 حجابا شہر خیزاں مگر قاتلان صورت را
 اسلام کا جاننا اپنے اندر بہت ہی خشکی رکھنا ہے۔ خاصہ بیٹوں کو اس جاننا کی خوبیوں کی کیا خبر ہو سکتی ہے
 من از بار آمدن مطلق لایں ماہ نہایم
 گو امر و نہ منے بی بیینی روز حسرت را
 میں سو بارک لطف کر امیں کہ خلق کو یہ جاننا کہ ازل کے آج تو مجھے نہیں دیکھے گا تو ایک روز حسرت کا دن دیکھے گا
 اگر آچہ شہر زینہا نسبت شایع مہم مزن بارے
 کہ پد پر بریز جا رہے نہ بیندے نہ صحت را
 اگر میری نشانی تیری آنکھوں سے پاشیدہ ہے تو بھی خاموش رہ۔ کہ بہا ریز بیارہ تندرستی کا نہ نہیں دیکھتا
 چہ چشم حق نشا من نور عرفانت نہ بخشدند
 تہلوی نام کا فرزا بزم مشتاق ملت را
 یہ جو مجھے معرفت کی آنکھ اور نور عرفان نہیں دیا گیا اس لیے تو نے عاشقان اسلام کا نام کا فرق کیا ہے
 کجا از استان مصطفیٰ اسے ابلہ بگر بولیم
 تجھے یا ہم درجائے دیگر ایں جاہ دولت را
 سے یہ وقت ہم درگاہ مصطفوی سے کمال بھگ کر ایس کیوں کہ ہم کسی اند بگر بیعت اور دولت نہیں پا سکتے
 بچھا شد کہ خود فتح تعلق کر دایں تو سے
 خدا از رحمت احمدال متبر کرو خلوت را
 الحمد للہ کہ اس قوم نے خود ہی مجھ سے قطع تعلق کر لیا اور خدا نے میرا فی اور کم سے خلوت میسر کر دی
 چہ روز نما کہ میدیدیم پدید آئیں نمود ہا
 بنا ز صلب خود را کہ از صداد جنت را
 ان چہوں کے دیکھنے سے میں کس قدر تکلیف پاتا تھا مجھے اپنے دلبر پر ناز ہنکاس نے پھر مجھے بہت سزا کی
 چہ میری نازاں تیرے کہے باولدار میدارم
 اگر زور نیست در دست بگرداں بن قیمت را
 تو اس تیر کی بجز جو مجھے دلا سے حال تکاں ملتا ہے اگر تیرے لہجوں نے وہ ہے تو قیمت کتنی کہ نہ کرے

انجنت الہی آید دست لعل مہرین پائش

کسے عزت از یو بادکہ سوز و خربت عورت را

اِس کا منتقل ملتی کبر سے ذمہ نہیں ہوتا ہاں کے مل اس کی کو عزت ملتی ہے جو لباس عزت جلا دیتا ہے

اگر خرقای روم ملے ملاوت علم خالی شو

کہ رہ نہ بند و دیویش اسیر کبر و نخوت را

اگر مولا کی عداہ چاہتا ہے تو علم کی شیخی ترک کر کہ اس کے کوچ میں اسیر کبر و نخوت کو گھسنے نہیں دیتے

منزل در تنہائے دُنیا اگر خدا خواہی

کہے خواہد نگار توں تمہید نشان حضرت را

اگر خدا کا علم کار ہے تو ذمی نعمتوں سے دل نہ لگا دیر محبوب ایسے لعل کو پسند کرنا ہے جو پیش کے سنا مکہ ہے

مصفا قلم و باید کہ تا گوہر شود پیدا

بچہ بید دل ناپاک وئے پاک حضرت را

پانی کا مصفا قلمو چاہیے تاکہ اس سے مٹی پیا ہو۔ ناپاک دل خدا کے پاک چہرہ کو کہاں دیکھ سکتا ہے

نئے باید کہ یک تہ عورت لے اِس ڈرتیا

مذا اذیرا کر سی کہا اور یلم خدمت را

مجھے ذمہ بھر ڈرتیا کی عزت و درکار نہیں۔ ہمارے لیے کر سی نہ بچا کہ ہم تو خدمت پر مامور ہیں

بہر خلق و جہاں خواہد لے نفس خود عزت

تعلات من کہ غلے اہم برا چار دولت را

سب لوگ دوسرا جہاں اپنے لیے عزت چاہتا ہے برخلاف اس کے میں یار کی راہ میں دولت مانگتا ہوں

ہمہ روز و این علم مان دعا قیمت خواہند

چرا فتاویں سرار اکہ سے خواہد مصیبت را

سب لوگ اس زمانہ میں اپنی دعا قیمت کے خواہند کار میں میرے سر کو کیا ہوا کہ وہ مصیبت کا خواہند ہے

ملا بہر جا کہ ہے نیم رخ جاہاں نظر آید

در خشد و زور و در ماہ بنیاد ملاحمت را

مجھے نور و صوفی مکتا ہوں رخ جاہاں ہی نظر آتا ہے بلوچ میں بھی دی چمکتا ہے اور پانڈی میں بھی دی ملاحمت دکھاتا ہے

اِسیں غریت و عجز و اِزال کو زیکہ دانستم

کہ جلاور قلاش با شد دل مجھ سوخت را

میں اس روز سے غریت اور عجز کا نہیں جانتا تھا کہ اس کے حضور میں زخمی کیسے جل کی عزت ہے

<p>کے آرزو تاپاکی بر نغزین و سعنت را</p>	<p>میں شاخ خودی خود زنی سنج بر کدم</p>
<p>ہے نغزین و سعنت کا پھل پیدا کرتی ہے</p>	<p>میں نے خودی سے غفلت کی اس شاخ کو بڑے کٹا کٹا اجڑا ہوا پتی ناپاکی سے نغزین و سعنت کا پھل پیدا کرتی ہے</p>
<p>پر مٹی کا نندا لکھ طبر پاکیزہ طلعت را</p>	<p>اگر آرزو سے ان دل میں پیوہ بر وارند</p>
<p>گا مگر سے حال عدل کے چہ سے پر ہوا نظر یا جانے ترزا میں میں اس پاکیزہ طلعت مستحق کا چہرہ دیکھ لے گا</p>	<p>اگر آرزو سے ان دل میں پیوہ بر وارند</p>
<p>مگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>
<p>اگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>
<p>اگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>
<p>مگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>
<p>مگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>
<p>مگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>
<p>مگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>
<p>مگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>
<p>مگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>
<p>مگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>
<p>مگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>
<p>مگر بند کسے اس تاکہ میدار و بعیرت را</p>	<p>خروج کو مشتق اوزیا مقصر ماو مشن</p>

سبح نامہری رابا قیامت زبیر نے قلمند

مگر درون شریف تلو و ندرین فضیلت را

سبح نامہری کو قیامت تک زندہ سمجھتے ہیں۔ مگر حضرت علیؑ کے قیامت نہیں دیتے

زبیر نے تلو و ندرین پر معروف مائل بودند

یہ کہ تلو و ندرین کی خوشبو سے انہی معروف تھے اس لیے شاہنشاہ و عالم کی شان میں یہ ذلت پسند کی

ہمہ روزانے ترکان را پر حواشا کے سبکی بند

ترکان کے نام تریوں کو گولے کرکٹ کی طرح پھینک دیا ان کے نام علم کی وجہ سے تلو و ندرین کس قدر نقصان ہوا

پر ہمایاں طراز مقابل خود مدد دادند

انہوں نے اپنے حقداروں سے تمام حمایوں کی مدد کی اور جو سے مراد پوتوں میں بھی دلیری آگئی

دو میں ہاکم پر پائش پناہی شہنشاہ شہسپہ

اس تہنیں نمانے میں اس نام کی تہنیں کیوں کر سکتا ہوں جبکہ نہ فریاد کر رہا ہے کہ جلدی مدد کو پہنچ

شہنشاہ ایک ہی ہر روز دو قسم چہنیں قافل

نہری رات پر کا خون اور قافلہ میں ان نام سے کہاں جاؤں؟ یا رب خود دست قدرت دکھا

انکے لگنے کی شان پر ہیائے خود فی ترسم

یہ کہ شہنشاہ پر ناک ٹال رہے ہیں ان کے خون میں جلاؤ۔ نور کب چپ سکتا ہے جو خدا نے میری قدرت کو بخشا ہے

اکی نو تائے شہنشاہ میں دہشتے آرد

ان کے شہنشاہ کے عمل میں کب کب نہیں پیدا ہوتی صادق کبھی بزدل نہیں ہوتا اور اقیامت کو دیکھے

۵۰۳۵۵ صفحہ کمالہ اسلام

میلو ۱۷۸۹۳

مصلحتی مابجوں فروتر شد مقام
 از مسیح تا صری اسے طفلِ عام
 مصلحتی کا درجہ کیونکر کم ہو گیا۔ مسیح صری سے۔ بسے تا دکان لڑکے
 انگلیست پیک اور دستِ خداست
 چوں تو ان گفتش کہ از روشِ جُداست
 وہ کہیں کا اتھ خدا کا اتھ ہے ان کی بہت کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ روحِ القدس سے الگ ہے
 انگلیست کر ہلا و قوشِ دینِ باست
 یکم از جبریل بچدش چوں بکاست
 جان کا برقلِ نبی ہار ای ہے تو ایک دم کے لیے بھی جبریل سے ان کی جہانی کیونکر تازہ ہو سکتی ہے
 برا نامِ اربابِ این افترا
 چوں نے زبید از قمرِ خفا
 نبیوں کے سوا پر یہ افترا، تم کیوں خدا کے غصے سے نہیں ڈرتے
 رأینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۱۲

بجائے ہزارے پتے سے سخی داوہ اند
 مصلحتی تا ابنِ علی نامِ ابنِ جہادہ اند
 پر کون سے مسالکِ آدم کے لیے ایک زور دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے میرا نام ابھی معلوم رکھا گیا
 سے دشمنِ علیؑ قرآنِ مجید میں کفر کا نقاب
 کور چشمہ آنگد سنا کار بافتادہ اند
 میں چاند کی طرح روشن ہوں لہذا نقاب کی طرح چھٹا ہوا اندھے میں جو انکار میں پڑے ہوئے ہیں
 بشنودے طالبانِ کفریب کینتلیں ندا
 مصلحتی باید کہ در سر ہا منفا بند ز کوہ اند
 اے طالبو استغیث سے یہ تارا آ رہی ہے کہ ایک صلح درکار ہے کیونکہ ہر جگہ فساد پیدا ہو گئے ہیں
 صلاقتِ طرفِ مولیٰ بلنشا تا آدم
 صدیرِ علمِ ہدیٰ برتے من کشادہ اند
 میں صادق ہوں اور مولیٰ کی طرف سے نشان لے کر آیا ہوں علمِ ہدایت کے سیکڑوں درجہ پھولے گئے ہیں
 سعید طاہرہ فوقِ بید بصر

آسمان بار و نشانی لوقت میگوید زمین

ایں دو شاہد ز پے تصدیق مسمیٰ استاد ماند

آسمان نشان بر سار آب و زمین پکار رہی ہے کہ یہی وقت ہے میری تصدیق کے لیے یہ دو گواہ کھڑے ہیں۔

راۓ کمالات اسلام صفحہ ۱۳۵۸

خدا چاہے بر بند و دو چشم کے

نہ بنید و گر نہ تا بد بے

خدا جس کی مدد کرے وہ نہیں ہند کو تباہ ہے تو اسے کچھ نظر نہیں آتا خواہ سورج کتنا ہی چمکاتا ہے۔

راۓ کمالات اسلام صفحہ ۱۵۹۰

دو نشان محمد و نشان حضرت جلال کنید

دو شاہد یا رجانی جان دل قرآن کنید

انہ دو نشان میں محبوب حقیقی پر قربان کر دو اور اس جان و دوست کی راہ میں جان و دل نثار کر دو۔

ان دل قرآن نشان کا نام جہاں گویا خوشی

از پے دین محمد کلیدہ اسرا کنید

اس آرم پندہ دل کہ وہاں جہاں میں خوشیاں ہوں نہ تباہ ہے محمد کے دین کی خاطر میت الحیاں بنا دو۔

از جیش ہار و دل آئینہ سے مراد حق

تو شین طراز پسا سلام سرگرداں کنید

اسے مراد جیش و شرف کی زندگی چھوڑ دو اور اب اپنے آپ کو اسلام کی خاطر سرگرداں کرو۔

راۓ کمالات اسلام آخری صفحہ ۲۰۶

عجب نوریت در جان محمد

عجب لیلیست در کان محمد

محمد سنی اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب نور ہے محمد کی کان میں ایک عجیب و غریب لیل ہے۔

از ظلمت ہادے اگر شود صحت
 کہ گردد از چھان محمد
 دل مس وقت ملتوں سے پاک ہوتا ہے جب وہ محمد مسلم کے دستوں میں داخل ہو جاتا ہے
 بھلب داوم دل آل ناکساں را
 کہ نوتا بند از خوان محمد
 میں ان نالیقوں کے دلوں پر تعجب کرتا ہوں جو محمد مسلم کے دسترخوان سے منہ پھیرتے ہیں
 ہدام بیچ نفسے در دو عالم
 کہ دارد شوکت و شان محمد
 دونوں جہان میں میں کسی شخص کو نہیں جانتا۔ جو محمد مسلم کی سی شان و شوکت رکھتا ہو
 خدا نال میں بیزار است صد بار
 کہ ہست از کینہ داران محمد
 خدا اس شخص سے سخت بیزار ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کینہ رکھتا ہو
 خدا خود سوزد آل کرم دنی را
 کہ باشد از عددان محمد
 خدا خود اس ذلیل کیڑے کو جلا دیتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں سے ہو
 اگر خواہی نجات از مستی نفس!
 بیا در ذیل مستان محمد
 اگر تو نفس کی پستیوں سے نجات چاہتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مستانوں میں سے ہو جا
 اگر خواہی کہ حق گوید شنایت
 بیشوا از دل ثنا خوان محمد
 اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تیری تعریف کرے تو تہذیب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا روحِ خالص ہو جا
 اگر خواہی دلیلیے عاشقش باش
 محمد ہست بر بان محمد
 اگر تو اس کی سچائی کی دلیل چاہتا ہے تو اس کا عاشق بن جا کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی خود محمد کی دلیل ہے
 سرے داوم فدائے خاکب احمد
 دلم ہر وقت قربان محمد
 میرا سر احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبیر پر نشان ہے اور میرا دل ہر وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان رہتا ہے

بیگم کوئے رسول اللہ کہ ہستم
 رسول اللہ کی زلفوں کی قسم کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرے پر خدا کی
 باریکیاں رہ کر کشتدم در لبوزند
 شائبم رو نہ ایوان محمد
 اس ماہ میں اگر مجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے تو پھر بھی میں محمد کی بارگاہ سے منہ نہیں پھیروں گا
 بکار دیں قتر سم از جہانے
 کہ دارم رنگ بیان محمد
 دین کے معاملہ میں میں سارے جہان سے بھی نہیں ڈرتا کہ مجھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کا رنگ ہے
 بسے سلسلت از دنیایا بریدن
 بیاد حسن و احسان محمد
 دنیا سے قطع تعلق کرنا ناسبت آسان ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو یاد کر کے
 خدا شد در پیش ہر ذرۃ من
 کہ دیدم حسن پنهانی محمد
 اس کی ماہ میں میرا ہر ذرۃ تو ان ہے کہ یہ کہہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی حسن دیکھ لیا ہے
 دگر استاد رانا سے ندانم
 کہ خواندم دردستان محمد
 میں اس کی استاد کا نام نہیں جانتا میں تو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کا پڑھا ہوا ہوں
 بیکر دلبر سے کار سے ندانم
 کہ ہستم کشتہ آن محمد
 اللہ کسی محبوب سے مجھے واسطہ نہیں کریں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ناز و ادا کا منزل ہوں
 سرااں گوشہ چشنے بیاید
 خواہم جز گلستان محمد
 مجھے تو ہی انکم کی نظر مردود ہے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا
 دل نازم بہ پہلویم جوئید
 کہ بستیش بدامان محمد
 میرے غمی دل کرے پہلو میں تلاش دکر دکر سے تو تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے باز نہ دیا ہے

میں کاشغور کے قتل سے وہ اپنی پرتو ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ میں بسیرا کرتا ہے
 تو جان مامتور کر دی از عشق
 تقدیرت جا تم اسے جان محمد
 تو نے عشق کی وجہ سے ہماری جان کو روشن کر دیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر میری جان خدا ہو
 درینا اگر وہم صد جاں ویریں راہ
 تباشند نیز نمایان محمد
 اگر اس ماہ میں سورجان سے تیراں ہو جاؤں تو میری آنسوں سے گرا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نشان کے نمایاں ہیں
 سچ ہیبت لایا و نمایاں جمال را
 کہ ناید کس بہ میدان محمد
 اس جوان کو کس قدر عجب دیکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے میدان میں کئی بھی مضطرب پر نہیں آتا
 الا سے دشمن تلدان و پے زاد
 بترس از تیغ بران محمد
 سے نمان اور گراہ دشمن ہوشیار ہو جا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر
 رو مولیٰ کہ گم کروند مردم
 بچو در آل و اعوان محمد
 تھا کہ اس راستہ کو جسے لوگوں نے بھلا دیا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آل اور انصار میں دشمنوں سے
 الا سے منکر از نشان محمد
 ہم از نور نمایان محمد
 نبیوار ہو جا لے وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نشان نیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چمکے ہوئے نور کا کھوپڑے
 اکرامت گر چہ بے نام و نشان است
 بیا بگر نہ غلام محمد
 اگر کرامت آپ مفتوحہ ہے۔ گر تو آ ادا سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں دیکھ لے
 را نیکہ کمالات اسلام آخری حقوات
 مبلوہ ۱۸۹۳ء

اے عزیز دلین میں اہل کالیست
 کہ بھد زہد میسر نہ شود انسان را
 اے عزیز دلین میں کی دوا یا فیل خان کام ہے کہ انسان اُسے سوزہ دے کہ جس میں بھی حاصل نہیں کر سکتا
 آئینہ کمالات اسلام اتوی صفحہ ۱۲

<p>قرآن تست جان من اے یارِ محترم سیرے سخن دوستیری جان تجھ پر توکل ہے تو نے مجھ سے کہ نسا ذوق کیا ہے کہ میں تجھ سے کروں ہر مطلب مراد کہ می خواہم ز غیب ہر مراد وہ جو میں غیب سے طلب کیا۔ اور ہر خواہش جو میرے دل میں تھی از جو دعا وہ ہر سال بدوائے من تہذیبی مرانی سے میری وہ ملوای پوری کریں اور مرانی فرما کہ تو میرے گھر تشریف لایا ایچ آگئی نمود ز عشق و وفا مرا مجھے عشق و وفا کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ تو نے ہی خود محبت کی یہ دون میرے داس میں ڈال دی ای خاکستروں تو خود اکسیر کردہ اس سیاہ مٹی کو تو نے خود اکسیر بنا دیا وہ این منتقل و لم نہ ہر دو تعبد است یہ میرے دل کی صفائی نہ ہر دو کرتی عبادت کی جس سے تمہیں بلکہ تو نے مجھے اپنی مرانیوں سے مدد نہ کروایا صدقیت دست میں منت خاک من جہاں زمین لطف عظیم تو ہم تمہارا ہی کہی منت خاک ہوں ہر تیرے سر کو دل احسان کی تیری مرانیوں سے میرا جسم و جان لیرا ہے</p>	<p>ہا من کلام فرق تو کردی کہ من کفر ہر آرزو کہ بود بخاطر معتمد اور ہر خواہش جو میرے دل میں تھی دار لطف کردہ گندی خود محکم خود رنجی منزع محبت ہدائتم ہی خود محبت کی یہ دون میرے داس میں ڈال دی بود اکل جان تو کہ نمود است احتم من تیرا ہی جان ہے جو مجھے اچھا خود کردہ بلطف و عنایات رو شم جہاں زمین لطف عظیم تو ہم تمہارا ہی کہی منت خاک ہوں ہر تیرے سر کو دل احسان کی تیری مرانیوں سے میرا جسم و جان لیرا ہے</p>
---	---

<p>سہل است تک ہر جو جاں گر فغاٹے تو</p> <p>دو نول جہاں کاتک کر آسماں ہے اگر تیری رضائے ہمارے سے میری پنہاں ہے میرے جہاں سے جہاں آ</p>	<p>آید پرستے سپہ درگفت و انعم</p> <p>کاندہ خیال روئے تو ہر دم بگلشتم</p>
<p>فصل بہار و موسم گل نایوم بکار</p> <p>فصل بہار و موسم گل نایوم بکار</p>	<p>میں تربیت پذیر زرت ہمیں تم</p> <p>مجھے کسی اور استاد کی ضرورت کیوں جو۔ میں تو اپنے خدا سے تربیت حاصل کیے ہوں</p>
<p>چوں حاجتے بود با دیب و گر مرا</p> <p>نہاں غنایت ازلی شد قریب من</p>	<p>گاندہ نڈلے یار زہر کئے و بر زخم</p> <p>اس کی دائمی حنایت اس قدر میرے قریب ہوئی کہ دست کی آواز میری ہر گلی کوچے سے آنے لگی</p>
<p>یار بے سرا ہر قدم استوار دار</p> <p>اسے رب مجھے ہر قدم پر مضبوط رکھ ادا کیا کوئی دن نہ آئے کہ میں تیرا جہد تو دل</p>	<p>اول کیسک لاف عشق زندہ نم</p> <p>اگر تیرے کوچے میں منتقل کے سزا سے جہاں تو سب سے پہلے جو عشق کا دیوای کرے گا وہ میں ہوں گا</p>

دائینہ کلمات اسلام آخری صفحہ
 مکتوبہ ۱۹۳۳ء

<p>اے میرے غل خود پرستی خود کم تاز</p> <p>اے اپنی غل کے قدی رہی ہستی پر تازہ ذکر کیہ عجیب آسماں تیری طرح کے بہت سے آدمی لایا کرتا ہے</p>	<p>کین سپر العجاوب چوں تو بسیار آورد</p> <p>ہر کہ آید آسماں اور از اول یار آورد</p>
<p>غیر را ہر گنہ با شند گذر کوئے حق</p> <p>خدا کے کوچے میں غیر کو ہر گنہ عمل نہیں جو آسماں سے آتا ہے وہی اس بلکہ کے اسرار ہمراہ لاتا ہے</p>	<p>کین سپر العجاوب چوں تو بسیار آورد</p> <p>ہر کہ آید آسماں اور از اول یار آورد</p>

خود بخود قیام میں قیام کی حالت

اس کے لئے خود بخود اور نفس و مردار اور د

آپ ہی آپ قیام کی حالت میں ایک غلامی حالت میں اپنے پاس اس کا طلبہ میں کرتا ہے مگر کنگ اور درویشی کرتا ہے

ریکات الدعا صفحہ مطبوعہ ۱۸۹۳ء

اے نیچر شوخ اینچھائیہ است

از دست تو قند ہر طرف خاست

اے شوخ نیچری ایہ کیا دک ہے جو تو دے رہا ہے تیرے ہاتھوں ہر طرف قندے پر پہنچا

اس کس کہ رو بخت پسندید

دیگر ننگنید چاہتا راست

میں نے تیرے طے راستہ کو پسند کر لیا اس نے پھر سیدھا راستہ اختیار نہ کیا

لیکن جو زخورد و فکر بیغم

از ماست مصیبتی کہ بر ماست

لیکن جب میں غور و فکر کرتا ہوں تو مسلم ہوتا ہے کہ ہاری یہ مصیبت ہمارے ہی وجہ سے ہے

مترک شد دست درس قرآن

زال روزه ہجوم این بلا ماست

قرآن کا پڑھنا پڑھنا لوگوں نے چھوڑ دیا۔ اسی دن سے ان بلاؤں کا ہجوم ہے

چرخہ باصل خویش بد بود

دیں گم شد و نور عقل ما کاست

چرخہ کی اصلت کو بُری نہ تھی لیکن دین کے گم ہونے سے عقلیں کا نور گھٹ گیا

پر قطره نگوں شدند کیبار

رو تا فتنہ زلال طوف کہ دریا است

یکدم لوگ قطرہ کی طوف جھک گئے اور اس جانب سے نہ پھیر لیا ہر دم دریا تھا

بچت و حشر و نشر خدند

کیں قصہ بعد از خرد راست

بچت اور حشر و نشر پہ ملتے ہیں کہ یہ کہانی عقل سے بید ہے

چوں ذکرِ فرشتگان بیاید گوئید خلافِ عقلِ وانا است
 جب فرشتوں کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بات داناؤں کی سمجھ کے برعکاس ہے
 اسے عیبِ سرگردو این قوم! ہشتاد کہ پائے تو نہیرِ جاست
 اسے عیب! تو جو اس قوم کا لیڈر ہے جو جا کر پیرا قدم راہِ راست پر نہیں ہے
 پیرانہ سراں چہ در سر افتاد سو تو بکن این نہ راہِ تقویٰ است
 تجھے بٹھلے ہی یہ کیا سوچی ہے۔ ہا اور تو یہ کہ۔ یہ تقویٰ کا طریقہ نہیں ہے
 از سم کہ بدی قیاس یک روز گوئی کہ خدا خیالِ بیجاست
 مجھے ڈر ہے کہ ایسے ہی قیاس سے تو ایک دن کہہ دے گا کہ خدا کا خیال بھی غلط ہے
 اسے خواجہ برود کہ فکرِ انساں در کارِ خدا تو فرحِ سودا است
 اسے میاں ان بانوں کو چھوڑ کہ خدائی میں دخل دینا جنون کی ایک قسم ہے
 اتو قیاس با چہ تیزد بنشیں کہ نہ جلے شور و غوغا است
 اتو قیاس سے کیا بتا ہے! (عبر سے) بیٹھ جا کہ یہ نفیوں بانوں کا مقام نہیں ہے
 اسے بدہ بعیرت از خدا خواہ اسراہ خدا نہ توان بیجاست
 اسے بدہ بعیرت طلب کیوں کہ خدائی اسراہ کمال نہیں ہیں (جو یہ نہیں سمجھ میں آجائیں)
 درکات لدرما صنف ۱۱۱ ص ۱۵۹ (۱۵۹)

روئے کپڑا طلب گارانِ نمی دارد حجاب بعد از شور و غوغا سے تا بداند ماہتاب
 ہابر کا چہرہ طالبوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ سورج میں بھی چمکتا ہے اور چاند میں بھی

لیکن آں طرح میں انہیں قائل ماندنوں

حاشیہ باید کہ برہانہ اندر ہر شے نقاب

لیکن یہ سبھی برہانہ قائل سے پیشتر ہے بجا مثنیٰ چاہیے تاکہ اس کی خاطر نقاب اٹھائی جائے

ہاں یہ کوشش و زحمت نہ کرے کہ بدست

بھیجے بغیرت بغیر از محمود و دوا مطلقاً

ہاں کا مثنیٰ دہاں تک کہ آہے کہ آہے کوئی راہ سانس مدد دہے بے تفری کے نہیں ہے

بہن شکر کلمت را و کو چہ یار قدیم

بہاں لعلت یادت از تقدوری ہاں تہاب

ہاں محب اندلی کا راستہ بہت خطرناک ہے تو کچھ ہاں کی ملاحظہ پہلے تو خود روی کو ترک کر دے

ما کلاش فہم و عقل ما نہر ایماں کم رسد

سہر کرا خود گم شو داو یا ہاں داو ہاں

ہاں کوئل کی عقل اس کلام کی تک نہیں پہنچ سکتی جو خودی کا مارک ہو اسی کو وہ صحیح راستہ مٹا ہے

مشکل قول نہ مانگے دنیما حل شود

تو دل آں عدا ذراں مشکلا شد لائ تہاب

قرآن کو سمجھنے کا مسئلہ دین سے حل نہیں ہو سکتا اس شراب کا زہری ہاں ہے جو اس شراب کو چیتا ہے

ایکے آگاہی نہ گفت ز انوار در دہلی

دہلی باہر چو کوئی نہ مستی جانے عتاب

اسے یہ شخص سے ہاں ہی انوار کی کچھ خبر نہیں تو جو کچھ بھی ہاں سے حق میں کہے تا مارکی کا موجب نہیں

از دہر فطرت این سخننا گفتہ ایم

تا مگر زیں مرے مسبوک و اول خرم خراب

ہر نہ نصیحت اور غیر خودی کے طور پر یہ باتیں کسی ہیں تاکہ وہ خواب زخم اس مرہ سے بچا ہو جائے

از دہاکن چارہ آداب انکار فضا

بہاں لاج کے نہ نہ وقت شمار داتہاب

انکار دہا کے مرض کا علاج دہا ہی سے کر چہ ہمارے وقت خراب کا علاج شراب سے ہی کیا جاتا ہے

ایک گئی گویا ہاں از بود سے کجاست

سوزے میں شراب نہاں از اول آتہاب

اسے شخص جو کہتا ہے اگر دہاں میں شراب نہ تو کمانا کہہ گاں اس میں میری ہمت ہو رہی ہے نہ میری کوشش ہاں کوئی

سوزے میں شراب نہاں از اول آتہاب

بالکن الحائزین صلوات اللہ علیہم اجمعین

قصہ کو تلوک میں ازاد وطن مستجاب

غیر وار خدا کی تقدیر کے بعد صلوات اللہ علیہم اجمعین

(مستقبل از ہجرت الوداع صفحہ ۲۱۲ و ۲۱۳ ۱۹۳۲ء)

ایکے شہزادے کی شہسواری

ہر کے کار خود بادشاہ کا شہسوار

یہی وہی کہیں ہو گیا کوئی اس کا نام غازی نہیں شہسوار اپنے اپنے کام میں معروف ہے اور کہے ہیں سے کچھ اس قدر

بہر وقت میل نہالت صد ہزار مل تن رلود

جفت پر شہسوار کھول نہو شہسوار شہسوار

گراوی کا بعد بہر وقت لاکھوں انسانوں کو بنا کر لے گیا اس آئینہ پر نہیں جو اب بھی شہسوار نہیں ہوتی

اے خاندان شہسوار شہسوار شہسوار

یہ خود خاندان شہسوار شہسوار شہسوار

اے دولت مند و اس قدر عظمت کیوں ہے تم ہی ختم سے بے ہوش ہو یا دین کی قیمت کو گنتی ہے

اے مسلمان خلیفہ ایک نظر یہ حال ہیں

اچھے سے تم پر بلا ہوا حاجت اللہ کی شہسوار

اے مسلمان خلیفہ کے پیش رو کی لوت کیا نکتہ کہہ لو میں جو بلا میں دیکھ رہا ہوں ان کے اعداد کی حاجت نہیں

ہمتش لقا دست در دستش بخینہ پائے طای

ویدیش از قعدہ کار مردم شنیدار شہسوار

ہے جو قعدہ اور شہسوار کے کپڑوں میں آگ تلک لگی ہے دین داروں کا یہ کام نہیں کہتا سے دور سے دیکھتے رہیں

بہر حال از ہر دوری در خون دل من می نپند

عجزم این درد ماجور عالم اسرار شہسوار

بہر حال دین کی خاطر وقت غفلت میں لاپ رہا ہے ہمارے ان درد کا واقف خدا کے سوا اور کون ہے

اچھے پر امی کد از غم کفہ اندر خود خدا

از ہر سے نوشیم لکن زہر سو گناہ شہسوار

خود ہم پر گذر رہا ہے خدا کے ہا کون جان لگتا ہے ہم زہر پری رہے ہیں لیکن نہ لےنے کی طاقت نہیں کہتے

ہر کے غمزدگی الیغ آثار ہستے کہ
 ہر شخص اپنے ال دیوال کو غمزدی کرتا ہے مگر افسوس کہ دین بکس کا کوئی غمخوار نہیں
 خون میں بنیم بطل چل کر سنگان کر بلا
 سنگان کر بلا کی طرح میں دین کا خون بہتا ہر گیتا میں مگر قلوب ہے کہ ان لوگوں کو اس عجب سے کچھ بھی محبت نہیں
 میرے قہر کی جو شہینہ نیشل بھکار نفس
 کایں ہمہ جو در سخاوت در رو دادار نیست
 نہیں تمنا کا سہل میں ان کا سخاوت کی کتابوں توجیر ان ہر جاتا ہوں کہ یہ عبادی اور سخاوت خدا کی طرف نہیں
 جو کج کاری تمہارے ہم غم خیز تائیدات نہیں
 لطف کن ملنا نظر بر اعدا کس بسیار نیست
 ہے وہ شخص جو تیری ہی کتاب ہے اور نہ تیری کلامہ ہی کتاب ہے جتنا برکے سے میں توڑے بہت کا خیال نہیں
 نہیں کہ چل کر خاک سے غلط سوچو کساں
 ایک کھنڈل او بیڑی گنبد دوار نیست
 دیکھ کہ کس طرح لایقوں کے قلم سے خاک میں رشتا ہے وہ دین میں کا آسمان کے نیچے کوئی تانی نہیں
 انہیں وقت مصیبت چارہ ما بیکساں
 جو دغا کے باغداد و گریہ اسرار نیست
 ان مصیبت کے وقت ہم غمخواروں کا علاج سوائے صبح کی دعا اور سحر کے دوسرے کے اور کچھ نہیں
 اے خدا ہرگز کوشش داں دل تار یک را
 اچھ اور ا فکر دین احمد مختار نیست
 ہے خدا اس سیدہ دل کو کبھی خوش نہ کریو جس کو احمد مختار کے دین کا نکر نہیں ہے
 اے برادر پرنچ و نایم شرت با بود
 ادا کا پیش بہار گلشن و گلزار نیست
 ہے جہاں بس چند دن پیش و شرت کے می گلشن اور گلزار کی بار اور روتی ہمیشہ نہیں رہا کرتی
 درکات الہام صفحہ ۲۲ مطبوعہ ۱۳۹۳ھ

رہبر مایند مصلحتی است
 مصلحت ہمارا پیشوا اور سوار ہے جس کا نانی وشتوں نے بھی نہیں دیکھا
 ایک خدا مثل رخش تافرید
 ایک منہش خرمین ہر عقل و ہوش
 وہ رہا ہے کہ نہ لے جس کے چہرہ جیسا کہ کوئی کھڑا پیدا نہیں کیا اور ہیں کا طریقہ ہر قسم کی عمل اسدائش کا ہونا
 دشمن دین حلقہ بردے کند
 حیف بود گر بنشینم خموش
 دشمن دین اس پر حد کرتا ہے شرم کی بات ہوگی اگر میں خاموش بیٹھا رہوں
 چوں سخن سفلہ گوئم رسید
 درد دل من خاست چو مختصر خروش
 جب کہینہ دشمن کی بات میرے کان میں پہنچی تو میرے دل میں قیامت کا ہوش پیدا ہوا
 چند تو اغم کہ شکیبے کتم
 چند کند صبر دل ز ہر نوش
 کب تک میں صبر کرتا رہوں زہر پینے والا دل کب تک صبر کر سکتا ہے
 اس نہ مسلمان تیرا ز کافر ست
 کش نمود از پئے آل پاکہ ہوش
 وہ شخص مسلمان نہیں بلکہ کافروں سے بھی بڑے ہے جسے اس پاک نبی کے لیے غیرت نہ ہو
 جان شود اندرو پاکش خدا
 خردہ ہمیں است گر آید گوش
 اس کے پاک نہ صبر پر ہماری جان تڑاں ہو مہارک بات یہی ہے اگر سننے میں آئے
 مسکو نہ در پائے عزیزش رود
 بار گران است کشیدن بدوش
 وہ سربو اس کے مہارک قدموں میں نہ پائے سخت کا روج ہے جسے کہ صول پر اٹھاتا پڑتا ہے
 رجموہ شہادتان حمد ششم صفحہ ۵۹۳

مخبر ۱۶ مارچ ۱۹۸۲ء

لے یہ ساری کا شعر قدسے تیز کے ساتھ ہے۔

محمد و شکر آں خنائے کردگار
 اس خنائے کردگار کی حمد اور شکر واجب ہے جس کے وجود سے ہر چیز کا وجود ظاہر ہوا
 ایں جہاں آئینہ دار روئے اُد
 یہ جہاں اس کے چہرے کے لیے آئینہ کی طرح ہے ذرہ ذرہ اسی کی طرف راستہ دکھاتا ہے
 کرد در آئینہ ارض و سما
 اس نے زمین و آسمان کے آئینہ میں اپنا بے مثل چہرہ دکھلا دیا
 ہر گیا ہے عارف بنگا و اُد
 دوست ہر شاخے تماید براہ اُد
 گھاس کا ہر تہاں کے کلن بھان کی معرفت رکھتا ہے اور درختوں کی ہر شاخ اسی کا راستہ دکھاتی ہے
 اُد ہر و مژدہ فیضی نور اوست
 ہر طور سے تالیح مشورہ اوست
 چاند اور سورج کی روشنی اسی کے نور کا فیضان ہے ہر چیز کا طور اسی کے شاہی فرمان کے تحت ہوتا ہے
 ہر ہر سے ہر سے از غلوت گاہ اُد
 ہر قدم جوید ویر یا جاہ اُد
 ہر شہر اس کے اسرار غماز کا ایک بھید ہے اور ہر قدم اسی کا با عظمت دروازہ تلاش کرتا ہے
 مطلب ہر دل چاہل روئے اوست
 اگر ہے گرسنت ہر کوئے اوست
 اسی کے منہ کا چاہل ہر ایک دل کا مقصود ہے جس کی گراہی ہے زندہ ہی اسی کے کوچہ کی تلاش میں ہے
 ہر و ماہ و انجم و خاک آفرید
 صد ہزار سال کر د صنعتنا پدید
 اس نے چاند سورج ستارے اور زمین کو پیدا کیا اور لاکھوں صنعتیں ظاہر کر دیں
 ایں بھر معنیش کتاب کار اوست
 بے نصیحت اندیوں اسرار اوست
 اس کی یہ تمام مناسبات اس کی کارگیری کا دفتر ہیں اور ان میں اس کے بے انتہا اسرار ہیں

ایں کتابے پیش چشم ما نہاد
 تا از و را و بدی دایم یاد
 یہ شعر کی کتاب اُس نے ہمیں انگھول کے سامنے رکھی تاکہ اس کی وہ سے ہم بہت کاما ستر یاد رکھیں
 آتشاسی آل تھا سے پاک را
 کو نماند خاکیان و خاک را
 تاکہ تو اس خدانے پاک کر چلنے جو دنیا داروں اور دنیا سے کئی مشابہت نہیں رکھتا
 تا شود میبار بہر وحی دوست
 آتشاسی از ہزاراں آنچه ز دوست
 تاکہ خدا کی وحی کے لیے بلور میبار کے ہوتا کہ تو ہزاروں کلاموں میں سے پہچان لے کہ کونساں کی طرف ہے
 آخیا نساں را نماند بیچ راہ
 تا بعدا گردو سیفندی از سیاہ
 تاکہ خیانت کا کوئی راستہ کھلا نہ رہے اور نہ تباہی سے الگ ہو جائے
 پس ہماں شد آنچه مال طاہر است
 کار و سنتش شاہد گفتار خامت
 پس وہی ہوا جو اُس خدا کا نشا تھا اور اُس کا کام اُس کے کلام کا گواہ قرار پایا
 مشرکان و آنچه پرورش سے کند
 ایں گواہاں تیر و پرورش سے کند
 مشرک بلکہ جو بدلے کرتے ہیں یہ گواہ (قلی خدا اور فعل خدا اُنہی عزرات کو تیروں سے چھپتی کرتے ہیں
 مگر گوئی غیرہاں رحمان خدا
 لطف ز ندم رہے تو ارض و سما
 اگر تو کسی اور کو خدانے رحمان کہوے تو تیرے منہ پر زمین و آسمان نہویں
 اور تماشای بہر اہل بکتا پسر
 پر تو بار و لعنت تیر و نیر
 اور اگر اہل بکتا کے لیے تو کوئی میا تو جو کرے تو نیچے اور اوپر سے تم پر لعنتیں برسے لگیں
 یا زبان حال گوید ایں جہاں
 کمال خدا فر دست و قیوم دیگاں
 یہ جہاں زبان حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ وہ خدا کی قیوم اور ناصر ہے

نہ پورہ خار و نہ فرزندِ خندان

نے مبدل شد ز ایام کس

یہ اس کا کوئی باپ ہے دنیا اور نہ بیوی اور نہ ازل سے اس میں کوئی تغیر آیا

یکسے گریخِ فیش کم شود

ایں ہمہ خلق و جہاں بر ہم شود

اگر ایک لحظہ کے لیے بھی اس کے میں کی اٹل کم ہو جائے تو یہ سب مخلوقات اور جہاں ہم پر ہم ہو جائیں

یک نظر قانونِ قدرت را ہیں

آشنا سی نشانِ ربِّ العالمین

قانونِ قدرت پر ایک نظر ڈال تاکہ تو ربِّ العالمین کی نشان کو پہچانے

کلخ و تیار اچہ وید استی بنا

کھو پئے آل سے گزاری صدق را

کلخ دنیا کی پانداری ہی کیا ہے؟ جو اس کی خاطر تو سبانی کو چھوڑتا ہے

عابدانک باشند کشیشِ عالی است

عادتانک کو گریشِ لائانی است

عابد وہ ہے جو خدا کے سامنے فانی ہے عفت وہ ہے جو کتا ہے کہ وہ لائانی ہے

ازک کن تار استی ہم غدرِ خام

میل شوئے راستی چوں شد حرام

جھوٹا اور بھانہ بازی چھوڑ دے۔ سچ کی طرف رجعت کرنا تجھے۔ کبوں حرام ہو گیا

راو بد را نیک اندر شیدم

اے ہاک اقد چہ بد فہمیدم

غلط راستے کو نونے صحیح سمجھ لیا ہے تجھے خدا ہدایت دے کیسا غلط سمجھا ہے

رونے خود خودے نماید آں میخان

تو کشتی تصویر او چوں کو دکاں

وہ خدا نے واحد بنیا پھر خود دکھا تا ہے تو بھول کی طرح اس کی تصویر اپنے دل سے کھینچتا ہے

آں نکل فعل حق نمودہ است

وہ حقیقت ہے حق آں بودہ است

وہ چہرہ جسے خدا کے فعل نے ظاہر کیا ہے۔ اصل میں وہی خدا کا چہرہ ہے

وال چھوڑ کر دی بُتے داری براہ
 لیکن جو کئے خود ترا شاہ ہے دتیرے راستہ میں ایک بت ہے اور توجیح و شام بت پرستی کرتا ہے
 اسے دو چٹھے بستہ از انوار او
 سچوں نہ بینی روئے او در کار او
 اسے وہاں نے اس کو دلائی اس کے کلام ہے اپنی دونوں کہیں بندگی تو اس کے صل میں کاجر کو کہیں کہیں
 ایں نہیں در افزا اپول پری
 یا مگر از ذات بے چوں منگری
 اس قدر بڑھ کر کہوں افزا باہر صتا ہے تنایہ تو اس بے مثل ذات سے مگر ہے
 دل چہ ایندی دیں دُنیا سے دُول
 اس ذریل دینا سے کیوں دل لگاتا ہے ہماں سے تو یک دم باہر چلا جائے گا
 از پٹے دُنیا بریدن از خُدا
 اس میں ہاں باشد نشان اشتیقا
 دُنیا کی خاطر خدا سے تعلق توڑنا
 یہی بد جنموں کی علامت ہے
 یوں شود بخشایش حق برکے
 دل نے ماتہ بد تیا پیش بسے
 جسے کسی پر خدا کی مراد ہوتی ہے تو اس کا دل دنیا میں کچھ زیادہ نہیں لگتا
 ایک ترک نفس کے آساں بود
 مرون دان خود شدن کیساں بود
 لیکن ترک نفس ہی آسان نہیں - مرنا اور خودی کا چھوڑنا برابر ہے
 اکل خدا خود را نمود از کار خویش
 اکر دو قائم نشا بد گفتار خویش
 اس خدا نے اپنے میں اپنے افعال سے ظاہر کیا اور انہیں اپنے کلام کا گواہ قرار دیا
 ہرچہ اور ابود از حسن مزید
 حلینہ آل پیش چشم ما کشید
 ان کے علاوہ اور حسن اس کی ذات میں تھا اس کا عیب بھی اس نے مزید کلام کہا ہے سامنے کھینچ دیا

خانی اُدھے تھی اسے تیرہ غور	تو کئی از پیش خود تصویر او
آں خدا نے اکھنڈ از دست است	اکھنڈ از کار خود جلوه نما است
اکھنڈ قرآن ماجد اور جا بجا است	اے سگڑاں جہاں مولائے ماست
چشم بکشتا تا بہ بینی این قیما	سہرچہ قرآن گفت سے گوید سما
کو نماید آں خدا سے نام را	بس میں فخر سے بود اسلام را
خود تراشد از خودش بول دیگراں	گویش ترا سال کر از منخش عیال
خود تراشد قامت و پا و سرش	مغیر مسلم خود تراشد پیکر شس
بچھو طفال بازی است و خترا	خود تراشیدہ نے گردد خدا
کم کے ٹوٹے خدا بُرد مست راہ	زین تراشیدن جہا نے شد بناہ
اس خدا تراشا کی وجہ سے ایک جہاں بر باد ہو گیا اور کسی کو سچے خدا کا ولایت نہیں	وہ اس طرح کہتا ہے جو اس کی منت سے نام ہے۔ وہ رسول کی طرح اپنے پاس سے کوئی خدا نہیں تراشتا

<p>بہاں تو کورے نستی پختے گشتا</p> <p>جب تو اندھا نہیں ہے تو آنکھیں کھول اور دیکھ کہ آسمان و زمین کیا ظاہر کرتے ہیں</p> <p>سہر ہوت بشتو صدائے القدر</p> <p>ہر طرف یہی آواز آتی ہے کہ ایک تلوار ہے ایک کتب جلال صاحب موت اور روشنی بخش نور موجود ہے</p> <p>یہی مخلوق خدا سے خود گیر</p> <p>تو کسی مخلوق کو اپنا خدا بنا۔ ایک کیڑا کیونکر اس قدر کی طرح ہو سکتا ہے</p> <p>پیش اولرز زمین و آسمان</p> <p>اس کے آگے زمین و آسمان لڑتے ہیں تو ایک مشب خاک کو ان کی طرح دیکھ</p> <p>اگر خدا کوئی صیغے را بندور</p> <p>اگر کسی کو خود مخلوق کو نہ ہوتی خدا کہہ بھی دے تو خود تیرا دل بول اٹھے گا کہ تو جھوٹا اور اندھا ہے</p> <p>دل نے خدا خدا مجھو آل خدا</p> <p>دل سوائے اس راہی خدا کے کسی اور کو خدا تسلیم نہیں کرتا شروع سے انسانی فطرت ہی طرح واقع ہوئی ہے</p> <p>از رہ کین و تعصب دور شو</p> <p>کین اور تعصب کی راہ کو چھوڑ دے صدق سے خود کو اور روشن دل ہو جا</p> <p>کس ریاض عقل بنا ویراں کد</p> <p>کین اور تعصب عقل کے باغ کو اجاڑ دیتے ہیں اور عقلمندوں کو گمراہ اور بھڑکت بنا دیتے ہیں</p> <p>کے بشر گرد خدا سے لایزال</p> <p>داوری ہاکم کن اسے صید ضلال</p> <p>ایک انسان کس طرح غیر نافی خدا ہی سکتا ہے اسے گمراہی کے شمار جھگڑا نہ کر</p>	<p>ہیں چہ ظاہر سے کفدار حق و سما</p> <p>ذوالجلال و ذوالعقل نور سے منیر</p> <p>کے شو دیک کر کے چل اس قدر</p> <p>پس تو مشب خاک را مثلش دران</p> <p>جان تو گوید کہ کذابی و کور</p> <p>ایں چنین اقتاد فطرت را ابتدا</p> <p>یک نظر از صدق کن پر نور شو</p> <p>عاقلاں را گمراہ و نادان کند</p> <p>داوری ہاکم کن اسے صید ضلال</p>
--	--

آپ شہداء کو کت بہت اسے عیوب	ناز ہاکم کن اگر داری تمیز
اسے عیوب تیرے ہاتھ میں محکامی پائی ہے۔	اگر تجھ میں تمیز ہے تو شیخیاں نہ مار
لا بلا کی گر مجھ توئی اس خدا	اسکے بنایا تیرا ارض و سما
تو پاک ہو جائے گا اگر اس خدا کو کلاش نہ کرے گا	جسے زمین و آسمان تجھے دکھا ہے میں
بہم بقراں میں مجال آں قدیر	قول و فعل حق ڈر لال بیک غدیر
تو قرآن سے میں اس تادہ خدا کا سخن دیکھ	خدا کا قول اور خدا کا فعل ایک ہی تاج ہے مسطی پائی دیکھ
مردم اندر حسرت ایں مُدعا	پھول نئے خواہند خلق ایں چشمہ را
میں تو اس بات کے غم سے مر گیا کہ خلعت اس چشمہ کی کیوں طلب نہیں کرتی	
بہت قرآن در رو دیں مہتا	در ہمہ حاجات دیں حاجت رعا
قرآن وہی کے مانند کا رہنا ہے اور نہ سب کی سب ضروریات کو پورا کرنے والا ہے	
کل گروہ حق کہ از خود قانی اند	اب نوش از چشمہ فرقانی اند
وہ اپنی حق جو قانی ہیں۔ وہ فرقانی چستے سے پانی پیئے والے ہیں	
طبع افتادہ تمام و عوز و پناہ	دل زلفت و از فرق افتادہ گلاہ
وہ ہم نمودار پناہ اور موت کی طرف سے بے پروا ہیں ان کے ہاتھ سے دل اور سر سے ٹوپی لگی ہے	
قدر تر از خود بہ یار آمیختہ	آبرو از بہر روٹے ریختہ
خود ہی سے ڈور اور یار سے دہل ہو گئے ہیں اور اس کی خاطر اپنی عزت و آبرو سے دستبردار ہیں	
از بول چہل اچلی دل پُر دیار	کس نداند از تنال چڑ کر دیار
انہوں نے کئی دیکھتے ہیں کہ دل یار کی محبت سے بھرا ہے خدا کے سوا ان کا بھید کوئی نہیں جانتا	

صدق و زناں در جناب کبریا	دیہ لی شمال سے وہ زیاد از خدا
انہوں نے صدق و وفا اختیار کیا ہے	ان کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے خدا کے لیے
ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے	اگل ہمد را بود فرقان رہبر سے
ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے	ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے
جہاں چہ باشد روئے جا مال یا فتنہ	اگل ہمد زناں دلبر سے جا مال یا فتنہ
ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے	ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے
شد دل شمال منزل رب العباد	پہنچتم شمال شد پاک از شرک و فساد
ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے	ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے
رہبر بر زمرہ صدق و معاف است	بیتہ شمال اکہ دانش مصطفیٰ است
تمام اہل صدق و معاف کا وہی رہنما ہے	ان لوگوں کا سردار وہ ہے جس کا نام مصطفیٰ ہے
یونے حق آید ز بام و کونے او	مے در خند روئے حق در روئے او
اس کے چہرے میں خدا کا چہرہ چھتا نظر آتا ہے	اس کے دیکھنے سے خدا کی خوشبو آتی ہے
پاک روئی دریاں ہوا نام	ہر کمال رہبری برو سے تمام
ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے	ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے
مکن شفاقت ہائے او در کار ما	اے خدا! اے چارہ آزار ما
ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے	ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے
تا گماں جانے در ایانش فتنہ	اہر کہ ہر ش در دل و جانش فتنہ
ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے	ہر کسے نفل در شدہ بچوں خود سے
ایک ماں پڑھاتی ہے	جس کے جان و دل میں اس کی محبت داخل ہوتی ہے تو کہیں اس کے ایمان میں ایک ماں پڑھاتی ہے

کے ذہن کی برآمدگی غراب
 اور مدین مشرق صدق و صواب
 وہ کتا اندھیرے سے کب نکل سکتا ہے جو اس صدق و صواب کے طوع کے مقام سے بھاگتا ہے
 اسکے اورا ظلمتے گہر و براہ
 یہ شخص جسے تاریکی گہر لے اس کے لیے احمد کے چہرہ کی طرح اور کوئی چاند سورج نہیں ہے
 تا پیش بحر معانی سے شود
 از زمینی آسمانی سے شود
 اس کا چہرہ معرفت کا ایک سمندر بن جانا ہے اور زمینی سے آسمانی ہو جانا ہے
 ہر کہ در ماہ محمد زد قدم
 انبیا را شد قیل آل محترم
 جس نے محمد کے طریقہ پر قدم مارا وہ قابل ہوت شخص نیوں کا میل بن جاتا ہے
 تو عجب داری ز فو ز ایں مقام
 پائے بند نفس گشتہ صبح و شام
 تو اس درجہ کی کامیابی پر تعجب کرتا ہے کیونکہ تو ہر وقت اپنے نفس کا غلام ہے
 ایک فخر و ناز بر عیسیٰ تراست
 بندہ عاجز و بچشم تو خداست
 اس شخص کو تجھے عیسیٰ پر فخر اور ناز ہے اور خدا کا ایک عاجز بندہ تیری نظر میں خدا ہے
 شد فراموشت خداوند سے و دود
 پیش عیسیٰ او قادی در سجود
 تجھے خدا نے شیفق بھول گیا اور عیسیٰ کے آگے سجدہ میں گر گیا
 من تدافرم اب چی عقل راست و دکا
 بندہ را سا خلق رب السما
 میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی عقل اور ذہانت ہے کہ ایک بندہ کو خدا بنایا جائے
 انبیاں را نسبت با او کجا
 از صفات او کمال است و بقا
 عاقبت اسلوں کو خدا سے کیا نسبت اس کی صفت تو کالی ہونا اور ہمیشہ رہنا ہے

چارہ ساز بندگاں قادر خدا	اسکے تابد تا ابد بروے قتا
وہ بندوں کا چارہ گردِ خدائے قادر ہے جس پر کبھی بھی خا نہیں آسکتے	
حافظ و نثار دیواد و کریم	بیکسیاں رایار و رحمن و رحیم
مخالفت کرنے والا پادہ پوش سخی اور کریم ہے جس کیوں کا دوست ہے صدرِ مہم کرنے والا اور مہربان	
توچہ دانی اس خدائے پاک را	اک جلالِ باو تو دادی خاک را
تو اس خدائے پاک کا جلال کیا جان سکتا ہے وہ عورت کا مقام تو تو تے ایک خاکی انسان کو دے رکھا ہے	
ہاں دے ہر دم ز کفارہ زنی	پس نہ مردِ استی کہ کمتر از زنی
تو ہر دم کفارہ کی شیخیاں ہی بگھارتا رہتا ہے پس تو مرد نہیں بلکہ عورت سے بھی گیا گذرا ہے	
نسخہ سہل راست گریا بد سزا	زیدہ و گردِ بکر زلِ قعلش را
یہ تو بڑا آسان نسخہ ہے کہ سزا لے زید کو اور بکر اپنے گناہ سے پاک ہو جائے	
ایک زینِ نسخہ نے یا بی نشاں	در ورقِ ہائے زمین و آسماں
لیکن اس نسخہ کا تجھے نام و نشان بھی نہیں ملے گا زمین و آسماں (کی کتاب) کے در و قلوب میں	
تا خدا بنیادِ این عالم نہاد	ظالمے ہم ننگِ دار و زینِ فساد
جب سے خدائے ہن دنیا کی بنیاد رکھی ہے اس وقت سے ظالموں کو کبھی ایسی شرارت سے مارا آتی ہے	
چوں نثارِ دفاستے آلِ رایسند	چوں پسندِ حضرتِ پاک و بلند
جب کہ کیا فاقہ بھی اس بات کو پائند کرنا ہے تو خدا تعالیٰ جو پاک ہے وہ اسے کس طرح پسند کر سکتا ہے	
ماگندگارِ یم نالان نیز ہم	او غیور سے مستِ رحماں نیز ہم
ہم گندگار بھی ہیں اور مصافی کیلئے، نہ تم ہی ہیں (اسی طرح) وہ غیرت مند بھی ہے اور ہم کرنے والا بھی	

زہر و تریاق است در مستتر	اکی کشدایں سے وہ در جان دگر
ہم میں زہر اور تریاق دونوں نفعی ہیں سوہ قتل کرتا ہے اور یہ دوسری زندگی بخشا ہے	
ادھر راہیدی نہ دیدی چارہ اش	اگر بودہ ان اذل کفارہ اش
تو نے زہر کو تو دیکھ لیا مگر اس کا علاج نہ دیکھا جو ہمیشہ سے اس کا کفارہ ہے	
چہل دو چشمیت دادہ اندا سے بے خبر	پس چہرا پوشی یکے وقت نظر
اسے بے خبر جب تجھے در آنکھیں دی گئی میں تو دیکھتے وقت تو ایک کو کہوں ڈھانک جتا ہے	
یک نظر میں مونیائیں دنیائے دول	چہل گردی از پئے آل سرگول
ذرا اس ذیل دینا پر نظر ڈال کہ کس طرح تو اس کے پیچھے سرگرداں پھر رہا ہے	
اچھرداری از متاع و منزلت	بے مشقت با نگشتہ حاصلت
جو کچھ بھی سامان اور سوت تیرے پاس ہے وہ تجھے بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوتا	
بایدت تا مدتے جہد دراز	تا خوری از کشت خود نامے فراز
ایک لمحے عرصہ کی کوشش درکار ہے تاکہ تو اپنی کمیتی سے روٹی کھائے	
چہل ہیں قانون قدرت او قناد	پس ہمیں یاد آرد کشت معاد
جب قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے پس آخرت کی کمیتی کے لیے بھی یہی بات یاد رکھ	
غوب گفت ایل قادر رب الوری	ایشن لایفسان الا ماسعی
دب العالمین قادر غلام نے کہا غوب فرمایا ہے کہ انسان کو اپنی کوشش کا بدلہ ضرور ملتا ہے	
ہم دیل محبتت گر تو بشنوی	یادگار مولوی در ثنوی
اگر تو سنے تو اسی مطلب کا مضمون وہ بھی ہے۔ جو ثنوی میں مولوی مسزوی کی یادگار ہے	

گندم از گندم برودید جو جو
از مکانات عمل خاقل مشو
کرگیں سے گیوں پیدا ہوتا ہے اور جو سے جو پس تو عمل کے بدلے سے خاقل نہ ہو
آٹھ پر کفارہ کا خاطر نناد
عقل و دین از دست خود کیسے چلا
جس نے کفارہ پر دل جمایا اس نے غلط اور دین دونوں کو برباد کر دیا
دین و دنیا جہد خواہد ہم تلاش
دو برائش جہد کن ناداں مباش
دین اور دنیا محنت اور تلاش کچھ ہے جس کا۔ لڑی اس کی ماہ میں کوشش کر اور نادان نہ بن
رضیاء الحق صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۳۸۹ھ

حقیقی پرانا شامات خداست
گر نہ فہم جہلے کج دل رواست
خدا کی وحی شامات سے بھری ہوتی ہے اگر کوئی جاہل اور کم فہم نہ سمجھے تو یہ مین ممکن ہے
پشیمہ ریض است وحی انبوی
لیکن آں فہم کہ باشد متندی
خدا کی وحی فیضان کا ایک چشمہ ہے لیکن اسے وہی سمجھ سکتا ہے جو خود ہدایت یافتہ ہو
وحی قرآن رازہ داد و بے
نسبتے باید کہ تا فہم کے
قرآنی وحی میں کجرت اسرار میں مناسبت ہونی چاہیے تاکہ کوئی اسے سمجھ سکے
اوجہ نسبت اند دین نخست
کار بے نسبت حقے ایک درست
دین کے لیے پہلے مناسبت ہونی ضروری ہے۔ بے مناسبت کے کام ٹیک نہیں بیٹھتا
اگر سید کے کش اور بکر است تام
نسبتے سے داشت باخیر الام
بہر حال انسان جس کا نام بکر ہے وہ آنحضرت کے ساتھ ایک نسبت (یعنی باطنی تعلق) رکھتا تھا

زین ز شد محتاج تقیث و راز
 جان او بتماخت روئے پاکباز
 اس وجہ سے کہ کسی طبی تحقیقات کا محتاج نہ تھا۔ اس کی جان نے ایک پاکباز کے چہرہ کو چھپایا
 بہت فرقی در نظر لانے سعید
 اے سعید انسان! نظر نظر میں فرق ہوتا ہے جو آروں نے دیکھے یا وہ آروں نے دیکھے سکا
 بود آروں پاک و ایں کرے پلید
 کے بماند با یزیدے با یزید
 آریں ایک پاک انسان تھا اور آروں نے ایک گندہ کثیرا۔ با یزید سے کس طرح برابر ہو سکتا ہے
 اگر بنا شد نسبتے در جلئے گاہ
 اگلے کسی کو مقام مقصود پتہ نہ ہو تو وہ ہر قدم پر ٹھوکر پی کھاتا ہے
 ایں یکے را مر جیاں پیش نظر
 دیگرے را ایر کردہ کور و کر
 ایک کو چاند صاف نظر آتا ہے۔ دوسرے کو اہل نے اندھا اور بہرا کر دکھایا ہے
 ایں نشستہ با نگار دل ربا
 ایں ز کوری با در انکار و ابا
 ایک تو دل ربا محبوب کے ساتھ بیٹھا ہے اور دوسرا تانیالی کی وجہ سے خلعت اور لٹکا میں مبتلا ہے
 مرنے آید نظر در وقت ابر
 پختیں صدیق در چشمان گبر
 چاند ابر کے وقت نظر نہیں آتا کرتا اسی طرح صدیق بھی کانٹری اکٹھ کو دکھائی نہیں دیتا
 اے پر ادرا دتا تل کن تلاش
 ہاں مویوں تو سے آہستہ باش
 اے بھائی میری سولت سے تلاش میں گا رہ گھوڑے کی طرح نہ دھڑ۔ آہستہ چل
 اے پٹے تکفیر ما بست کمر
 خانہ ات دیہاں تو در فکر و گر
 اے دہ کس نے پہلی تکفیر پر کمانہ دیکھی ہے تیرا اپنا گھر تو دیلان ہے گرتا اور دل کی ککریں پٹا ہے

مدد ہر اسال کفر در جانت نہال

زود چہ تالی ہر کفر دیگراں

لاکھوں کفر قہری اپنی جان کے اندر چھپے ہوئے ہیں بھلا تو اوروں کے کفر پر کیوں روتا ہے
خیز و اقل توشیق سارکن درست

اٹھ ہر پہلے اپنے تئیں ٹھیک کر۔ مستتر حق کے لیے پہلے چشم بعیرت ہونی چاہیے
لعنتی گر لعنتیے بر ما کند!

اگر کوئی لعنتی ہم پر لعنت کرے تو وہ لعنت ہم پر نہیں پڑتی وہ تو خود اپنے تئیں ذلیل کرتا ہے
لعنت اہل جفا آساں بود

کھالوں کی لعنت کا یہ داشت کرنا آساں ہے اہلی لعنت تو وہ ہے جو رحمان کی طرف سے آئے

رضیاء الحق ص ۱۸۹۵

جہاں قدائے اکبر او جاں آفرید

دل تشار آکھ زوشد دل پدید

جان اس پر قربان ہے جس نے اس جان کو پیدا کیا دل اس پر تیار ہے جس نے دل کو بنایا
جاں از پیداست تیز سے جویدش

جہاں ہر کس اس کی مخلوق ہے اس لیے اسے ڈھونڈتی ہے اور کچھ ہے کہ تو ہی میرا رب ہے تو ہی میرا رب ہے
اگر وجود جاں نمود سے نہو جیاں

اگر جان کا وجود اس کی طرف سے ظاہر نہ ہوتا تو اس کے حسن کی محبت جان کس طرح نقش مہلی
بسم جہاں بنا کر پیدائیں یگان

بسم و جان کو ہی کتنے پیدا کیا ہے اسی لیے عاشقوں کی طرح دل اس کی طرف دھرتا ہے

میں خود دل سے لہو جہاں عاشقاں

اودنمک بارخیت اندر جان ما جان جان ماست آں جانان ما

اس نے ہماری وہ علم پر عرش کا نمک چھڑکا ہے۔ وہ ہمارا محبوب ہماری جانوں کی جان ہے

ہر وجودے نقش ہستی نہ گرفت جان عاشق رنگ مستی نہ گرفت

ہر وجود نے اسی سے ہی ہستی نقش حاصل کیا ہے۔ عاشق کی جان نے بھی مستی کا رنگ اسی سے لیا

ہرگز زوش خود بخود جانے بود او نہ دانا سمعت نادانے بودا

جس شخص کے نزدیک روح خود بخود پیدا ہوگی ہے وہ شخص دانا نہیں بلکہ سمعت بیوقوف ہے

اگر وجود مانہ ذال رحال مبر سے جان ما یا جان او کس سال بُد سے

اگر ہمارا وجود اس رحال کی مخلوق نہ ہوتا تو ہماری جان اور اس کی جان ایک سیسے ہوتی

آنکہ جان ما بجانش ہمسراست جائے رنگ و عار نے پر ملشیر است

وہ جن کی جان سے ہماری جان برابر ہو وہ پریشیر نہیں ہے بلکہ قابل شرم وجود ہے

سر معلوم خدائی قدرت است! مکر آں ایاتی صد لعنت است

خدا شہسی کا بید اس کی قدرت میں ہے قدرت کا منکر سیکڑوں لعنتوں کا مستحق ہے

گو خدائی صدق این گفتار را بسم نہ تا تک بشنو این اسرار را

اگر تو اس بات کی سمجھائی کہ نہیں جانتا تو تا تک سے ہی یہ راز کی باتیں سن لے

گفت ہر فرد سے نہ تو ریش بتافت ہر وجودے نقش خود ذال دست یافت

اس نے کہا کہ ہر فرد خدا کے ذرے سے چمکا ہے اور ہر وجود نے اسی کے ذوق سے ہی نقش حاصل کیا ہے

ویر سے گو یکہ ہر چل چل خداست خود خود نے کردہ ریش الوری است

ویر کے گویے کہ ہر روح خدا کا طرح ہے۔ وہی ہی آپ سے نہ کہہ سکتا ہے۔ الوری کی پیدا کی ہوئی

لیکن میں مرد خدا اہل صفا	انکو کرو از کذب تو سے سارا
گفت مہر جاتے زینت شند پدید	قادر ست او جسم و جان را آفرید
فرمان ہے کہ ہر روح خدا کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی ہے	وہ قادر ہے اسی نے جسم ہر روح کو پیدا کیا
مگر کون وہ گفتہ۔ ایں عارفان	رو چو تالی ہر دیدہ آریاں
تو بھی ان عارفوں کی باتوں پر زور کر آریوں کے	وید کے لیے کیوں روتا پھرتا ہے
لود ناکگ عارف و مرد خدا	راز ہائے معرفت را رہ گشتہ
ناکگ ایک عارف اور با خدا مرد تھا۔	اور معرفت کے بھیدوں کو کھولنے والا
وید زماں را و معارف دُور تر	نسلوہ کی ممانجائے نے بے مہر
وید اس حقیقت و معارف سے بہت دور ہے وہ	بے ہنر تو عارف کی تالیف بھی نہیں جانتا
ایں نصیحت گرز بہک بشنوی	در د عالم از شقاوت ہا رہی
اگر تو ناکگ کی اس نصیحت کو سن لے	تو دونوں جہان میں بڑھتی سے نجات پائے
اونہ از خود گفتہ ایں گفتار را	گوش او بشنید ایں اسرار را
اس نے اپنے پاس سے یہ بات نہیں کہی بلکہ اس کے	کانوں نے خدا کی طرف سے اس کو سنا ہے
وید را از توحی مجبور یافت	از خدا ترسید و را و نور یافت
اس نے وید کو خدا کے نور سے خالی پایا۔	وہ خدا سے نور اللہاں نے نور کا امتداد پایا
اے برادر ہم تو سوئے اویا	دل چہ بندی در جہان بے وفا
اے بھائی تو بھی اس کی طرف آ۔	اس بے دانا دنیا سے کیا دل لگاتا ہے

رست بھی طبع سلوہ ۱۶۹۵

اہل گشت کو چہ بجاں مقام نشاں
 بہت سلامت بر جریہ عالم ہوا ہم نشاں
 وہ لوگ ہی کہ ہائے ریش کو چہ ہاں
 وہ دفتر میں اُن کا نام ہمیشہ ثبت رہتا ہے
 سرگرمیروں کو دلش زندہ شدہ عشق
 میرد کے کہ نسبت مراش ہوا ہم نشاں
 وہ شخص نہیں مگر جس کو دل عشق سے زندہ ہو گیا مگر وہ ہے جس کا مقصد ان عاشقوں جیسا نہیں ہوتا
 اے سوہ دل کوش پئے ہو اہل دل
 جہل مقصودت نغمی کلام نشاں
 اے سوہ دل صاحب لوں کی نسبت کی کوش نہ کر تا اپنی نادانی کی وجہ سے ان کا کلام نہیں سمجھ سکتا
 (سنت چہ معنی ۱۱۶)

تو یک قطرہ داری عقل و خرد
 مگر قدتش بحر ہے حد و عد
 تیرے پاس تو عقل اور دانائی کا موت ایک قطرہ ہے لیکن خدا کی قدرت ہے پیاہل سمند ہے
 اگر بشنوی قصہ صادقان
 مجنابان سرخورد چو مستزبان
 جب تو امتیاز دل کے حالات سنے تو چاہیے کہ اپنا سر ٹھٹھا کرنے والوں کی طرح طلبائے
 تو خود را خرد مند قہمدہ
 مقامات مردان کجا دیدہ
 تو خود کو عقلمند سمجھتا ہے۔ مگر تو نے مردانِ خدا کے مقامات دیکھے ہی نہیں
 (سنت چہ معنی ۱۳۳)

اتر نام کہ ایں عمد و پیاں کنم
 کہ جاں در وہ خلق قرباں کنم
 مجھ میں یہ طاقت ہے کہ یہ عمدہ پیاں کروں۔ کہ مخلوق کے لیے اپنی جان قربان کر دوں

آوازم کہ سرجم دریں رہ وجم
 اولے بدگماں سا چہ درماں گنم
 میں یہ بھی کر سکتا ہوں کہ اس رشت میں سرجمی دے ہوں مگر بدگماں کا کیا علاج کروں
 راست چن صد ۳ مطبوعہ ۱۶۸۹۵

عورتاں سے وجم صد بار سو گند
 ہر نئے حضرت دادار سو گند
 سے دو سترہیں تمہیں سیکر لیں قسین دیتا ہوں اور جناب الہی کی ذات کی قسین دیتا ہوں
 کہ درکارم جناب از غنی بخوئید
 بہ محبوب دلی امدار سو گند
 کہ میرے صاحب میں خدا سے ہی جناب مانگو میں تمہیں بنکوں کے دلوں کے محبوب کی قسم دیتا ہوں
 (مجموعہ اشتہارات حصہ سوم ص ۲۲)

بلکہ کہ اک ہر بیسی شیخ نجف را
 چندان اماں تدا د کہ تکمیل چل کند
 دیکھ لے کہ اس میرے مدگانے شیخ نجفی کو اتنی ملت زدہی کہ چالیس دن پور سے کریتا
 (مجموعہ اشتہارات حصہ سوم ص ۲۹)

اگر کسی لٹ و گرافٹ و شیخی است
 شیخ نجدی بہتر از صد نجفی است
 اگر کسی لٹ و گرافٹ اور یہی شیخی ہے تو ایسے نجفی شیخوں سے شیخ نجدی (شیطان) بہتر ہے
 (اشتہار لیکچر نام کی مورت)
 ۱۸۹۶ء

صادق آل باشد کہ زایم بلا لہ سے گزارد با محبت با وفا
 صادق وہ ہوتا ہے کہ اتھوں کے دن محبت اور نفاذاری سے گزارتا ہے
 گو قضا راعا شقیے گردد ایسا لہ بوسد آل زنجیر را کو آشنا
 اگر فضلے الہی سے عاشق قید ہوجاتا ہے تو وہ اس زنجیر کو پونتا ہے جس کا سبب آشنا ہو
 (کتاب الہدیہ مسروق مطبوعہ ۱۸۹۶ء)

کے پرستار بندہ را جز اسکے تادانے بود
 کسی بندہ کی پریش کوئی کر سکتے ہے برائے اس کو تادانے ہو پس جو بندے والا ہوا ان لوگوں کی حالت پر مدد
 آل خداوندیکہ ہمیش بہتر برگ ثابت
 ہر کر جو دیکھ خدا را او سلیمانے بود
 وہ خدا جس کا نام بہتر پڑتے پر نش ہے جو اس خدا کو ڈھونڈتا ہے وہی سچا مسلمان ہوتا ہے
 (کتاب الہدیہ ص ۶۷)

محمد است امام و چراغ ہر دو جہاں
 محمد ہی مددگار جہانوں کا امام اور چراغ ہے
 محمد است فرودندہ زمین و زماں
 محمد کا کارکن کرنے والا ہے
 خدا کو پیش از ترس حق گر بخدا
 خدا کا است موعظ برائے عالمیاں
 میں خوف خدا کی وجہ سے سے خدا تو نہیں کتا گر خدا کی قسم اس کا جو دہاں جہاں کے لیے خدا کا ہے
 (کتاب الہدیہ صفحہ ۱۱۲ء ۱۸۹۸ء)

اسے بلورِ وحیٰ است ہے پس دستار

خاک شوخاک مگر باز کنندش اکسیر

اسے بھائی دین کلمہ است بہت شکل راست ہے خاک ہو جا خاک۔ تاکہ پھر تجھے اکسیر بناویں

تو ہلاکی اگر اند کیرتیا بی سر خوش

من از و آدم و با تو بگویم جو نذیر

اگر کبر سے مد گردانی کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا میں اس کے پاس آیا ہوں اور بلورِ نذر تجھے سمجھانا ہوں

اکل خلائیکہ از خلق در جہاں بیخبر اند

بمکن او جلوه خود است اگر اپنی پذیر

وہ خدا میں سے مخلوق اور لوگ بے خبر ہیں اس نے مجھ پر تجلی کی ہے۔ اگر تو عقلمند ہے تو مجھے قبل کہ

دہ خدایں سے مخلوق اور لوگ بے خبر ہیں اس نے مجھ پر تجلی کی ہے۔ اگر تو عقلمند ہے تو مجھے قبل کہ

در سرچا منیر منور مطبوعہ ۱۸۹۰ء

اسے فرید وقت در صدق و صفا

با تو یاد آں رو کہ نام او خدا

اسے صدق و صفا میں اس زمانہ کے یگانہ انسان تیرے ساتھ وہ ذات ہو جس کا نام خدا ہے

بہر تو بار و رحمت بار ازل

در تو کا بد تویر دلدار ازل

تجھ پر اس بار قدیم کی رحمتوں کی بارش ہو اور تجھ میں اس محبوب ازل کا نور چمکتا رہے

از تو جہاں من تلاش ست اسے شخص

دیرت مٹے میں قسط الرجال

اسے نیک خلقت انسان تجھ سے میری ہیں لاشی ہے اس قسط الرجال میں میں نے تجھ کو ہی ایک مرد پایا ہے

در تحقیقت مردم معنی کم اند

گو ہمہ از روئے صورت مردم اند

وہ اہل حقیقی انسان کم ہوتے ہیں اگرچہ دیکھنے میں سب آدمی ہی نظر آتے ہیں

اسے مردوں نے محبت سوائے تو

پوتے انس آدم را از کوئے تو

اسے وہ کہ میری محبت کا ذریعہ ہیں ہے مجھے تیرے کوہ سے انس کی خوشبو آتی ہے

اسے وہ کہ میری محبت کا ذریعہ ہیں ہے مجھے تیرے کوہ سے انس کی خوشبو آتی ہے

کس بلیوں موم ہمارے نگرہ
 اس نصیبت بوداے فرخندہ مرد
 ہر زماں با لہنتے یاد م کنند
 تختہ دل از جو رو پیدا م کنند
 کس بچشم یار صد بقیے نہ شد
 انا بچشم غیر زند بقیے نہ شد
 کافر م گفتند و دجال و لعین
 پانا جب تک سدہ فیروز کی نظر میں زندیق نہ ہو
 ہم نے مجھے کافر و جال اور لعنتی کہا اور ہر کینہ میرے قتل کے لیے گھات میں بیٹھ گیا
 بتگراں بازی کتال را چوں چہند
 از حسد بر جان خود بازی کنند
 ہر ما زیدوں کو دیکھ کہ کس طرح اچھپتے ہیں یہ حسد کے ارے اپنی جان سے ہی کہتے ہیں
 مومنے را کافر سے داخل قرار
 کار جال بازی ست نزد ہوتیار
 کسی مومن کو کافر ٹھیرانا سمجھ دار آدمی کے نزدیک بڑے خطرہ کی بات ہے
 از کفر تکفیر سے کہ از تاقی بود!
 واپس آئے ہر سر ایش قد
 کیونکہ جو تکفیر نافی کی جاتی ہے وہ تکفیر کرنے والے کے سر پر ہی واپس پڑتی ہے
 سفلہ کو غرق در کفر نہاں
 ہرزہ نالد ہر کفر دیگران!!
 ہر وقت جو کفر میں غرق ہے وہ اوروں کے کفر پر تاقی بیسودہ غل جاتا ہے
 اگر غیر زماں کفر باطن داشتے
 خوشبتن را بدتر سے انکاشتے
 اگر کفر اپنے باطن کفر کی خبر ہوتی تو اپنے آپ کو ہی بہت برا سمجھتا

تأمر از قوم خود بریده اند! بہر تکفیرم چہا کو شیدہ اند
جبکہ لوگوں نے مجھے اپنی قوم سے کاٹ دیا ہے جبکہ انہوں نے میرے انفرادی تہذیبی کنٹریکشن کی کسی

افترا با پیش ہر کس بردہ اند طرز خیانت با سخن پروردہ اند
ہر شخص کے رولڈ افترا پر طائزیاں کہیں اور خیانت کے ساتھ خوب اینیں بنائیں

تا مگر لغزوں کے زائل افترا سادہ لوحے کا فرانکار و مرا
تاکہ کوئی تو اس افترا کی وجہ سے پھسل جائے اور بھولا آدمی مجھے کافر سمجھنے لگے

اور وہ ماقتدہ با ایگتند با نصاریٰ رائے خود سے مستند
انہوں نے ہمارے راستے میں نقتے کھڑے کیے اور میسائیل کے ساتھ ساز باز کی

کا فرم خرا ندند از جل و عناد این چہیں کورے ہڈیا کس مباد
جمل و عدالت کی وجہ سے مجھے کافر کہا۔ کاش دنیا میں اتنا اندھا کوئی نہ ہو

بخل و نادانی تعصب با قوم و کہیں بگوشیدو دو چشم شمال ہلو
بخل و نادانی نے تعصب کو بڑھایا اور کینہ بھراک کر ان کی مدافعت نکھیں نکال لے گیا

ما مصلحتنا ہم از فضل خدا مصلحتے ما را امام و مقتدا
ہم خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ مگر مصلحتے ہمارے امام اور پیشوا ہیں

انہیں دیں آمدہ از ما دریم ہم پریں از دار و دنیا بگذریم
ہم ماں کے پیٹ سے ہی دین میں پیدا ہوئے اور اسی دین بد دنیا سے گند جائیں گے

اگر کتاب حق کہ قرآن نام اوست یادہ عرفان ما از جام اوست
خدا کی وہ کتاب جس کا نام قرآن ہے وہی شراب معرفت اسی جام سے ہے

دامین پاکش بدست مادامہ

اِس رسول کے کش محمد ہست نام

وہ رسول جس کا نام محمد ہے۔ اِس کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے اُنہ میں ہے

جان شد و با جان بدر خواہ شدن

عمر او با شیر شد اندر بدن

اِس کی محبت سال کے حصہ کے ساتھ ہمارے بدن میں دال ہوئی وہ جان بن گئی اور جان کے ساتھ ہی باہر نکلے گی

ہر توت را بدو شد اعظام

ہست او خیر الرسل خیر الایم

ہر قسم کی نبوت کی تکمیل اِس پر ہو گئی اور خیر الرسل اور خیر الایم ہے اور

نوشدہ سیراب سیرابے کہ ہست

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست

جو بھی پانی ہے وہ ہم اسی سے لے کر پیتے ہیں جو بھی سیراب ہے وہ اُسی سے سیراب ہوا ہے

اِس ناز خود از ہمال جائے بود

آنچہ مار ادھی دل کائے بودا

جو وحی و الہام ہم پر نازل ہوتا ہے وہ ہماری طرف سے نہیں وہیں سے آتا ہے

وصل دلدار ازل بے او محال

ما ازو یا یم ہر فورہ کمال

ہم سر روشنی اور ہر کمال اسی سے حاصل کرتے ہیں مجرب ازل کا وصل بغیر اِس کے ناممکن ہے

ہر چہ زو ثنابت شوہ ایمان است

اقتلئے قول او در جان ماست

اِس کے ہر ارشاد کی پیروی ہماری فطرت میں ہے جو بھی اِس کا فرمان ہے اور ہر چار اور ایمان ہے

ہر چہ گفت اِس رسول رب العباد

از ملک و از خبر ہائے معاد

زشتوں کے متعلق اور آخرت کے حالات کے متعلق جو کچھ اِس رب العباد کے پیغمبر نے فرمایا

منکر اِس مستحق لعنت است

اِس ہمد از حضرت احدیت است

وہ منکر خدا کے و احد کی طرف سے ہے اور، اِس کا منکر لعنت کا مستحق ہے

معجزات اور معجزاتی امور راست منکر آل محمد و آل خدایست

ہاں کے سجنے سب کے سب پہلے اور درست ہی۔ ان کا منکر خدا کی نعمت کا ثمر ہے

معجزات انبیائے سابقین ایچہ در قرآن بیانش بالیقین

پہلے سب نبیوں کے معجزے جی کا ذکر صاف اور واضح طور پر قرآن میں ہے

برہمہ از جان اول ایمان راست ہر کرا نکارے کنانا شقیاست

ان سب پر بل دجان ہمارا ایمان سے جو نکار کرتا ہے وہ بد بختوں میں سے ہے

یکہ قدم دوری اناں بوشن کتاب نزد ما کفر است و خسران و تباب

اس قرآنی کتاب سے ایک قدم بھی ڈور رہنا ہمارے نزدیک کفر و زیاں اور ہلاکت ہے

لیکن ذیل لوگوں کو قرآن کی حقیقت کی خبر نہیں ہر ایک دل اس کے مجیدوں سے واقف نہیں ہے

آنا بتدا لیسے پاک اندروں آنا بخوشد عشق یار بے چگون!

جب تک طلب حق پاک باطنی نہیں ہوگا اور جب اس یار بے مثال کا عشق اس کے دل میں جوش نہیں مارتا

راز قرآن را کجا قہمہ کے بہر ندرے تورے باید بے!

قرآن کو قرآنی اسرار کو کیوں کچھ مکتا ہے تو کے سمجھنے کے لیے بہت سادہ اور باطنی ہونا چاہیے

این زمین قرآن ہمیں فرمودہ است اندر و شرط نظر بودہ است

یہ میری بات نہیں بلکہ قرآن نے ہی فرمایا ہے کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے پاک ہونے کی شرط ہے

مگر تیراں ہر کے را ساہ بود پس چرا شرط نظر را فرود

اگر ہر شخص قرآن کو خود ہی سمجھ سکتا۔ تو خدائے تعالیٰ کی شرط کیوں زیادہ لگائی

نور را داند کسے کو نور شد ولا حجاب سرکشی با دود شد
 گد کو وہی شخص بھتا ہے جو خود نور ہوگا ہو۔ اور سرکشی کے جلاوں سے دود ہوگا ہو
 ایں ہر کو راں کہ تکفیر کنند بیگماں از نور قرآن قافل اند
 یہ سب اندھے جو میری تکفیر کر رہے ہیں۔ یقیناً قرآن کے نور سے بے خبر ہیں
 بے خبر از ساز ہائے ایں کلام! ہرزہ گو یاں با نقصان و ناتمام
 اور اس کلام کے اسرار سے ناواقف ہیں۔ یہودہ گو۔ ناقص اور خام ہیں
 دو کتب شمال استخوانے پیش نیست در سر شمال عقل دور اندیش نیست
 ان کے ہاتھ میں بڑی سے بڑے کچھ نہیں اور ان کے سر میں دور اندیش عقل نہیں ہے
 مردہ اند و قہم شمال مردار حم بے نصیب از عشق دازد دلدار حم
 وہ خود مردہ ہیں اور ان کا فہم بھی مردار ہے وہ عشق اور معشوق دونوں سے محروم ہیں
 الغرض قرآن مدار دین ماست او انیس خاطر گلین ماست
 الغرض قرآن ہمارے دین کی بنیاد ہے وہ ہمارے غلگین دل کو تسلی دینے والا ہے
 نور قرآن مے کشد سوئے خدا مے تو ال بدین از وروئے خدا
 قرآن کا نور خدا کی طرت کھینچتا ہے۔ اس سے خدا کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں
 ما چہ سال بندیم ز ایں دلبر نظر! چہ وروئے اد کجا وئے دگر!
 ہم اس مشق سے اپنی آنکھیں کیونکر بند کھینچ سکتے ہیں۔ اس کے چہرہ جیسا خوبصورت اور کوئی چہرہ کہاں ہے
 ایوے من از نور وئے او بتافت یافت از فیض دل من ہرچہ یافت
 میرا منہ اس نر کے نور کی وجہ سے چمک اٹھا میرے دل نے جو کچھ بھی پایا اسی کے فیض سے پایا

پچھل دھڑکیم کس عداوت میں جمال
جان من قربان آں شمس اکمال

جس حمد میری آنکھیں اس کے حسن کو باتھی ہیں کئی نہیں یا تاثیر جان کمالات کے اس سورج پر لڑائی ہے

پچھنیں عشقم بدوئے مصطفیٰ
دل پڑچوں مرغ سوئے مصطفیٰ

ایسا ہی عشق مجھے مصطفیٰ کی ذات سے ہے میرا دل ایک پندہ کی طرح مصطفیٰ کی طوت اڑ کر جاتا ہے

تا مرا دادند از عشق جگر
شد دلم از عشق او زید و زید

جب سے مجھے اس کے حسن کی خبر دی گئی ہے میرا دل اس کے عشق میں بے قرار رہتا ہے

منکہ ہے بیغم نیک آں دلبر سے
ہاں قشاقم گردہ دل دیگر سے

میں اس دلبر کا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ اگر کوئی اسے دل دے تو میں اس کے مقابلہ پر جان نثار کروں

ساتی من بہت آں حال پرہ سے
ہر زماں مستم کند از سانے سے

وہی روح پرورد شخص تو میرا ساتی ہے جو ہمیشہ جام شراب سے مجھے سرشار رکھتا ہے

خویشے لبتداستیایں بے تنے من
بے او آید ز بام و کونے من

یہ میرا چہرہ اس کے چہرہ میں عمو اور گم ہو گیا اور میرے مکان اور کوچہ سے اسی کی خوشبو آرہی ہے

بسکہ من در عشق او مستم ثناں
من ہماغم۔ من ہماغم۔ من ہماں

اذا بسکہ میں اس کے عشق میں غائب ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں

جان من از جان او یا بد خدا
از گریبانم عباں شد آں ذکا

میری روح اس کی روح سے خدا حاصل کرتی ہے اور میرے گریبان سے وہی سورج نکل آیا ہے

احمد اندر جان احمد شد پدید
اسم من گم دید آں اسم و جید

احمد کی جان کے اندر احمد ظاہر ہو گیا اس لیے میرا وہی نام ہو گیا جو اس فنا فی انسان کا نام ہے

دل زکف از فرق افتادہ کلاہ

کھرخ افتادم بدواز عتو و جاہ

اس کے عشق میں جو متحد ہوا ہے مستحق ہو گیا۔ دل اتہ سے ہاتار اور سر سے ڈپٹی گر پڑی

آفتخ سراپاں چمکذب نامتال

بمکریاں بننٹل کن نٹل آستال

مجھ پر یہ اختر اگر میں اس درگاہ سے مدگر مان ہوں۔ قاسمی لوگوں کا یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے

لعنت حق بر گمان و شننے

سرتیابدنال حیرمن چوں منے

کیا میرے جیسا شخص پہننے اس چاند سے وہ پھر سکتا ہے۔ دشمن کے اس خیال پر خدا کی لعنت ہو

در میان خاک و خون بیٹی سر سے

آں منم کا ندرہ رول سرور سے

میں تو وہ ہوں کہ اس سرور کی راہ میں تو میری سر خاک اور خون میں تھرا ہوا کچھ کا

آں منم کا قتل کند جاں ما تندر

تتخ گر بار و بکونے آں نگار

اگر اس مجھ کی نگلی میں تمہارے تریں وہ پہلا شخص ہوں گا جو اپنی جان قربان کرے گا

توش نصیبے آں کہ چوں من کا فر سے

اگر دشمن کے نزدیک یہی کفر ہے تو وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ میری طرح کا کافر ہے

من ند تقساں چہ ایجان است وریں

کا فرم گفتند و دجال و لعیں

ان لوگوں نے مجھے کافر دجال اور لعنتی کہا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کتنا دین و ایمان ہے

حدیر شل گولے نوہ سے کجاست

ایں طبعیتاے شال گول نگاست

پتوں کی یہ طبیعتیں تھمیر کی طرح سخت ہیں ان کے پہلو میں اگر دل ہے۔ تو دکھاؤ وہ کہاں ہے

یاد رینال ہر دے حوس و ہجاست

کاہا اینال ہر زمانے اختر است

دل لوگوں کا کام ہر وقت اختر پر دہانی ہے اور حوس و ہجاست ہر دم ان کا رفیق ہے

صحت نیت اور ایشیاں دور تر

دل پر از غنٹ ناست باطن پر ز شتر

ان کے دل جہنم سے پُر ہیں اسیان کے باطن شرارتوں سے نیک نیتی ان سے بہت دور ہے

ہر گ صدق اور قندچوں بٹلے

صحت نیت چو باشد در دے

جب دل میں نیک نیتی ہوتی ہے تو وہ صدق کے پھول پر بلبل کی طرح گرتا ہے

ترسدا ز دانئے اسرارہ تماں

پر شرارت ہانے بند و میاں

اور شرارتوں پر کمر نہیں باندھتا وہ پوشیدہ مجیدوں کے ہانے والے سے ڈرتا ہے

افترا پر افترا پر افترا

لیکن ایں بے باکی و تزک جیا

لیکن یہ بے باکی اور افترا پر افترا

ایں نہ خوفئے بندگان باصفاست

ایں نہ کار و مغان و اقیاست

یہ لامعا اہل اہد پر ہیز گاہوں کا کام نہیں ہے

من چہاں دائم کہ ترسد از خدا

ہر کہ او ہر دم پرستناہ ہوا

وہ جو ہر وقت اپنی خواہشوں کا غلام ہے میں کیونکر جاؤں کہ وہ خدا سے ڈرتا ہے

ہائے ایں مردوم چہ بد ہمیدہ اند

خوشبخت را نیک اندیشیدہ اند

انھوں نے اپنے تئیں نیک خیال کر رکھا ہے انھوں نے کیسا فطرت بچا ہے

بس ہمیں باشد نشان اشقیبا

ایبارع نفس اعراض از خدا

بس یہی ہوا نشان اشقیبا

کافر مگر بوسے ایمانش بود

ہر کہ نہ فیماں جہت در بانس بود

جس کے دل میں اس طرح کی گندگی ہے اگر اس میں ایمان کی بو بھی ہو تو پھر میں کافر ہوں

من ہیں سو دم بخوانم اس کتاب
 میں نے سو لوگوں کے سامنے وہ کتاب پڑھی جو رب اور ملک سے پاک ہے دینی قرآن

ہم خبر پیش کر دم نہال رسول
 نیز اس رسول کی حدیثیں بھی پیش کیں جو افضل خدا اور استباز ہے اور نیکوئی سے پاک ہے

لیکن ایساں راجحی روئے بنود
 پیش کر گئے گریہ پیشے چہ سود
 لیکن ان کا ارادہ ہی حق قبول کرنے کا نہ تھا بھیرے گئے آگے بھیرے کا وہاں فنون ہے

کا فرم گفتند و رو ہا تا فتند
 انہوں نے مجھے کافر کہا اور منہ پھیر لیا اور یقین کر لیا کہ گویا انہوں نے میرا دل چیر کر دیکھ لیا ہے

اندر بناں خوب گفتاں شاہ دین
 کافر ایں دل بردل چل مومنین
 انہی کے بارے میں اس شاہ دین نے کیا خوب فرمایا ہے کہ یہ لوگ دل کے کافر ہیں اور ظاہر کے مومن

یہ زبان قرآن مگر در سینہ ہا
 حبت چینا است و کبر و کینہ ہا
 ان کی زبان پر قرآن ہے مگر ان کے سینوں میں دنیا کی محبت۔ تکبر اور عداوتیں ہیں

دانش دین نیز لات است و کرات
 پشت بنمودند وقت ہر مصامت
 دین کی سمجھ کا وہی ایسی عینات و کرات ہے کہ جو ہر جگہ کے وقت انہیں نے پیٹھ دکھائی ہے

جابلانے خاطر ازانہ ہی نہال
 ہم نہ قرآن ہم نہ اسرار نہال
 یہ وہ جاہل ہیں جو عربی زبان سے ناواقف ہیں نیز قرآن اور اس کے ہر ایک جمیعوں سے بھی

کچھ نشان چوں تا کمال خود رید
 قیمت حق پر وہ اُسے شمال دید
 جب ان کا تکبر اپنے کمال کو پہنچ گیا تو خدا کی غیرت نے ان کے پرے سے چھا ڈیئے

دشمنان دین چو شمر تا بکار
دیں جو زین العابدین بیمار و نادر

شمر تا بکار کی طرح یہ لوگ دین کے دشمن ہیں اور دین زین العابدین کی طرح بیمار اور کمزور ہے

تو ہے لرزد دل و جان نیز ہم
چوں خیانت لئے ایشاں بگرم

میرا بدن کانپ جاتا ہے اور جان و دل لرز جاتے ہیں جب میں ان کی خیانتیں دیکھتا ہوں

مگر با بسیار گرد و کند
تا نظام کار ما بر ہم ز نعر

انہوں نے ہت کر کے اوداب بھی کر دیے ہیں تاکہ ہمارے کام کے نظام کو درہم برہم کر دیں

لیکن آں باہر سے کہتے آسمان
جہل ذوال آید برو از حاسدان

لیکن عدوت جو آسمان کی طرف سے ہے اس پر حاسدانوں کے حسد سے کیونکر نفع آسکتا ہے

میں چو چیرم جنگش آں خداست
کو دو دستش این با من میں بنیاست

میں کیا چیر ہوں ان کی لڑائی تو جس خدا کے ساتھ ہے جس کے دوزن انہوں سے بلخ اور عمل تید مجاہد ہے

اھر کہ آویزد بکار و بار حق
اوستادہ از پئے بیکار حق!

جو شخص شافی کار و بار میں دخل انداز ہوتا ہے وہ دراصل خدا سے جگ کرنے کھڑا ہوتا ہے

فانی ایم و تیر ما تیر حق است
عبید مادہ اہل تخیر حق است

ہم تو فانی لوگ ہیں اور ہمارا تیر خدا کا تیر ہے اور ہمارا شکار دراصل خدا کا شکار ہے

صاف حق واد پر تباہ آں یگاناں!
دست حق و راستین اونہاں

صاف حق تو اس یگانا کی پناہ میں ہوتا ہے اور خدا کا لہ اس کی استین میں چھپا ہوا ہوتا ہے

اھر کہ بلا دست خدا پیچہ ز کیں
بچ خو کند چو شیطان لعین

جو شخص شیخی کے دج سے خدا کے ساتھ لڑتا ہے وہ شیطان لعین کی طرح اپنی ہی جوا کی جوتا ہے

اسے مانگتے کہ بچو بیگم است کارِ آواز دستِ موسیٰ بر طم است
 بہت سے لوگ بیگم کی طرح ہیں جن کا کام موسیٰ کے ہاتھوں میں منس ہو جاتا ہے
 آدم پر وقت چوں ابر بہار ہاں آمد صد نشانی لطف یار
 نہیں ہر بار کہ طرح وقت پر آیا ہوں اور میرے ساتھ خدا کی مہربانیوں کے سیکڑوں نشانات ہیں
 آسمان اذہر من بار و نشانی ہم زمیں الوقت گوید ہر زمیں
 آسمان میرے لیے نشان برساتا ہے اور زمیں بھی ہر دم ہی کہتی ہے کہ وقت یہی ہے
 ایں دو نشا ہد بہرین استادہ اند باز در منی باقصال استادہ اند
 میری تائید میں یہ دو گواہ کھڑے ہیں پھر بھی یہ جو وقت میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں
 بٹے ایں مہر دم عجب کو رو کر اند صد نشانی بنیند و قافل بگذرند
 ہاتے ہوسد یہ لوگ جب طرح کے اندھیرے میں سیکڑوں نشانی دیکھتے ہیں پھر بھی غافل گنڈھاتے ہیں
 ایں چینی ایناں چرا بالاپرند یا مگر ناں قات بیچوں منکر اند
 یہ اس خدا کیوں ایسے بچے لڑتے ہیں یعنی اسے شکریہ کیوں ہیں، شاید اس بے نشانی کے منکر ہیں
 او چو بر کس مہربانی سے کند از زمین آسمانی سے کند
 وہ خدا تو جب کسی پر مہربانی کرتا ہے تو اسے زمین سے آسمانی بنا دیتا ہے
 سوتش بخند و فضل و لطف وجود مرد مر را پیش آسود در وجود
 اپنے فضل و لطف اور کم سے کم سے ہر وقت بخشتا ہے سورج اور چاند کیس کے سامنے سجد میں کرتا ہے
 من نہ از خود ادعا ئے کردہ ام امر حق شد اقتدا ئے کردہ ام
 میں نے اپنے پاس سے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے حکم کی پیروی کی ہے

کار حق استیاں نہ از کرب بشر

دشمنِ این دشمنِ آلِ خدا گر

خدا کا کام ہے نہ کہ انسان کا کہ اس کا دشمن اُس عادل خدا کا دشمن ہے

اَللّٰہِ خدائے عزیزے را چہ راست

در محبتِ دلگتے ما پاریدہ است

وہ خدا جس نے اس عاجز کو منتخب کیا ہے اس کی رحمت ہماری گلی میں برسی ہے

مردمِ وہاں ایں از مردوں رسید

گم شدم آخرتے آمد پدید

جمہ میں مر گیا تو مرنے کے بعد میرا محبوب ایک جیب میں فنا ہو گیا تو اُس کا چہرہ مجھ پر ظاہر ہو گیا

یہ عشقِ دلبرے تہ زور بود

غالب آمد خستِ مار اور بود

دلبر کے عشق کی زور زوروں پر تھی وہ غالب آگئی اور ہمارا سب سامانی ببا کرے گئی

من عمارم مایہ کردار یا!

عشق جو شید و اندو شد کار یا

میرے پاس اعلیٰ کا ذخیرہ نہیں بلکہ عشق جو ایش میں آیا اور اُس سے یہ سب کام ہو گئے

بہر من شد قستی طویرِ خدا

بچل خودی رفت لداکں نورِ خدا

میرے لیے نیستی ہی خدا کا طور بن گئی جب خودی جاتی رہی تو خدا کا نور آ گیا

دوید و کردم کہ بعد از توئے دوست

ہر دل تو خندہ ہاں سوئے دوست

میں نے تھی کی طرت اپنا رخ چھو لیا کیونکہ دیکھنے کے لائق وہی چہرہ ہے اور میرا تک دل اسی کی طرت میں ہے

درد و عالم مثل اوئے کجا است

جو میر کو لیشِ دگر کوئے کجا است

خط جہاں میں اِس کی طرح کا کوئی چہرہ نہیں ہے جہاں کے کوچے کے سوا اور کوئی کوچہ کہاں ہے؟

اَللّٰہِ کساں کو کوچہ لدا قائل اند

اند ساگان کو چہ ہا ہم کتر اند ظا

وہ لوگ جو اُس کے کوچے سے قائل ہیں وہ بھیلوں کے کتوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں

خلق و عالم حملہ در شور و شراند	عاشقانش در جهان دیگر اند
عقوبات اور دنیا سب شور و شر میں مبتلا ہے گناہ کے عاشق مدد ہی عالم میں ہیں	
اک جہاں چوں ماندر کس تاپدید	از جہاں آں کو روید بچتے چہ دید
وہ عالم جس شخص سے پوشیدہ رہا۔ اس بد بخت نے دنیا میں اگر دیکھا ہی کیا	
ناو حق بر صاف حال آسان تراست	ہر کہ جو بیدار منش آید بدست
صادقوں پر ظلم کا راستہ پانا آسان ہے جو خدا کو ڈھونڈتا ہے تو اس کا دامن اس کے ہاتھ میں آجاتا ہے	
ہر کہ جو بیدار منش از صدق و صفا	وہ دہندش ہوئے سب آلی سب السما
جو بھی صدق و صفا کے ساتھ اس کا وصل چاہتا ہے اس کے لیے آسمانوں کا خدا وصل کا راستہ کھول دیتا ہے	
صاف حال را شے ثنا سد چشم یار	کھید و کرا نیجانے آید یار
یار کی نظر سچوں کو پہچان لیتی ہے۔ سزا اور چالاک ییاں کام نہیں دیتی	
صدق سے باید پائے وصل دوست	ہر کہ بے مدتش جو بد حق دوست
دوست کے وصل کے لیے صدق درکار ہے جو بے مدتش کے اُسے ڈھونڈتا ہے وہ بیوقوف ہے	
صدق و زہ سے در جناب کبریا	آخرش سے یابد از مجن و ثنا
خدا کے حضور صدق کو اختیار کرنے والا آخر کار اپنی وفا کی برکت سے اُسے پاتا ہے	
صدق سے صدق بکناید بر صدق	یا رفته باز سے آید بر صدق
بیکرہوں پر دہننے صدق کی وجہ سے کھل جاتے ہیں گویا ہوا دوست صدق کی وجہ سے واپس آجاتا ہے	
صدق و ذل علیہاں باشد نشاں	کہ نئے جہاں بکت دار ندجاں
سچوں کی یہی علامت ہے کہ محبوب کی خاطر ان کی جان تمہیلی پر ہوتی ہے	

دوختہ در صورت دلبر نظر ولا شمار و سبب مردم بے خبر

دلبر کی محبت پر ان کی لٹکی لگی ہوتی ہے اور لوگوں کی تعریف اور خدمت سے وہ بے خبر ہوتے ہیں

کار عیبے یا عملها بستہ اند | رستہ آں دلما کہ بہر شمشاد

آخرت کے لیے ان کے سببائل ہیں عدل نجات یافتہ ہیں جو خدا کے لیے زخمی اور شکستہ ہیں

از خنک کے شود این کار و بار | صدق سے باید کہ تا آید بچار

باتیں بنانے سے یہ کام نہیں چلتا کامیابی کے لیے وفاداری درکار ہے

علم ما عالم ہتے دار و براہ | بت پرستی ہا کند شام و پچاہ

عالموں نے اپنے علم کو بت بتلا ہوا ہے اور وہ صبح شام بت پرستی میں مشغول ہیں

گر بولم خشک کار و دیں بد سے | ہر لپٹے سا دار و دیں بد سے

اگر خشک علم پر ہی دین کا مادہ ہوتا تو ہر نابینا انسان دین کا محرم سا دار ہوتا

یار ما دار و بیاطن با نظر | ہاں مشو نازاں تو ما فخر و دگر

ہمارا یار تو باطن پر نظر رکھتا ہے تو اپنی کسی اور خوبی پر نازاں نہ ہو

ہست آں عالم بنا ہے بس بلعد | ہر و صفتش شور با یاد قلعد

وہ بارگاہ نہایت اونچے اور عالی شان ہے اس کے وصل کے لیے بہت آہ و زاری کرنی چاہیے

زندگی در مردان و مجر و بکا ست | ہر کا افتاد بست او استوخا ست

زندگی مردوں اور مجروروں کی ہے جو گرہ اور ہی آخر روزہ ہو کر اٹھے گا

تانا کار و حد و کس تا ہاں رسد | کے فنا نش تا در و جاناں رسد

جو تک محدود کاملاً جاں لینے تک نہ پہنچے تب تک اس کی آہ و زاری در و جاناں تک نہیں پہنچتی

<p>حیثیت اصل از نفس خود گشتن جدا چون خودی کو ترک کرتا ہے وہ خدا کو پا لیتا ہے اصل کیا چیز ہے اپنے نفس سے الگ ہونا</p>	<p>حرکت ترک خود کند یا بد خدا لیکن نفس کو ہارنا آسان کام نہیں۔ مرجع اللہ خودی کا چھوڑنا ہمارا ہے</p>
<p>لیکن ترک نفس کے آساں بود آتا آن ہا سے دزد و بر جان ماتی</p>	<p>مومن و از خود شدن کیساں بود کور باید قذوہ امکان ما</p>
<p>جب تک ہم اپنی جان پر وہ ہوا و پلے جو ہماری ہستی کے ذقہ تک کو اٹھانے ہلنے کے وہ مسیحی چہرہ کس طرح دیکھا جا سکتا ہے</p>	<p>کے دیریں گرد و بخار سے ساختہ تانہ قرآنِ خدا نے خود شوقیم</p>
<p>جب تک ہم اپنے خدا پر قرآن نہ ہو جائیں اور جب تک اپنے دوست کے اندر محو نہ ہو جائیں تانہ با شمیم از وجود خود برول</p>	<p>تو اس میں گرد و بخار سے ساختہ تانہ محو آشنائے خود شویم!</p>
<p>جب تک ہم اپنے وجود سے علیحدہ نہ ہو جائیں اور جب تک بیٹہ اس کی محبت سے بھر نہ جائے تانہ بر ما مرگ آید صد ہزار</p>	<p>تو اس میں با شمیم از وجود خود برول تانہ گرد و پُر زمرش اندرول</p>
<p>جب تک ہم پر لاکھوں تزیین دادہ نہ ہوں تب تک میں اس محبوب کی طرف تھی ذنگ کب ل سکتی ہے تانہ ریزہ ہر پردہ بالے کہ ہست</p>	<p>کے جہانے تازہ بتلیم از تنگار مرغ ایں رہ سا پر دین شکل راست</p>
<p>جب تک اپنے اگے بال و پر نہ جھاڑ ڈالے تب تک اس راہ کے پرندے کے لیے اُن مشکل ہے بد نصیبیے آنکہ وقتش شد بہاد</p>	<p>تو اس میں ریزہ ہر پردہ بالے کہ ہست تانہ ریزہ ہر پردہ بالے کہ ہست</p>
<p>یہ قسمت ہے وہ شخص جس کا وقت زیاد ہو گیا۔ یا نہ ارض ہو گیا اور دشمنوں کا دل خوش ہوا</p>	<p>یہ نادر اور دشمنوں کا دل خوش ہوا</p>

از خود متعال مرا انکار نیست

لیکن میں رہ راہ وصل یا نیست

مجھے دانوں کی عقلندی سے انکار نہیں ہے مگر یہ یاد کے وصل کا دانتہ نہیں

آتا نہ باشد عشق و سودا و جنوں

جلوہ نماید نگار بے چگون

جب تک عشق اور سودا اور جنوں نہ ہو تب تک وہ بے مثال محبوب اپنا جلوہ نہیں دکھاتا

چوں نمان است نال عوینے محرم

ہر کے سامنے گزیند لاجرم

ہو کر وہ عزت والا محبوب پوشیدہ ہے تو ہر شخص کوئی نہ کوئی راستہ اس سے منے کے لیے اختیار کرتا ہے

اں رہے کو فاقلاں بگڑیدہ اند

از تکلف روئے حق پوشیدہ اند

لیکن عقل والوں نے ہر راستہ اختیار کیا ہے تو انہوں نے تکلف خدا کے چہرہ کو اور بھی چھپا دیا ہے

پردہ لہ پردہ یا افراختہ

مطلبے نزدیک دور انداختہ

پہلے پردہ لہ پردہ سے ڈال دئے مقصد نزدیک تھا مگر اسے اور دور کر دیا

ما کہ یا دیدار او رو تا فہیم

از رو عشق و فطائش یا فہیم

ہم بڑے جنوں تھیں کہہ دیا اسے اپنا چہرہ روشن کیا ہے ہر نے تو اسے عشق اور خدا کے راستے سے پایا ہے

ترک خود کردیم ہر ایک خدا

از فحائے ما پدید آمد بقا

اس خدا کے لیے جب ہم نے اپنی خودی ترک کر دی تو ہماری فحائے کے نتیجہ میں بقا ظاہر ہو گئی

اندیک رہ دور دسر بسیار نیست

جال بخاہد دانش و شمار نیست

اس راستے میں زیادہ کیف، اطمینان نہیں ہر شے معرفت جان، مکتب ہے اور اس کا دینا مشکل نہیں ہے

گر نہ او خداوند سے ملا از فضل و جود

حد فطری کر دے بے سود و جود

اگر وہ خود اپنے فضل و جود سے مجھے دیکھاتا تو خواہ میں کتنی ہی کوششیں کرتا سب بے فائدہ ہوتیں

ازنگھے اس گدا را شاہ کرد
قصہ ہائے راہ ما کو تاہ کرد

اس نے ایک ننگے اس فقیر کو بادشاہ بنا دیا اور ہمارے لیے رات کو مختصر کر دیا

راہ خود بر من کشوداں دستاں
دانش زانساں کہ گل ربا باغیاں

اس محبوب نے خود اپنا دست میرے لیے کھولا میں یہ بات اس طرح جانتا ہوں جیسے باغیاں پھول کو

ہر کہ در غمدم ز من ماند جدا
مے کند بر نفس خود جور و جفا

جو میرے زمانہ میں مجھ سے پیدا رہتا ہے تو وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے

چو ز نور دستاں شد سینہ ام
شد ز دستے صینقل آئینہ ام

محبوب کے نور سے میرا سینہ بھر گیا میرے آئینہ کا صینقل اسی کے ہاتھ نے کیا

پیکم شد پیکر یار ازل
کار من شد کار ولد یار ازل

میرا وجود اس یار ازل کا وجود بن گیا اور میرا کام اس ولد یار ازل کا کام ہو گیا

بسکہ جانم شد نہاں در یار من
یونے یار آمد ازیں گلزار من

چونکہ میری جان میرے یار کے اندر مخفی ہو گئی اس لیے یار کا خوشبو میرے گلزار سے آنے لگی

تو بدستی داریم ز یار چادرے
از گریبانم بر آمد دلبرے

ہماری چادر کے اندر خدا کا نور ہے۔ وہ دلبر میرے گریبان میں سے نکلا

صاحب احمد کوزماں نام من است
آخریں عالمے میں جام من است

احمد آخریوں میں میرا نام ہے اور میرا جام ہی دنیا کے لیے، آخری جام ہے

طالب راہ خدا را مرثوہ بادا
کیش خدا نموداں وقت مراد

ماہو خدا کے طالب کو خوشخبری ہو کہ اُسے خدا نے کامیابی کا دن دکھایا

ہر کہیلا سے نمل شد از نظر از خیر وارے میں پر سد خیر

میں کسی کا دست ہے اس کا نظر سے فیہ ہوا ہے تو وہ کسی وقت سے اس کی خبر پر محتاج ہے

ہر کہ جو جان نگارے سے بود کے بیک جہاںش وقت سے بود

اور جو کسی مشوق کا طلب گار ہوتا ہے تو اسے ایک ہی جگہ پر کب چلنا آتا ہے

مے دو دھر سو مے دیوانہ وار تا اگر آید نظر آل روئے یار

وہ ہر طوت دیوانہ وار دوڑتا ہے تاکہ شاید یار کا چہرہ کہیں نظر آ جائے

ہر کہ عشق دلبرے در جان دوست دل بندش او وقتان ہجر و دست

جس کی جان میں دلبر کا عشق سما گیا ہے تو دوست کے فراق میں اس کا دل ہاتھ سے نکل جاتا ہے

عاشقان را صبر و آسائے کجا تو بہ از روئے طارے کجا

عاشقوں کے لیے میرا اور آرام کہاں! اور مشوق کے چہرے سے مدد دانی کہاں

ہر کہ عشق ز رخ یا سے بود روز و شب با آل خورش کارے بود

بے دوست کے منہ سے محبت ہوتی ہے اسے تو دن رات اس کے چہرہ کا ہی خیال رہتا ہے

فرقتش گرفتار قافے او فتہ و تن و جانش فراتے او فتہ

اگر آفتا تو اس سے جدا ہو جائے تو اس کے جان و تن میں جدا ہو جاتی ہے

یک زمانے زندگی بے روئے یار مے کند بروے پریشانی روزگار

یار کے بغیر اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اس پر زندگی کو تلخ کر دیتا ہے

پاز چول بنید جمال و روئے او! مے دو پون بجو سے سوئے او!

پھر جب وہ اس کا منہ اس کا چہرہ دیکھتا ہے تو بے حواس کی طرح اس کی طرف دوڑتا ہے

مے تند و دامنش دست از منوں	کو فرات شد دلم سے یاروں
اور یہ کہ کر دیا نہ داروں کے دہن کو کھڑکیتا ہے کاسے دست میرا دل تیری ہوائی میں خون ہو گیا	
اچھنیں صدق ابرو داغ دہلے	گن بچوید جائے بچوں بٹھلے
اگر ایسا صدق کسی کے دل میں ہو تو وہ بلبل کا طرح پھول کو اپنا ٹھکانا بنا لیتا ہے۔	
گر تو اُفتی یا دو صد رو و نصیر	کس ہے خیزد کہ گرد و شکر
اگر تو دو سو چوں ادا ہوں کے ماتر گر ہے تو پھر ضرور کوئی مدد کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے	
تا فتن رو از خور تا بیاں کہ من	خود بر آرم روشنی از خوشبین
یہ خیال کر کے، روشن سورج سے منہ پھیر لینا کہ میں اپنے اندر سے آپ ہی روشنی پیدا کر لوں گا	
ایں ہمیں آہنارہ تا کامی بود!	بچ شقوت نخت و غامی بود!
یہی تو نامرادی کے آہنارہ ہوا کرتے ہیں۔ بد بختی کی بڑا سکرتور اور غامی ہے	
عالمے سا کو رد دست ہیں خیال	سرگول اگھد در چاہ ضلال
اس خیال نے ایک جہان کا اندھا کر رکھا ہے اور اسے گمراہی کے کوئٹوں میں سر کے بل ڈال دیا ہے	
سوئے آیتے شہزاد با یدت سافت	ہر کہ جست از صدق دل آخبر یافت
پیاسے کو پانی کی دہن دوڑنا چاہیے جس نے صدقِ دل سے تلاش کی اس نے آخر کار مقصود کو پایا	
اں خرد مندیکہ جو پیدہ کوئے یار	ابو ریزد ز بہر روئے یار
وہ آدمی عقل مند ہے جو یار کی گلی ڈھونڈتا ہے اور روئے یار کی خاطر اپنی عزت ڈرتا ہے	
خاک گرد تا ہوا بریایدش	گم شود تا کس رہے نہ بادش
وہ خاک بن جاتا ہے کہ ہوا سے لٹا لٹا ہوا جاتا ہے تاکہ کوئی اُسے کا ستہ دکھائے	

بے شک بات خدا کا راست خام
 پختہ دانیدیں سخن را و السلام
 خدا کی مہربانی کے بغیر کام اور حور ہوتا ہے غفلت ہی اس بات کو جانتا ہے۔ و السلام
 ر سراج مینرا آخوی صحت
 مطبوعہ ۱۸۹۶ء

سخن نزد مہراں از شہر یار کے
 کہ مستقم بروں کے امیدوار کے
 میرے سامنے کسی بادشاہ کا ذکر کیونکر میں تو ایک دروازہ پر امیدوار پڑا ہوں
 خداوندیکہ جان بخش جہان مست
 بدیع و خالق و پروردگار کے
 وہ خدا جو دنیا کو زندگی بخشنے والا ہے اور بدیع اور خالق اور پروردگار ہے
 کریم و قادر و مشکل کشائے
 رحیم و محسن و حاجت بردار کے
 کریم و قادر ہے اور مشکل کشا ہے رحیم ہے۔ محسن ہے اور حاجت روا ہے
 افتادم برویش زیر آنکہ گویند
 بر آید و جہاں کار سے زکار کے
 میں اس کے دروازہ پڑا ہوں کیونکہ شکل مشور ہے کہ دنیا میں ایک کام میں سے دوسرا کام نکل آتا ہے
 چو اک یار و قادر آیدم یاد
 فراوشتم شود ہر خویش و یار کے
 جب وہ یار و قادر مجھے یاد آتا ہے تو ہر رشتہ دار اور دوست مجھے بھول جاتا ہے
 بغیر او چہاں بندم دل خویش !
 کبے ریش نے آید قرار کے
 میں اُسے چھوڑ کر کسی اور سے کس طرح دل لگاؤں کہ بغیر اُس کے مجھے سپین نہیں آنا
 و لم در سینہ ریشم مجھ بند
 کہ بستیمش بدامان نگار کے
 دل کو سب زنجی سینے میں نہ دھوئے کہ ہم نے اُسے ایک محبوب کے دہن سے باندھ دیا ہے

دل میں دلبرے راخت گاہے
 میرا دل دلبر کا تخت ہے اور میرا سر یار کی راہ میں قربان ہے
 چہ گوئی فضل کی اور میں چگون ست
 کہ فضل دوست ناپیدا کنارے
 میں کیا بتاؤں کہ مجھ پر اس کا فضل کس طرح کا ہے کیونکہ اس کا فضل تو ایک ناپیدا کنار سمندر ہے
 عنایت تہائے لودرا چوں شمارم
 کہ لطف دوست بیڑی از شمارے
 میں اس کی مہربانیوں کو کیونکر گنوں کہ اس کی مہربانیاں تو سند شمارے بہر میں
 مرا کا ہیست با آں ولتانیے
 نہار د کس خیر نزال کار و بارے
 مجھے اس دلبر سے ایسا تعلق ہے کہ کسی کو بھی اس معاملہ کی خبر نہیں
 بنا ظلم پرورش نزال سال کہ نالہ
 بوقت وضع حملے ہار دارے
 میں اس کے دماغ پر اس طرح لڑتا ہوں جس طرح بچہ پیا ہوتے وقت حاضر عورت روتی ہے
 مرا با عشق او وقتے ست معمور
 چہ خوش وقتے سپر خرم روز گاہے
 میرا وقت اسی کے عشق سے بھر پور ہے واہ کیا اچھا وقت ہے اور کیا عمدہ زمانہ ہے
 ثنا با گو ہیست اے گلشن یارا
 کہ فارغ کردی از باغ و بہارے
 اسے یار کے گلزار تیرے کیا کہتے تو نے تو مجھے دنیا کے باغ و بہار سے بے پروا کر دیا
 راجتہ اللہ صنفہ ۱ مطبوعہ ۱۸۹۶ء

بردباری سے کہندو اورے
 جہلے فہم کہ ہستم بر ترے
 طاقتور تو اپنا علم ظاہر کرتا ہے مگر جاہل یہ سمجھتا ہے کہ وہ غائب آگیا ہے
 راجتہ اللہ صنفہ ۱۱۲

آکھس کہ تو رسد شہاں را چہ کند
 باقر تو فرخسرداں را چہ کند
 جس کی نغمہ گویائی ہے وہ بلا نہاں ہوں کیا بچتا ہے اور تیری نشان کے آگے وہ بدشاہل کی کیا حقیقت سمجھتا ہے
 چوں بندہ ثنا خمت بدال خود جلال
 بعد از تو جلال دیگر اں را چہ کند
 جب بندہ نے تیرے خود جلال کو بچاؤ لیا تو پھر تجھے چھوڑ کر وہ دوسروں کی شرکت کو کیا کرے
 دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخش
 دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند
 اپنا دیوانہ بنا کر تو سے دونوں جہاں بخش دیتا ہے مگر تیرا دیوانہ دونوں جہانوں کو کیا کرے
 ذیل: آخری شعر جو یہ ہے لفظ اللہ تعالیٰ کا ہے۔
 رشتہ دار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء

اے خدا اے چشمہ نور ہدی
 اے خدا اے ہدایت کی روشنی کے چشمے
 از کرم چشمہ این اُمت کشتا
 مرانی فرما کہ اس اُمت کی آنکھیں کھول دے
 یک نظر کن سوئے ایں را زہنماں
 آثار علی اے طالب از وہم و گماں
 اے طالب تو اس پوشیدہ لہذا کی طرف ایک نظر کر تاکہ تو وہم اور شبہات سے نجات پائے
 لہذا حقیقت سرورق مطبوعہ ۱۸۹۸ء

سر اں کا یہ گرد و دانہ عجب جانانے
 اتنا ہی اللہ شخص کی دعا سے ہو کام ہو جاتا ہے وہ کام نہ توار کر سکتی ہے وہاں بارش
 عجب دل و ذہن سے کہ دست عاشقہ باشد
 بگرد جانانے را زہیر کاہر گر یا نے
 اس کے عاشق کے ہاتھ میں عجب تاثیر ہوتی ہے خدا اس سونے والے کام بنانے کے لیے ایک دنیا کو کھٹ دیتا ہے

ملے پوشیدہ راز سے مطلب حضرت اقدس کا اپنی کتاب راز حقیقت سے ہے

اگر چند لہجے سے زہر آئندہ سرگرداں
خدا ز آسمان پیدا کند ہر نوح سامانے

اگر اس آدمی کا ہونٹ ہلتا ہے جو خدا کا شاق ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے ہر طرح کا سامان پیدا کر دیتا ہے

یہ کافر فتنہ راہ پر کار سے آرد خدا زیں رہ
سچیں باشندی لعل لعل کسے ہست از خلق چہا کسے

خدا اس طرح ایک ناکارہ انسان سے کام لیتا ہے اور یہی اس مخفی ہستی کی موجودگی کا ثبوت ہے

مگر چاہید کہ باشند طالب صابر و صادق
زیلند و نونو میدی فداوار دل و جانے

مگر چاہیے کہ اس کا طالب صابر اور سچا ہو اس کا دلی و فداوار نامرادی کا دن نہیں دیکھتا

راجدار الحکم ۳ اگست ۱۶۱۸۹۸

صدق را خبر میدد آید زرب العالمین
صادق را دست حق بابتہ تمام امتیں

سچائی کو ہر دم رب العالمین سے رو بہ سختی ہے صادقوں کی آستین میں خدا کا ہاتھ پوشیدہ ہوتا ہے

ہر لاکر آسمان پر صادق آید فرد
آرزو گد و نشتانے از پوائے عالمیں

ہر وہ مصیبت جو آسمان سے کسی صادق پر آتی ہے وہ آخر میں ظالمین حق کے لیے ایک نشان ہو جاتی ہے

(ضرورت الامم صفحہ ۳۲ طبع ۱۶۱۸۹۸)

وقت صادق جو اسے بے تمیز
زیں رہے ہرگز نخواہی شد عزیز

اسے بے تمیز صادق کی ذلت کے ور پے نہ ہو کہ تو اس طریقہ سے ہرگز صلات نہیں پائے گا

(راز حقیقت صفحہ آخر)

تیر پڑا تو آئے بے نیاز دہشت تھا سے

تیر پڑا م کہ بے نیاز تھا سے نو کار سے

لوگ ابے نیاز اور غمناک سے ڈر میں نہیں سمجھتا کہ منتقی اور نیک آدمی کبھی نقصان اٹھاتا ہو

مرا باور نے آید کہ ہوا اگر دجال غرور سے

کھے ترسنا زلزلے کے کھٹا راست و سکا

مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ شخص کبھی رسوا ہوا ہو جو اس بار سے ڈرتا ہے جو غمناک و متاثر ہے

گراں چیز کی بے قیمت خریدنا لیں

زودینا تو بے کردنے بچشم ناز و خوینا سے

اگر وہ چیز جسے میں دیکھ رہا ہوں دوست بھی دیکھتے - تو حصول دنیا سے زور کر تو بے کرتے

خوڑنا بال ریکہ شہادت بدکاری مردم

دیں طلوعوں سے آرد چپے تخولیف و انداز کے

لوگوں کی بدکاریوں سے چکنا چور سوج بھی سیاہ ہو گیا اور زمین بھی ڈرانے کی خاطر طاعون لاری بہت

یہ تشریح قیامت باریاں تشریح گریہی

غلابے نیست ہر فرج آئی جو حسن کردار کے

یہ سعادت قیامت کی مانند ہے اگر تو زور کرے لوہاں کے دوڑنے کا علاج سولے نیک اعمال کے اور کچھ نہیں

نشانیہ تلقین سترائ جناب عزت و غیرت

کہ اگر خدا بد کردند دریکہ سے چوں کہ ہم بیکار کے

اس بادگاہ جالی سے کشتی نہیں کرنی چاہیئے اگر وہ چاہے تو ایک میں کئے کیشے کی طرح تجھے فنا کر دے

من انہم کی گنتی تو خود ہم فکر کن بارے

خود ابرہوں پر دست لے داناؤں پر بیکار کے

بلکہ نہ ہمدردی سے بی بات کی ہے اپنا تو خود خود کر لے اسے سمجھ دار انسان عقل اسی دن کے لیے ہوا کرتی ہے

(ابام الصلح صفحہ ۲۲ مطبوعہ ۱۸۹۹ء)

اسے قدیر و خالق ارض و سما

اسے رحیم و مہربان و رھنما!

اسے قادر اور آسمان زمین کے پیدا کرنے والے اسے رحیم - مہربان اور رستہ دکھانے والے

ایک مے داری تو بردلما نظر

ایک از تو نیست چیز سے مستتر

اے وہ جو کہ دلوں پر نظر رکھتا ہے اے وہ کہ تجھ سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں

گر تو مے بینی مرا چشوق و شتر

گر تو دیدستی کہ ہستم بد گھر

اگر تو مجھے نافرمانی اور شرارت سے بھرا ہوا دیکھتا ہے اور اگر تو نے دیکھ لیا ہے کہ میں بد ذات ہوں

پارہ پارہ کن من بدکار را

اشاد کن این زمرہ اعتبار را

تو مجھ بدکار کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال اور میرے ان دشمنوں کے گروہ کو خوش کر دے

بر دل شاں ابر رحمت با بار

ہر مراد شاں بفضل خود ہمار

ان کے دلوں پر اپنی رحمت کا ہاں برسا اور اپنے فضل سے ان کی ہر مراد پوری کر

آفتش آفتال بر دور دیوار من

دشمنم باش و تبر کن کار من

میرے دور دیوار پر آگ برسا میرا دشمن ہو جا اور میرا کاروبار تباہ کر دے

در مرا از بند گانت یافتی

قبلہ من آسانت یافتی

لیکن اگر تو نے مجھے اپنا فرزند دار پایا ہے اور اپنی بارگاہ کو میرا قبلہ مقصد پایا ہے

در دل من آل محبت دیدہ

کہ جہاں آل راز را پوشیدہ

اور میرے دل میں وہ محبت دیکھی ہے جس کا بھید تو نے دنیا سے پوشیدہ رکھا ہے

با من از روئے محبت کار کن

اندکے آفتشے آن اسرار کن

تو محبت کی رو سے مجھ سے پیش آ۔ اور ان اسرار کو تھوڑا سا ظاہر کر دے

ایکہ آئی سوئے ہر جو متدہ

واقعی از سوئے ہر سو زندہ

اے وہ کہ تو بہتر تلاش کے پاس آتا ہے اور ہر جتنے دالے کے سوز سے واقف ہے

زماں تعلق حاکم بانو دا شتم:	زماں محبت حاکم درد دل کا شتم
خود بدول آڈیچے ابراہ من	اے تو کھنٹ لجا دا داوائے من
تو اک پ میری بریت کے لیے باہر نکل۔ تو ہی میرا عصا اور جائے پناہ اور ٹھکانا ہے	وز دم آل غیر خود را سوختی
آتشے کا درد وطم افروختی	وہ آگ ہو تو نے میرے صل ہیں روشن کی ہے اور اس کے شعلوں سے تڑنے اپنے غیر کو جلا دیتا ہے
علم نال آتش رخ من بر فروز	ہوین شپ تارم مبتدل کن بر تو
اسی آگ سے میرے چہرہ کو بھی روشن کہے اور میری اس اندھیری رات کو دن سے بدل دے	چشم بکینا ایں جہان کور را
اس اندھی دنیا کی آنکھیں کھول اور	اے سخت گیر خدا تو اپنا نور دکھا
نہ آسمان تو نشان خود تما	یک گلے از بوستان خود تما
آسمان سے اپنے نشان کا نور ظاہر کر	اور اپنے باغ میں سے ایک پھول دکھا
ایں جہاں ہیتم پر افسق و فساد	غافلان را نیست وقت موت یاد
میں اس جہاں کو فسق و جور سے پڑ دیکھتا ہوں	غافلوں کو موت کا وقت یاد نہیں رہا
از حقایق غافل و بیگانه اند	ہمچو طفلان مائل افسانہ اند
وہ حقایق سے غافل اور نادان ہیں	اور بچوں کی طرح کمائیوں کے شایق ہیں
سرو خدا ہاں زہر پڑے دوست	پڑے پلہا تا فتنہ از کڑے دوست
ان کے دل خدا کی محبت سے سرور میں مصطل ہیں	خدا کی طرف سے پھر گئے ہیں

الہامی شعر

سال دیگر آکر مے داند حساب | اتا تجا رفت آکر با با بود یار |
 آئندہ سال کا حساب کون جانتا ہے جو دوست گذشتہ سال ہمارے ساتھ تھے وہ اب کدھر گئے |
 (سعدی کا شعر ہے) (الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۱ء)

الہامی مصراع

سلامت بہ تو اے مرد سلامت
 اے سلامتی والے انسان تجھ پر سلامتی ہو
 (الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۱ء)

ترا یا ہر کہ روئے آشنا نیست | قرار کارنت آخر بر جدائیت |
 تجھے جس کسی سے بھی دوستی کا تعلق ہے اس کا انجام آخر جدائی ہے
 از فرقت برو لے بارے نباشد | کہ با میرندہ اش کارے نباشد |
 اس شخص کی جدائی سے دل کو صدمہ نہیں ہوتا جسے برتنے والے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا
 (اجمار الحکم جلد ۵ نمبر ۲۹ صفحہ ۹ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

غریب و رطہ بحر محبت | تر بر مشق نظر باشند نہ بر کس |
 بحر عشق کے بھنور میں غرق ہونے والے کو نہ اس کی محبت پر نظر ہوتی ہے نہ غصہ پر

چنان نغمیں عزیز آید کہ تمہیں

دلبر کے ہونٹوں سے عاشق کے کانوں میں عامت بھی دیسی ہی پسندیدہ ہے جیسے کرتا باش

کہ قرباں سے کندہ رو سے دل دیں

چنان ریوش خوش اقتدا از سر عشق

عشق کی وجہ سے محبوب کا چہرہ اتنا پسند ہوتا ہے کہ وہ اس پر اپنا دل اور دین قربان کر دیتا ہے

دل و جان نشنوداں یا ر شہیریں

تنبہ روزش بر دلبر کار باشد

دن رات اُسے دلبر سے ہی کام رہتا ہے اور وہ پورا دوست اس کا دل اور جان بن جاتا ہے

ہمیں اپن عشق را رسم است و آئین

بسوزد ہر چہ غیر یار باشد

ہر بھی یار کے سوا ہر عاشق سب کو جلا دیتا ہے اس عشق کی بھی رسم سے اور یہی طریقہ

عشق بانداں در مقام دیگر اند

مخلوق و عالم جملہ دشور و شر اند
مخلوقات اور دنیا سب شور و غوغا میں مبتلا ہیں۔ گو عاشق ایک اور ہی مقام پر ہیں

ہم سگان کو چہ اند ما بہتر اند

گر داناں کو چہ سیروں نگذیریم
اس دل اگر ہم عشق کے کوچہ کھلے نہ کر لیں۔ تو گلیوں کے کتے بھی ہم سے بہتر ہیں

راجدار الحکم جلد ۵ نمبر ۲ صفحہ ۲

موجودہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۱ء

ہذاوند امیر نغم ہیں کہو بریں آئیں

اگر این کفر بہت آید بر قرباں کفر صدیں

اگر مجھے یہ کفر مل جائے تو میں سو دین اس پر ستراں کر دوں۔ الٹی مجھے ہی کفر انداسی طریقہ پر موت دے

گر نہ تو نشی بر کفر اندوٹے و لبرم
 اگر میں اپنی جنت کو اپنے لڑکی جانتا ہوں تو یہ اس محبت کو کس سے لگاؤں اور میں دل کو کہاں سے جانوں

امن مال تمیم کہ چشم بہ بندم ندے دوست
 میں وہ نہیں ہوں کہ دوست کے چہرہ کی حالت آکھ بند کر لوں خواہ مجھے نظر آتا ہو کہ تیر سیدہ امیر علیؑ آ رہا ہے

والحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء

دل مے بلرز دو چو یاد آورم
 مناجات شویدہ اندر حرم

میرا دل کا چنے لگتا ہے جب میں یاد کرتا ہوں ایک عاشق کی مناجات کو جو اس نے حرم میں کی تھی

والحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء

الہامی شعر

ادب لیش محمد احسن را
 تارکِ روزگار مے بیخیم

میں اس کی خاطر محمد احسن کو روزگار کا تارک دیکھتا ہوں

راجہ راجہ قادیان یکم ستمبر ۱۹۰۲ء

پوئلہ از خدا طاعون بہیں اور چشمہ اکرامش
 تو خود طعونی اسے فاقس جو طعون و نمش
 جب طعون خدا کی طاعت اور اسے عزت کی نظر سے دیکھو اسے فاقس تو آپ طعون ہے اس کا نام طعون نہیں رکھتا ہے
 زبان تو بید وقت صلاح و ترک خیرت است این
 لکھے کہ بریدی چسپہ نہ بنیم نیک انجامش
 یہ تو یہ کا زاد اصلاح اور تکبر کا کھاتہ ہے بلا بھی ہر وہی سے چمٹا رہے مجھ اس کا انجام اچھا معلوم نہیں ہوتا
 (دراغ ابلا صفحہ ۱۹۰۲ مبلوہ ۱۹۰۲)

ماندہ چیر طیت دیگر خشک نال جنرے دگر
 خودنی ہر گونہ باشندان خشک سے بے ہنر
 معانِ نعمت اند چیز ہے خشک روٹی اور چیز ہے اسے سمجھ سوسھی روٹی کھانے کے قابل نہیں ہوتی
 دو مثال ماندہ ہند از ہر دو کرم
 یاد مانے خشک نال ہیکال گال رائیہ کرم
 دوستوں کو فضل و کرم سے عمدہ نعمتیں ہتی ہیں۔ لیکھی غیر دل کو سوسھی روٹی کے ٹکڑے ہی ملتے ہیں
 نیز ہمیشہ سنگال اس خشک نال مانگتند
 ماندہ از لطفما پیش عوینال سے ہزند
 اس خشک مدنی کو کتوں کے آگے بھی ڈالتے ہیں اور خوانِ نعمت کو لطف کے ساتھ عزیز ملک کے ساتھ لہجائے ہیں
 ترک کن این خشک نال لہوش کن ہنہ باش
 گر خرد مناسی ہے اس ماندہ دیوانہ باش
 تو اس سوسھی روٹی کو چھوڑ۔ جوش کر عقل کر۔ اگر عقلمند ہے تو خوانِ نعمت کا طلب گارین
 (دراغ ابلا صفحہ ۲۴ مبلوہ ۱۹۰۲)

آسمان بار و نثار الوقت بیگرید زمین
 بار و نجر و کینہ و انکار ایناں را بہیں
 آسمان نثار برساتا ہے اور زمین لالچت کستی ہے اس پر بھی نثار لوگوں کی عداوتوں کیوں لہذا نثار کو دیکھو

اے طاہر گنہگار ارباباں کن بیک نظر
چوں خطا موش ماندے در جنین وقتِ خطرو

اے طاہر کرنے والے خدا کے لیے ناز کے حالات پر ایک نظر ڈالیں خدا ایسے خطرے کے وقت کیونکر عام موشوں جیسا
خستگان میں ملازماں سماں طلبیدہ اند
اسم و تھینکہ دلہا خوں زخم گرویدہ اند

دین کے صحبت تو دل نے مجھے آسمان سے بلایا ہے اور میرے ایسے وقت پر آیا ہوں کہ دل غم کے مارے خون ہو چکے تھے
دلعوی ملازمن زخم نوازاں دادہ اند
ہر دم ہم اپنے بے تصدیق ما استادہ اند

ہمارے دل کی ایک کڑوں نشوں سے توت دی گئی چاند اور سورج بھی ہماری تصدیق کے لیے کھڑے ہو گئے
نخجہ کولارویہ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ ۱۹۰۲ء

بہر دم بندے از خدا ہے آید
بجاست اہل بعیرت کہ چشم بکشاید

مجھے بہر طرف خدا کی طرف مدد ہی ہے اہل بعیرت کہاں ہیں۔ جو اُسے آنکھ کھول کر دیکھیں
نخجہ المندوقہ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ ۱۹۰۲ء

اے پئے تختیرین بستہ کر
آئینتت جزو بگو من کارِ دگر

اے وہ جو میری ذات کے درپے ہے اور سوائے میری رہائی کرنے کے تجھے اور کسی کام نہیں
چوں تیری از خدا ٹے راز داں
مے کشتائی بہر دم بگو من زباں

تو جو ہر وقت میرے برخلاف اپنی زبان کھولتا ہے نہ اے غیب دان سے کیوں نہیں ڈرتا
از سر تقویٰ ہنمے باید جدال
آگجاوشناہم از اے بد خصالی

تقویٰ کو نہ نظر رکھ کر جھگ کرنی چاہیے اے بد خصالی انسان کب تک گالیاں دیتا رہے گا

نیستی گرگ پیا بانی نہ مار
 ترک کن ایں خوبی از حق شرم دار
 تو جنگ کا بیڑیا نہیں ہے۔ نہ سانپ ہے۔ یہ عادت چھوڑ اور خدا سے شرم کر
 اے عجب از میر لیکے پر غضب
 اے غمخوار انسان تیری میرت سے تعجب آتا ہے کہ تو حقیقت سے بے خبر اور ادب سے دور ہے
 خیز و اقل فہم خود را کن درست
 اگٹھ اور سب سے پہلے اپنی سمجھ کو درست کر۔ نکتہ میں انسان کی سب سے پہلے اپنی آگٹھ ٹیکہ ہونی چاہیے
 دل شود از بد زبانی با ییہ
 بد زبانی سے دل بیاہ ہو جاتا ہے۔ بد زبان لوگوں کی خدا کے حضور میں رسائی نہیں ہے
 کم نشین باز مرہ مستتر میں
 آبیابی حصہ از ہمتیں
 تسخیر کرنے والے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھ۔ تاکہ تو بیات یا توں میں شامل ہو
 روز و شب بد گفتنم کار تو شد
 لعنت و تحقیر کردار تو شد
 دن رات تیرا کام مجھے بُرا کہتا ہے۔ لعنت اور تحقیر تیرا پیشہ ہو گیا ہے
 لعنت اک باشد کہ از رحمن بود
 لعنت تامل و دودل آساں بود
 لعنت زدہ ہوتی ہے جو رحمان کی طرف سے ہو تاہل اور ذلیل انسان کی لعنت کوئی حقیقت نہیں رکھتی
 مگر سفیہ لعنتے بر ما کند
 اُونہ بر ما خویش را رسوا کند
 اگر کوئی احمق ہم پر لعنت کرے۔ وہ ہم پر نہیں پڑتی بلکہ وہ خود اپنے آپ کو بدنام کرتا ہے
 ہر کسے دار ددل پر ہینر گار
 چوں عجب دار دز کار کرد گار
 جس شخص کا دل پر بیزگار ہے۔ وہ خدا کے کام پر کیوں تعجب کرے

اگھر از یک قطرہ انسانے کند
 وہ خدا جو ایک قطرہ سے انسان کو پیدا کرتا ہے اور دودھی بیجوں سے ایک باغ بنا دیتا ہے
 چوں نے ساگر میحائے کند
 اگر وہ مجھ جیسے کو مسح بنا دیتا ہے یا ایک فقیر کو شہنشاہ کر دیتا ہے
 نیست از فضل عطائے او بعید
 تو اس کے فضل و کرم سے میرات بعید نہیں وہ اندھلے جس نے اس بات کو انکار کیا
 ہاں مشو تو میدزل علی جناب
 خبردار تو اس عالی بارگاہ سے ناامید نہ ہو۔ ہندہ بی جا۔ پھر جو تڑپا ہوتا ہے لے لے
 قاور است خالق و رب مجید
 وہ قادر۔ خالق لہر و زنگ رہتا ہے جو پاتا ہے کرتا ہے کس نے اس کی لاجاری دیکھی ہے
 نظر را دئے در خشاں مے وہد
 ایک قطرہ منی سے بچکا اور چہرہ بنا دیتا ہے اور تپھر سے سل پر خشاں پیدا کر دیتا ہے
 بر کسے چوں مہربانی مے کند
 جب کسی پر مہربانی کرتا ہے۔ تو اسے زمین سے آسمانی بنا دیتا ہے
 بچھیں برین عطائے کردہ است
 فقہما بے اتنا کے کردہ است
 اسی طرح مجھ پر بھی اس نے مہربانی فرمائی ہے اور بے اتنا فعل کے ہیں
 مستلزم القاریاں بے چوں شدم
 اور معارف از ہر افرمول شدم
 میں خود اس لامتناہی ذات کا مظہر بن گیا اور حقیق و معارف میں سب سے بڑھ گیا

یادِ من بر من کرم دار دے
 صد نشاں دارم اگر آید کے
 میرا خدا مجھ پر بے حد مہربانی رکھتا ہے میرے پاس سب کچھ لکھا ہوا ہے
 اے شاہ تیرے من تابندہ ام
 اے مرد۔ سن لو کہ میں زندہ ہوں اے اندھیری رات تو رتم بھی سن لو کہ میں روشن ہوں
 ایں دو چشم من کز یب ایں سرم
 بنید آں یارے کہ یارِ کجولم
 میری یہ دونوں آنکھیں جو میرے سر کی رونق ہیں۔ اس یار کو دیکھتی ہیں جو میرا دلبر ہے
 ایں قدم تا عرشِ حق دار گذر
 و ایں دو گوشہ رارسد از حق خبر
 اس میرے قدم کا میرے خدا کے عرش تک پہنچتی ہے۔ اور میرے ان دونوں کانوں کو حق کی طرف سے خبر ملتی ہے
 صد ہزاراں نعمتہم بخشیدہ اند
 و ایں رخم از غیرِ حق پوشیدہ اند
 مجھے لاکھوں نعمتیں بخشی گئی ہیں۔ اور میرے اس چہرہ کو غیروں سے چھپا دیا گیا ہے
 مے دہم فرعونیاں را ہر زماں
 چوں دیدہ بیائے موسیٰ صد نشاں
 میں ہر وقت فرعونی صفت لوگوں کو یہ بیضا جیسے سینکڑوں نشان دکھاتا ہوں
 تریں نشاناں بیدرگاں کو رو کر اند
 صد نشاں بنید و غافل بگذر اند
 یہ قطرات لوگ ان نشانوں کی طرف سے اندھے اور بہرے ہیں سینکڑوں نشان دیکھ کر بھی پروا نہیں کرتے
 دور افتادم ز پشیمان بشر
 از مقام کس نئے دارد خیر
 میں لوگوں کی آنکھوں سے دور ہوں۔ کسی کو میرے مقام کی خبر نہیں ہے
 درمن افتادند از نقصِ محمول
 بخت برگردیدہ محروم از قبول
 عقل کی کمی کی وجہ سے انہوں نے مجھ سے مقابلہ کیا اور بہ قسمت ہو کر مجھے قبول کرنے سے محروم کر کے

کس نر از بہان من آگاہ نیست

عقل شمال یا تدبیر ما را ہ نیست

میرے ہاں کے ماننے کوئی مجھ کو تعجب نہیں۔ ان کی عقل کی ہمارے مدعا سے مدعا تک رسائی نہیں

از حشر حق است جوش جنگ شمال

وز پشیم لطائف حق آہنگ شمال

ان کا جوش مد لڑائی بیوقوفی کی وجہ سے ہے۔ اور خدا کے نور کا بھانا ان کا مقصد ہے

اسے مزور گر بیانی سونے ما

واز وفاقت انگلی در کوٹے ما

اسے زیب خودہ انسان اگر تو ہماری طرف آئے اور ہمارے پاس مدعا دار ہو کر رہے

واز سر صدق و صداقت پروری

روزگار سے در حضور ما بری

بیز سچا بن کر اور طلب حق کی نیت سے کچھ سود ہمارے پاس ہے

عالمے بینی نہ رہائی نشان

سوسے رحا خلق و عالم را کشاں

تو تو خدا کی نشانات کا ایک عالم دیکھے گا جو دنیا کو خدا کی طرف کیہنے کے لیے آتے ہیں

من نے خواہم کہ آزار سے دم

بر سر ہر ماہ و دینار سے دم

میں نہیں چاہتا کہ اس معاملہ میں مجھے کوئی تکلیف دوں بلکہ ہر مہینے ایک تفریحی آئیرے لڑا جاتا ہے ایسے کو تیار ہوں

بچھیں یک سال سے باید قیام

از کن ایں ہمد است و از تو التزام

اسی طرح ایک سال تک میرے پاس رہنا چاہیے میری طرف سے ہمد سے ہمد تیری طرف سے پابندی ضروری ہے

اگر گذشت ایں سال عدم بے نشان

ہر چہ سے گوئی ہمے گو بعد ز اں

اگر میرے وعدہ کا یہ سال بھیر کسی نشان کے گذر گیا تو مجھے جو کچھ کہنا ہے اس کے بعد کہو

صالحاں این طریق و سنت است

ساوا استیجال را و لعنت است

یہی نیکوں کا طریقہ اور ان کی سنت ہے۔ جلد بازی کا رشتہ لعنت کی ماہ ہے

بہر کہ عشق شد در دل از حضرتش	کیہیا باشد دے در صحبتش
جس شخص کا ہاں نہا کی درگاہ سے روشن ہو گیا اس کی صحبت میں تو یک لگو گزارنا بھی کیہیا ہے	
بہر کہ اور را ظلمتے گیرد براہ	دامن پاکاں است اورا عذرخواہ
جس شخص کو ظلمت گھیر لیتی ہے۔ اس کے لیے تو پاک لوگوں کا دامن ہی شفیق ہے	
اگ خدا بایا بر خود یاری کند	باوقادارال وقاداری کند
وہ خدا اپنے دوست کے ساتھ دوستی کرتا ہے اور وقاداروں کے ساتھ وقاداری کرتا ہے	
بہر کہ عشقش در دل وجانش قناد	تاگمال چلنے در ایانش قناد
جس کے جان اور دل میں ہی کا عشق داخل ہو جاتا ہے تو یکدم اس کے ایمان میں جان بڑھ جاتی ہے	
عشق حق کرد دیواں بر دے اُو	برے او آید تر بام و کوشے اُو
خدا کا عشق اس کے چہرہ سے ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کی غوثیہ اس کے مکان اور گلی سے آتی ہے	
وید اُو باشد بحکم دید اُو	خود نشیند حق پئے تائید اُو
اس کی زیارت خدا کے دیدار کا حکم رکھتی ہے اور خدا تعالیٰ آپ اس کی نصرت میں لگ جاتا ہے	
بس نمایاں کار کا اندر جمال	مے نماید بہر اکرامش عیال
بت سے بڑے بڑے کام خدا تعلق اس دنیا میں اس کی عزت کے لیے دکھاتا ہے	
صد شعاش مے دید چوں آفتاب	تا مگر جانے بر آید از حجاب
اس کی طرح سے روشنی کی سیکنوں میں شعاں بر شعاں ہے تاکہ کوئی جان ظلمت کے عجاہوں سے نجات پائے	
انچہ نہیں بر من کر ما کردہ است	منکر م بہ خود ستمہا کردہ است
خدا تعلق نے مجھ پر ایسے کرم فرمائے ہیں۔ میرے منکروں نے خدا اپنے آپ پر ظلم کر رکھا ہے	

<p>علم غیب از وحی خلاق جہاں</p>	<p>علم قرآن علم آں طیب و باں</p>
<p>قرآن کا علم۔ اس پاک زبان کا علم اور امام الہی سے غیب کا علم</p>	<p>اسی سے علم چوں نشانہ ادا وہ اند</p>
<p>ہر سہ ہنچوں نشانہ ادا استادہ اند</p>	<p>یہ تین علم مجھے نشان کے طور پر دئے گئے ہیں اور تینوں بطور گواہ میری تائید میں کھڑے ہیں</p>
<p>تا در آویز دویدیں میداں بہ من</p>	<p>آدمی نادے نہ دار و بیج فن</p>
<p>کوئی انسان یہ طاقت نہیں رکھتا کہ اس بیدان میں مجھ سے مقابلہ کرے</p>	<p>تحتہ در حال پلشتاں شد تمام</p>
<p>یا وہ گوئی ما نہ در دست تمام</p>	<p>رحمان کی طرف سے اُن پر حجت پوری ہو گئی۔ تالیق لوگوں کے پاس صرف یہ سودہ کو اس رہ گئی</p>
<p>ہر وہ ہم پیشیم آمد در سجود</p>	<p>از کسوف و زکسول نوریکہ بود</p>
<p>کسوف و زکسول کے موقع پر اُنچہ پہ نور ہو جانے کی وجہ سے چاند اور سورج کبھی میرے سامنے مجھے نہیں گھڑے</p>	<p>اسی نشان بر آسماں حال نمود</p>
<p>بر زمین ہم دست طہیبت با کشتود</p>	<p>رحمان نے یہ نشان تو آسمان پر دکھایا۔ اور زمین پر بھی اپنا طہیبت ناک اتم دکھایا</p>
<p>اومرا شد من ہم از ہر ش شد من</p>	<p>بست طہیبت یا بر من بر من اتم</p>
<p>میرا وہ ہو گیا اور میں اُس کا ہو گیا</p>	<p>میرے یاد کی مجھ پر کامل مہرانی ہے۔ وہ</p>
<p>راحت ہا تمہا رو شے او ست</p>	<p>دلبرم در شد بجان در مغز و پوست</p>
<p>میرا دلبر میری جان مغز اور پوست میں درج کیا میری جان کی خوش طہیبت کے منہ کی یاد ہے</p>	<p>راز ہا دارم بیار۔ دلبرم</p>
<p>شد خیال از من ہمایہ دلبرم</p>	<p>میرے محبوب اور میرے مددگار کئی راز ہیں اور اس کی نشان میرے وجود سے ظاہر ہوئی ہے</p>

ہر کے دستے پہ دامانے زند
 ہر شخص کسی نہ کسی کے دہن کو پکڑتا ہے گرم نے حق و قیوم اور کیا خدا کے دہن کو پکڑا ہے
 اسے دریتا قوم من نشا عند
 فسوس میری قوم نے مجھے نہ پہچانا اور ایمان کی دولت حصہ سے بر باد کر دی
 ایں جہان پرتقم کرد و کراست
 چشم نشاں از چشم بول کتراست
 یہ ظالم دنیا اندھی اور بہری ہے اس کی آنکھیں آؤڈل کی آنکھوں سے بھی گھنی ہیں
 ذرۃ بودم مرا بنوا عند
 بول خود گشتم ز چشم خدا عند
 زہں لیے کجب ایں رنگہ تھا تو انہوں نے میری موت کی گرجب میں سوچ نہ گیا تو انہوں نے مجھے اپنی نظر سے گرایا
 ترجمہ غزالیہ صفحہ ۱۶۹۰۶

جہاں ز نفع بشر کمال از خدا باشد
 کہ با نشان نمایاں خدا نما باشد
 منافق میں وہی خدا کی طرف سے کمال ہوتا ہے جو در دشمن نشانوں کے ساتھ خدا نما ہوتا ہے
 بنامہ ریح او نور مشق و صدق و وفا
 ز خلق او کرم و عزت و جفا باشد
 اس کے چہرے سے مشق اور صدق و صفا کا نور چمکتا ہے کرم، ہمساد اور جفا اس کے اخلاق ہوتے ہیں
 صفات ابوہریرہ علی صفات حق باشد
 ہم صفات او بھی انبیا باشد
 صفات کی ساری صفات خدا کی صفات کا پرتو بنتی ہیں اور اس کا استقلال بھی انبیا کے استقلال کی مانند ہوتا ہے
 اداں چشمہ او کرم سردی باشد
 جہاں در سایہ دلش رشنے کہو یا باشد
 اس کے سر شہید سے سردی فیضان کا مانند جاری ہوتا ہے اور اس کے چہرے میں خولنے ننگ کا چہرہ نظر آتا ہے

صورت اور موٹے فلک اور سردی
 وجود اور رحمت پر مصطفیٰ باشد
 اس کی روانہ وقت آسمان کی طوت ہی ہوتی ہے۔ اور اس کا وجود مصطفیٰ کا طرح سراسر رحمت ہونا ہے
 خیر و بد بقدر مشیت خدا ہے مصحف پاک
 ہم از زول سلائے بصد ثنا باشد
 خدا اس کی تشبیہ آدمی کی خیر خزان مجیدیں و تیل ہے۔ سوسل کی طوت سے بھی سیکڑوں ثنا اور سلام بھیجاتے ہیں
 ثنا ہا زرد و جاناں خود سیر اخصاص
 اگر چہ سب مصیبت ہرزور با باشد
 وہ اپنے مشرق کی راہ میں کبھی انصاف میں کمی نہیں آنے دیتا۔ خواہ مصیبتوں کا طوفان کتنے ہی زور و طاقت پر ہو
 ایرا و یار عزیز از بلا نہ پڑھیزد
 اگر چہ در و و آں یار از دہ با باشد
 اس رحمت و امداد کی ماہ میں وہ کسی بلا سے نہیں ڈرتا خواہ اس یا کے راستے میں از دہ با بیٹھا ہو
 کند حرام ہمیشہ شوق اب را بر نفس
 یہ جو بھلائی و دعا کی دیراں بلا باشد
 وہ نیند اور پیش کا اپنے اور حرام لیتا ہے۔ جیکہ سب تک و دیراں پیش و مشرت کی بلا میں گرفتار ہوتے ہیں
 دل را کوکب کلمش باشد نو قنادہ ز فرق
 فراغت از ہر خود بینی و دیراں باشد
 اس کا دل امداد سے امداد پی سر سے لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی خود بینی اور پریا سے پاک ہونا ہے
 اصول اولیٰ خلق رحم باشد و لطف
 طریق اولیٰ ہر ددی و عطا باشد
 اس کا اصول صرف خلقت پر رحم امداد لطف ہے۔ اور اس کا طریقہ کلی طور پر ہمدردی اور سخاوت ہونا ہے
 ہمیشہ نفس ترغیبش بجا ہدایت حسرت
 کہ چوں گو و بدیاں تاج ہدی باشد
 اس کا شرف دل ہمیشہ اس حسرت سے غلبی رہتا ہے کہ میرے لوگوں کی حماقت کس طرح ہدایت پانے گی
 ہمیشہ محترمانہ صحبت ہماں ماند
 ملامت از پیٹے دیں بچوا صیفا باشد
 ہمیشہ شریفی کی صحبت سے محتنب رہتا ہے۔ امداد امداد کی طرح دین کے لیے غیر نماند ہوتا ہے

اپنا وین بود و لہجہ مسلماناں

بعقدِ ہمت خود واقع قضا باشد

وہ وہی کی پناہ اور مسلماناں کی جانے مخالفت ہوتا ہے اور ان کی ہمت کے زور سے قضا کو دفع کر دیتا ہے

ہزار سرزنی و مشکلی نہ گردل

چو پیش او بروی کار یک فعا باشد

تو نہ مگر میں مانتا ہے مگر تسی مشکل حل نہیں ہوتی لیکن جب تم اس کے سامنے ہاتھ نہ تو اک ایک جھا کافی ہوتی ہے

چو شیر نہ ندگی او بود و دین عالم

ز صید او دگراں را ہمہ غذا باشد

اس دین میں اس کی زندگی شیر کی زندگی کی طرح ہوتی ہے یعنی دو سروں کو اس کے کھار سے غذا پھیراتی ہے

اگے نشان بناید ز بہر دین قویم

گئے بھر کہ جنگش با شقیبا باشد

کبھی وہ دین اسلام کی مخالفت نہ کرتا ہے اور کبھی بد بھڑوں کے ساتھ ہی لڑائی کا مرکز میں آتا ہے

بود منظر و منظور از حدائے کریم

ز مصطلات شریعت گرو گستا باشد

وہ ضلع کے کریم کی طرف سے مظفر و منظور ہوتا ہے اور شریعت کی شکلات کو حل کرنے والا ہوتا ہے

ز مہر باران دل برد خوش بہار و نور

ز نشان حضرت اعلیٰ درو ضیا باشد

اس باران کی ہمت کا نور اس کے چہرے سے برستا ہے اور اس میں عینا بیک نشان کی اس میں چمکتی ہے

کشتوف اہل کشتون از پلے او باشد

ہم از نجوم پے مقدس صدا باشد

اہل کشتون کے کشت ہی کی خاطر ہوتے ہیں اور تار عمل سے بھی اس کی تشریف آوری کی آواز آتی ہے

غرض قفا صلایت نشانادار و

نہ ہر کہ دلق پو شد ز اولیا باشد

غرض ولایت کا مقام بہت سے نشان دکھتا ہے یہ نہیں کہ جو گدڑی پس لے وہ دیوں میں شمار کرنے لگے

کلایین ہر دولت ہمت ست و وفا

خوشا کیسکہ جنیں دولت عش عطا باشد

اس سدا کی دولت کی کنجی ہمت اور وفا ہے خوش قسمت ہے وہ جسے ایسی دولت مل جائے

۲۶۳

سخن بظہر قندزدی ہے تو اں گفتن

دلے علامت سرواں رہ صفا باشد

فقر کی باتیں چوری کر کے بھی میان کی جاکتی ہیں لیکن اس ماہ کے مرفول کی علامت صدق و صفا ہے

مشکلات سے بستی پر شرح دہم

کہ شرط ہر قدمے گریو بکا باشد

ماہ و ماہت کی مشکلات کی تفصیل میں کیا بیان کروں کہ ہر قدم کے لیے گریہ و زاری لازمی سے

بوسوزد آنکھ سوز و لصدق و درو یار

بمیرد آنکہ گریز نہ از فنا باشد

خدا کرے وہ میل جائے جو دوست کی ماہ میں نہیں جلتا خدا کرے وہ مرحلے جو فنا سے بھاگتا ہے

کلا و فتح و ظفر بیج سرنے یا بد

مگر سر یکہ پتے حفظ دین قدا باشد

کوئی مہر فتح و ظفر کا آج نہیں ہو سکتا سوائے اس کے جو دین کی حفاظت کے لیے قربان ہو

نشانے سماوی پر بیج کس نہ صند

مگر کیسکہ نہ خود گپے قدا باشد

کسی شخص کو آسمانی نشان نہیں ملتا مگر اسی کو جو خدا کی خاطر فنا ہو جائے

کسے رسد بمقام مخلق و اعجاز

کہ در مقام مصافات و صطفا باشد

وہی شخص خواہق اور معجزوں کے درجہ پر پہنچتا ہے جو دوستی اور بگزیدگی کے مقام پر ہو

ضرورت است کہ در دین جنس امام آید

چو خلق جاہل و بدین و مروہ سب باشد

ضرورت ہے کہ دین میں ایسا امام آئے کہ سب خلقت جاہل ہے دین اور مرفول کی طرح ہو جائے

یہا بنال ہمہ ممنون منتش باشد

چرا کہ او پندرت اللہ ہی باشد

اہل جان سب اس کے زیر بار احسان ہوتے ہیں کیونکہ وہ مذہب اسلام کی پناہ ہوتا ہے

اگرچہ تیغ نہ دار و دگر بہ تیغ دلیل

ہمے در وصف تو میکہ نام نہ باشد

اگرچہ وہ توار نہیں رکھتا مگر دلیل کی توار سے اس قوم کی معنی اٹک دیتا ہے جو گمراہ ہو

جو پہلو اول پر سید زین العابدین علیہ السلام
 بہر دوش مدو صدق مدعا باشد
 کہت کریم کہ باس سے وہ ایک پہلو ان کی طرح آئے ہے اور لفظ اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ صدق کی مدد کرے
 چہ دستا کہ ناید بوز کشتی و جنگ
 بیاں امید کہ نفسے مگر رہا باشد
 گشتی اور لڑائی کے دن وہ بڑھ کر لہو دکھاتا ہے صرف اس امید پر کہ کوئی جان نجات پا جائے
 ہمیں مست طالب فرزند گانِ خدا
 ہمیں علامتِ مثل از خدائے ما باشد
 یہی خدا کے برگزیدہ لوگوں کی جماعت ہے ہمارے خدا کی طرف سے ان کی یہی نشانیاں مقرر ہیں
 ہجرتِ حرم گندارند ہر دو میکہ بود
 کہ تا حفاظتِ مردم ز فتنہ ہا باشد
 وہ اپنا ہر سانس جنگ اور لڑائی میں گزارتے ہیں تاکہ فتنوں سے لوگوں کی حفاظت ہو
 بخیر و عافیتت بگذرد شب اندوخت
 کہ پر باستانی را پیشاں بعد عنایا شد
 تیری رات آرام سے نیند میں بسر ہوتی ہے اس لیے کہ وہ بڑی درد مندی سے تیری پر باستانی کرتے ہیں
 غلامِ ہمت مرغان کار ز انبیاش
 کہ اس میں مہروزن از مردم و عایا شد
 تو ان مرغان کا رزنا کی ہمت کا غلام بن جا کر مرغانِ جنگ کے طفیل ہی مقبول اور موصول کمان حاصل ہوتا ہے
 پناہ بیضہ اسلام اک جو انروست
 کہ خونِ مثل ز پے دین مصطفیٰ باشد
 وہی جو انرو دین اسلام کی پشت و پناہ ہوتا ہے جس کا دل دینِ مصطفیٰ کے لیے خون ہوتا ہے
 ایں بود کہ ہمراہِ نیک طینت را
 سر نیاز بند گاہ شال فرا باشد
 یہی وجہ ہے کہ سب لایق اور نیک فطرت لوگوں کا سر عاجزی سے ان لوگوں کی گاہ پر ٹھیکا رہتا ہے
 دماغ و کبر پر دینِ حرب تاملت مست
 کہیکہ کبر کند سخت بے حیا باشد
 انہ بلور لوگوں کے مقابل کبر اور بڑائی کر لے وہی ہے جو کبر کر رہا ہے وہ سخت بے حیا ہے

چہرے کے کبر کی مثال پناہ بہر شہزاد

طیغی مثال بہر عمامہ و قبا پاشند

بھگڑ گیا کیا موقع ہے کہ وہ تو بہر انسان کی جلتے پناہ میں انہی کی طغیل سب کی بوتلیں محفوظ ہیں

انگلی میں مثال یکیدے بعد انشوی

منازع و ایسا خیال نہ تو جُدا باشد

اگر تو ان کی پناہ کی جگہ سے ایک لمحہ بھی جدا ہو تو ایمان کی پونجی اور دولت تجھ سے جدا ہو جائے گی

سلسلت زیر تبرہ صاف جانِ مخلص را

کہ تا رحد سر تو میکہ در یلا باشد

ان مخلص را منتہا نزل کا سر تیر کے چمچے رہتا ہے تاکہ اس قوم کا سر نہ سچ جانے جو مصیبت میں ہو

اصولِ مثال بہر پیکہ دی ست و سر و کرم

طیغی مثال درہ عجز و سر رضا باشد

ان کا اصول محض ہمدردی محبت اور شفقت ہے اور ان کا طریقہ عاجزی اور رضا کی طلب ہے

بہر جانِ کلومی فدائے آلِ دل باد

کہ مست و محو رضا ہائے کبریا باشد

ہزاروں قیمتی جانیں اس ایک دل پر قربان ہوں جو خداوند کبریا کی رضا میں سرشار اور بے خود رہتا ہے

بہر کسبِ خلوت پاکال اگر گذر بکنی

جہاں شود کہ چہ نور سے دہاں سرا باشد

پاک لوگوں کی خلوت میں اگر تیرا گذر ہو۔ تو مجھے معلوم ہو کہ وہاں کیسے کیسے انوار رہتے ہیں

ہاں دولت دو جہاں سر فروغ سے آند

بہر عشقِ یارِ دلِ نازِ مثال دو تابا باشد

دونوں جہاں کی دولت کی طرف بھی یہ لوگ توجہ نہیں کرتے ان کا درد مند دل محبوب کے عشق میں پور رہتا ہے

مناز با گلہ سبز و خرقہ زہر پشمیں

کہ زیرِ دلقِ ملحِ حزیب ہا باشد

بہر گلہ اور سادگی خرقہ زہر ناز نہ کرنا شئی گدائی کے نیچے ہمت سے فریب ہوتے ہیں

ز دست بازوئے آلِ مروغہ متئے آید

کہ سو خرقہ دلِ جلالِ لپے ہدیٰ باشد

وہی مروغہ سے دست و بازو کے ساتھ دست کر سکتا ہے جس کے دل و جان ہوا میں سے کے لیے پڑھو نہ ہوں

کیسے دل پہ رنقل تو زوش تہبے روز

محقق است کہ اود خادم الہدیٰ باشند

جس کا دل غمگین کی خاطر نون رات بچین رہے نیز ثابت شدہ بات ہے کہ وہ ہی لوگوں کا خادم ہوا کرتا ہے

غیر جانتہ دنیا و دین زجا بسر د

اگر زتنت ماطل شمال جہد باشند

حادثات کی فائزگی دین کی بنیاد کو ہلاکے اگر ہمارے مذہب سے ان لوگوں کا سایہ الگ ہو جائے

انہیں بود کہ پوسال صدی تمام شود

ہم آید آنگہ بدیں تائب خدا باشد

یہی ہے کہ جب صدی کے سال ختم ہوتے ہیں تو ایسا مظاہر ہوتا ہے جو دین کیلئے خدا کا ناقص ہونا ہے

رسید خزوہ ز غلبہ کم من بہاں مردم

کہ او مجد و ایں دین در ہنما باشند

مکمل غیب سے یہ نون شجر کی ملی ہے کہ میں وی انسان ہوں جو اس دین کا مجدد اور راہ نما ہے

لاٹے ما پتہ ہر سعید خواہد بود

ہم آئے فتح نمایاں ہنما م باشند

ہمارا جھنڈا ہر خوش قسمت انسان کی پناہ ہو گا۔ اور کھلی کھلی فتح کا نعرہ ہمارے نام پر ہو گا

بجب ملا اگر خلق سوئے مایہ وند

کہ ہر کجا کہ غنی مے بود گد باشند

اگر مخلوقات ہماری وطن دو ٹکڑے تو تعجب نہ کر کہ جہاں دو تہند ہوا ہے وہاں فقیر جمع ہو جاتے ہیں

گئے کہ نئے خزانہ لاکے نخواہد دید

بباغ ناست اگر قسمتت رسا باشند

وہ پھول جو کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھے گا وہ ہمارے باغ میں ہے اگر تیری قسمت یا وہ ہو

منم مسیح بباغب بلند مے گویم

منم خلیفہ و شاہے کہ پر سما باشند

میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ میں ہی مسیح ہوں اور میں ہی اس پادشاہ کا خلیفہ ہوں جو آسمان پر ہے

مقتدر است کہ روزے بریں بادیم ز میں

ہزار ہا دل جاں برہم خدا باشند

وہ بات مقتدر ہو چکی ہے کہ ایک نئے دین پر ہزاروں جان و دل میری راہ میں قربان ہوں گے

زین مردہ ہی تو امت عیسوی اتفاق

زود عقوبتے عمال خود اثر کجا باشد

کری ہو تو زمین بھی دم عیسیٰ کو چاہتی ہے۔ جو آپ نے عمل بدل ان کے عقلا اثر کہاں ہوتا ہے

گنہگار اندوہ منہ لگ کر کھل تائی

زنا مساعی بخت مار ما باشد

فصل کے دروازے کھلے گئے ہیں اگر تو ابھی دئے۔ تو یہ تیری بد بختی کی غصت ہے

بہر حال کس ہمدی و مسیح بر ماں

کہ کار نشان ہمہ خو زیزی و وفا باشد

یسو دگی سے تو اس مسیح اور ہمدی کا طلب کار نہ ہو۔ جن کا کام سراسر خو زیزی اور جنگ ہو گا

عویز من رہہ بائیدین و گرا ہے ست

شاہیکہ تیغ بر آئی اگر ایا باشد

سے بے عویز دین کی تائید کا اور ہی رشتہ ہے یہ نہیں کہ اگر کوئی انکار کرے تو تو فوراً تلوار کھل لے

چو جہتست کہ تیغ از بر آئے میں بکشی

نہ دیں بود کہ بہ خو زیزی بتعا باشد

اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ تو دین کی خاطر لوہا کھینچے وہ دین دین نہیں جس کی بنا خو زیزی پر ہو

چو دین بدل و محقول و با ضیبا بلنند

کہا م دل کساناں مد پیش بابا باشد

جبکہ دین بدل محقول اور دشمن ہو تو وہ کونسا دل ہو گا جسے ایسے مذہب سے انکار ہو

چو دل درست بود خیرے نمے باید

کہ نہ دین قول ہو جو عجب نما باشد

جب دین صحیح ہو تو اس کے لیے خیر و درکار نہیں کیونکہ با دلائل کلام کی طاقت سمجھتا ہوتی ہے

تو از رائے طبیعت نیامدی بیرون

ایں ہمہ پوست جبر با جفا باشد

چونکہ تو ابھی انسانی خواہشات کے چکر سے نہیں نکلا اس وجہ سے تیری ساری خواہش ظالمانہ جبر کے لیے ہے

کہ جبر تحت حق پر جمال تباہ دست

برو دلیل بدہ گر خود ترا باشد

سہانی کو دنیا میں جبر بھی لانا مناسب نہیں۔ اگر تمھے عقل ہے تو جاوہر اس کے برخلاف دلائل پیش کر

از جب کو کہ صدق را شکست آید
 ازین بود کہ رہ جبر با خطا باشد
 جبر سے تو راست ہا دل کی جہالت ٹوٹ جاتی ہے
 اسی وجہ سے جبر کا طریقہ قلمط ہے
 بہوش باش کہ طہرت خود دلیل گریند
 تسلی دل مرحوم ازین کجا باشد
 خود را ہو کہ جبر تو خود شکست کی دلیل ہے اس سے لوگوں کے دلوں کی تسلی کہاں ہوتی ہے
 مرا بکفر کنی متمم ازین گفتار
 کہ کفر نزد تو ابرار را سزا باشد
 تو اس بات کی وجہ سے مجھ پر کفر کا لہام لگاتا ہے کیونکہ تیرے نزدیک نیکیوں کو کافر کہنا درست ہے
 مگر چہ جاتے عجب گر تو اینچیں گوئی
 کہ ہر کہے بہتر آقا ذرا شخا باشد
 اگر تیرا قلم ہے تو کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ جو بھو ہنر تو ماہے وہ بگو اسی ہونما ہے
 بگو ہر آنچه گوئی چو خود نے دانای
 کہ ساکناں و شرا پیر اجنبیا باشد
 جو چاہے کہہ کہے کیونکہ تجھے علم ہی نہیں کہ اس کے دروازہ پر رہنے والوں کا کتنا بڑا مرتبہ ہے
 خوشم بخور کشیدن اگر چه کشتہ شوم
 ازین کہ ہر عمل و فعل را جزا باشد
 میں تو ہر ظلم اٹھانے کو تیار ہوں خواہ قتل ہو یا قتل اس لیے کہ ہر عمل اور کام کی جزا ضرور ملتی ہے
 دو چشم خویش صفایں کہ تا زخم بینی
 و اگر نہ پیش تو صد عدل ہم جفا باشد
 تیری دونوں آنکھیں صاف کرنا کہ میرے چہرہ پر دیکھ سکے ورنہ تیری نظریں تو ہر نصیحت بھی ظلم دکھائی دے گی
 مرا بریں سخنم اس فضول عیب کند
 کہ بے خبر زبیرہ و رسم دین ما باشد
 میری اس بات میں وہ فضول کہ عیب نکالتا ہے جو ہمارے دین کی راہ و رسم سے بے خبر ہے
 کجاست لطم صادق کہ تا تحقیقت ما
 برو جبال ہمہ از پرودہ شخا باشد
 ایسا لطم صادق کہاں ہے کہ جس پر ہماری حقیقت پرودہ عجاب میں سے بھی ظاہر ہو

زمانِ تعظیم یا مذہبِ زورِ خوابی
 ہاگنے کا وقت آگیا مگر ابھی تو نیندیں ہے من کہ بڑ بچھی رات کو فرشتہ یہی آواز دیتا ہے
 علمِ فضل و کرامت کیسے کا نہ رسد
 کجا است آنکہ زاربابِ اوقابا شد
 علمِ فضل اور کرامت کے زب سے کوئی ہم تک نہیں پہنچ سکتا کہاں ہے وہ شخص جو علمِ فضل و کرامت کا مذہب ہے
 ہزار لغتِ نمائی کیسے ہو سکے ما
 پتقشِ نوب و عیار و صفا کجا باشد
 کہ ہزاروں کتے دکھانے پھر بھی چسک اور کھرا ہونے میں ہمارے سدا کی برابری نہیں کر سکتا
 موبدیکہ میسادم سستِ عدتی وقت
 جتنانِ اودگرے کے ناقتیا باشد
 وہ تائید یافتہ شخص جو میسادم اور عدتی وقت ہے اس کی شان کو اقیما میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا
 چو غنچہ بود جملے نغموش و سر بستہ
 من آدم بقند و میکہ از صبا باشد
 یہ جان ایک غنچہ کی طرح بند تھا میں داں کے لیے ان برکتوں کو لے کر آیا ہوں جو باو صبا لایا کرتی ہے
 سپر قندہ ہا کہ بزلاست اندریں ایام
 کد ام راہ بدی کو در اختیار باشد
 اس زمانہ میں کس قدر فتنے پیدا ہو گئے ہیں اور کونسا مانتہ بدی کا ہے جو خلیج ہے
 محال بہت کویں قندہ ہاشوی محفوظ
 مگر ترا چو بن گام اقدابا شد
 ہا ممکن ہے کہ تو ان فتنوں سے بچ سکے سوائے اس کے کہ تو میری پیروی کرے
 کھیکہ سایہ بال جہاش سود ہما د
 برایش کہ دورے سے نطل ما باشد
 وہ شخص جسے مال ہمانے بھی ناٹھ نہ دیا ہو اسے چاہیے کہ دو دن ہمارے زیر سایہ رہے
 مسلم است مرا از خدا حکومت عام
 کہ من مسیح خدا یم کہ بر سما باشد
 خدا کی طرف سے میری حکومت ثابت ہو چکی ہے کیونکہ میں اس خدا کا مسیح ہوں جو آسمان پر ہے

وہیں خطاب مرا ہرگز انفعات نمود
 چہ مجھ میں چو چنین حکم از خدا باشد
 مجھے اس خطاب کا ہرگز کوئی شوق نہ تھا لیکن میرا کیا تصور ہے جب کہ خدا کی لوت سے ایسا ہی حکم ہے
 تاج و تختِ زمین آرزوئے دارم
 نہ شوقِ افسرِ شاہی بدل مرا باشد
 میں کسی زمینِ تاج و تخت کی خواہش نہیں رکھتا نہ میرے دل میں کسی بادشاہی تاج کا شوق ہے
 مرا بس است کہ ملکِ سجادت آید
 کہ ملکِ ملکے میں رابقا کجا باشد
 میرے لیے ہی کافی ہے کہ آسمانی بادشاہت اتمہ اچھلے کیونکہ زمینی ملکوں اور جاہانِ ادوں کو بقا نہیں ہے
 سوائے تم بظلم کردہ اندر روزِ تخت
 کھول نظرِ جماعِ زمین چرا باشد
 جبکہ خدا نے مجھے روزِ قتل سے ہمان کے والہ کر دیا ہے تو اب دنیاوی پونجی پر میری نظر کیوں کر پڑ سکتی ہے
 مرا کہ جنتِ علیا ست مسکن و ماوی
 چرا بزمِ بلبلایں نشیب جا باشد
 جب کہ میرا مسکن و ماوی جنتِ الفردوس ہے تو پھر میرا ٹھکانا اس گڑھے کی کوڑی میں کیوں ہو
 اگر جہاں ہمہ تحقیقین کند چو غنی
 کہ ما من ست تقدیر یکفوا علی باشد
 اگر سارِ جہان بھی میری تحقیر کرے تو مجھے کیا غم کیونکہ میرے ساتھ وہ قادرِ خدا ہے جو بڑی بزرگیوں والا ہے
 منم مسیح زمان و منم کلیمِ خدا
 منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد
 میں ہی مسیحِ وقت ہوں اور میں ہی کلیمِ خدا ہوں میں ہی وہ محمد اور احمد ہوں جو مجتبیٰ ہے
 نہ بلعالم است کہ بدتر از بلعالم اداں
 کہ جنگِ او بکلیمِ حق از ہوا باشد
 نہ زمینِ تجھ سے بلکہ تجھ سے بھی بدتر وہ نادان ہے جس کی اطاعتِ خدا کے کلیم کے ساتھ ہونے لطف کے تحت ہو
 اداں نفس بہ پریم بود کہ دُنیا نام
 اکھوں بلنگرہ عرشِ ہائے ما باشد
 میں اُس پنجرہ سے نکل کر اڑ چکا ہوں جس کا نام دُنیا ہے اب نوزش کے لنگرہ پر بھاری جگہ ہے

مراگتین عنوان حق شدست گذر

مقام من چمن قدس و اصطفی باشد

شد تعلق کی رضا کے باغ میں میرا گند سوا ہے۔ میرا مقام برگزیدگی اور تقدس کا چمن ہے

کمال پاکی و صدق و صفا گم شدہ بود

دو بارہ از سخن و وعظ من بجا باشد

پاکی کی اور صدق و صفا کا کمال جو مسموم ہو گیا تھا وہ دو بارہ میرے کلام اور وعظ سے قائم ہوا ہے

مرنج از سخنم ایچہ سخت بے خبری

کہ اینکہ گفتہ ام از وحی کبریا باشد

اے وہ شخص جو اہل بیخبر ہے میری بات سے نادان نہ ہو کہ جو میں نے کہا ہے یہ خدا کی وحی سے کہا ہے

کیسکہ گم شدہ از خود تو حق پرست

ہر آنچه از تہش نشنوی بجا باشد

جو شخص اپنی خودی کو چھوڑ کر خدا کے نزدیک جا ملا اس کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات حق ہوگی

نیاد م نہیے جنگ و کارزار و جہاد

غرض ز آمدنم در س اتقا باشد

میں جنگ و جہاد اور جہاد کے لیے نہیں آیا میرے آنے کی غرض تو تقویٰ کا سبق پڑھانا ہے

بچا کہ کثرت لیکن کمال رضا و ادیم

بدیں غرض کہ بر نیستی بقا باشد

ہم ذلت کی خاک اور لوگوں کی لعنتوں پر راضی ہو گئے اس لیے کہ نیستی کا پھل بقا ہوا کرتا ہے

در دین من ہمہ پر از محبت نوبست

کہ در زمان عدالت از وضیبا باشد

میرا دین اس نور کی محبت سے بھر پور ہے جس سے گراہی کے زمانہ میں روشنی بھرا کرتی ہے

بجز اسیر حق عشق درخشاں نیست

بدر و او ہمہ امراض را دوا باشد

اس کے بہرہ کے عشق کی قید کے سوا کوئی آزادی نہیں اور اس کا درد ہی سب بیماریوں کا علاج ہے

عذبت کش کرش پرورد مرا ہر دم

بیستی اش اگر تہ چشم خویش و ابا باشد

اس کا فضل و کرم ہر وقت میری پرورش کرتا ہے اگر تیری آنکھیں کھلی ہیں تو مجھے یہ بات نظر آجائے گی

بکار خانہ قدرت ہزار نقش اند
 مگر تجلی رحمان ز نقش ما باشد
 قدرت کے کارخانے میں ہزاروں نقش ہیں۔ مگر رحمن کا جوہر موت ہمارے نقش سے نظر آتا ہے
 بیادیم کہ رو صدق را در خشتانم
 بدلتاں برم آں سا کہ پارسا باشد
 میں اس لیے آیا ہوں کہ صدق کی راہ کو روشن کروں اور دوسرے کے پاس اسے لے چلاں جو نیک و پارسا ہے
 بیادیم کہ در علم و رشد بکشتایم
 بخاک نیز نمایم کہ در سما باشد
 میں اس لیے آیا ہوں کہ علم و ہدایت کا مظاہرہ کھولوں اور اس میں کو وہ چیزیں دکھائوں جو آسمانی ہیں
 ترا نے رسد انکار ما کہ نامروی
 تو باز ناں پیش گرتا جیا باشد
 تجھے ہمارے انکار کا حق نہیں کیونکہ تو نامرو ہے تو غور توں کے ساتھ بیٹھ اگر تجھے کچھ شرم ہے
 گزار شد دل بہانم پے حمایت دیں
 ہنوز چشم تو کو راں چراعتد ا باشد
 ہرے جان دول دین کی حمایت کے لیے گزار ہو گئے گتیری آنکھ اب بھی اندھی ہے یہ کیا ظلم ہے
 ترا چو غم آریں رہ عدم گیرد
 کہ ہر دست دل پرانی ہے ہولما شد
 تجھے کیا نکو۔ اگر دین معدوم ہو جائے۔ کہ تیرا دل تو ہر لحظہ حوس و ہوا کے لیے کباب ہو رہا ہے
 تو خود ز علت بیگانگی شدی محور
 و گرتا ز دور او ہر طرف معلایا شد
 تو بے تعلق کی وجہ سے خودی دور ہو گیا اور تہ خدا کے دروازہ سے تو ٹھانے کی آواز نہ ہر طرف جاتی ہے
 چرا تمکایت رحمان کئی ہر نادانی
 تو صاف ہاش کہ نا زائل طوط سقا باشد
 تو رحمان کی شکایت ناطق کی وجہ سے کیوں کرتا ہے تو پاکما ز بن تا کہ ادھر سے ہی صفائی کا سوک ہو
 چوین ز ما چوین در این چنین برکات
 تو بے نصیبی رہی وہ چو این سقا باشد
 ایسا وقت ایسا زمانہ اور ایسی ایسی برکتیں ایسی ہی آرزو بے نصیب رہے تو اس بد بختی پر کیا تعجب ہے

برہمیں کہ نہ برہمیں خاصا ہم بھجے بار د

مگر چگونہ بہ بیتی اگر عما باشد

دیکھ تو سہی میرے ہاں مگر پندہ میں رہا ہے لیکن اگر تو ناپتا ہو تو کیونکر دیکھ سکتا ہے

تو کہ چو زناں کو زینت مست دہوا

چو نہ در دل تو میل اھند باشد

تو جس کا کام لہو دل کی طرح مہر نیت لہو دنیا کی ہوس ہے نیز سہل میں ہاں کی کھٹکس طرح پیدا ہوکتی ہے

تو لٹے بانٹے آتال نہ ہلا نہ اجر باد

کہ جان شال برہو دین حق قدا باشد

اہی لوگوں کے ایک با د پر ہزارہا ہر قرآن ہوں جن کی جان دیو حق پر لدا ہے

گروگان محبت مسخران جمال

روندگان سہے کال رہتا باشد

یہ خدا کی محبت کے امیر ہوا اس کے حق کے بھائی ہیں اور اس راہ چھتے مالہ میں جو خدا کا راستہ ہے

اہم وقت جہاں پہلوان میدان است

کہ تیغ بر سر دسرو پیش آستانا شد

یہ وقت میدان کا نثار کا وہی پہلوان ہے جس کے سر پر تورا ہے اور سر خدا کے حضور میں ہے

پہاں تو قد شتا سخی خصال مردان را

کہ خصلتت ہر چوں خصلتت نسا باشد

تو جو مردوں کے اخلاق کی قدر کیا پہاں سکتا ہے کہ تیری تو سب خصلتیں عورتوں کی ہیں

جہاں جاو جہاں تو نشان حق است

کہ پیش چشم تو یکس زبور یا باشد

ان کے نزدیک دنیا اور دُنیا کی نعمت ایسی حقیر ہے جیسے تیری نظریں اور یہ کہ ایک تمکا

تو تھا بل با شے شمال نید و کرو

کہ اور اور خورای نور از خدا باشد

پہاں ان کے منہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا نور سورج سے ہے اور ان کا نور خدا سے

بخدمت محمد سے آروم سے ہار نہ

و عا شکر گیشمال حلق با ستا باشد

یہ لوگ ہاں خدا ہی میں صاحب کرامت ہیں اور ان کی آواز اسی کی دعا آسمان کو پیر دیتی ہے

بدست ہفت فلک مثل شال تیرے پیغم
 میں ساووں آسمانوں میں کسی کو ان کا مثل نہیں دیکھنا خواہ ہر آسمان نور کا چشمہ ہی کیوں نہ ہو

اگرچہ ہر فلکے چشمہ تھیا باشد
 دہ درگکش شال اسچہ دلکشا باشد

ہزار ہجرتی زرد گرداں مس نفس
 مگر بدوستی شال کر کیمیا باشد

اگر تو خود گریزی و گرنہ ممکن نیست
 کہ سایہ کرم شال ز تو جدا باشد

اگر تو آپ ہی ان سے بھاگے تو غیر در نہ یہ ناممکن ہے کہ ان کی ہر بان کا سایہ تجھ سے الگ ہو جائے

غبار حرم و ہوا سا بنیر یا بکنند
 کہ ترک دوست زہر ہو اجفا باشد

یہ لوگ حرم و ہوا کے غبار کو پیروں میں مسل ڈالتے ہیں کہ اپنی خواہش کی خاطر وہ دست کو چھوڑنا ظلم ہے

ہمارے مہربان نہیں گروہ خود کردار دست
 بچندہ کہ نہ حدش نہ انتہا باشد

میرے مہربان نے مجھے اس پانے گروہ میں داخل کیا ہے ایسے ہذیر کے ساتھ جن کی حدود انتہا نہیں ہے

دو چشم خلق بہ بند چو ماہ پر تو من
 بشرط آنکہ زہر پودہ روا باشد

خلقت کی آنکھیں میری روشنی کو چاند کی طرح دیکھ سکتی ہیں بشرطیکہ محابوں سے نجات حاصل ہو

ہزار گونہ نشانات صدق بنامیم
 بشرط آنکہ بصیر امتحان ما باشد

یہ ہیں انہیں ہزاروں قسم کے نشانات دکھانے کا بشرطیکہ مہربان سے امتحان کیا جائے

فلک تیرے میں شد ز بارش بہ کات
 کجاست طالب حق ناقص نزا باشد

پرکٹوں کی بارش کی کثرت سے فلک تیرے کے نزدیک آگیا خدا کا طالب کہاں ہے تاکہ اس کا یقین بڑھے

کچھ لوگ کہ درودِ خشیتِ خدا باشد

کچھ است مردمِ چشمیکہ یا جفا باشد

در سال کمالِ حج میں خدا کا نعت ہو اور ایسی پتلی لنگہ کا کمال ہے جس میں شرم و جفا ہو

بجا ہو منصبِ دنیا لہذا نزلے بہتیار

کہ ایں تنعم و عیشت نہ داتا باشد

دیوانی موت اور اندول پر اسے سمجھ دانا انسان ہزنہ کہ تیرا یہ عیش و آرام دائمی نہیں ہے

چو خواب گندہ دین وقت خوش کہم باری

طبع مدار کہ میں حال رابعا باشد

تیرا یہ اچھا زمانہ خواب کی طرح گندہ جائے گا یہ امید مت رکھ کہ یہ حال ہمیشہ ہی طرح باقی رہے گا

نماز سے کئی وقت قبل راتے دانی

ندامت چہ نرض زین نماز با باشد

اگر نماز پڑھتا ہے گریہ و مقہور سے فاضل ہے میں نہیں جانتا کہ ایسی نمازوں کا کیا فائدہ ہے

زودہ خون چکا ندرت حاج قصہ حشر

بشرط اسکہ بدل خشیتِ خدا باشد

حشر کا ذکر سننے سے آنکھیں خون آلودہ ہو جاتی ہیں بشرطیکہ دل میں خدا کا خوف ہو

بنفوس تیرہ نمائے وصلِ اودھبہات

رسد بجاں بخدا کو خود فنا باشد

تیرا ہر اک ساتھ خدا کے وصل کی آرزو یا فرس کی بات ہے خدا تک تو وہی پہنچا ہے جو اپنے آپ کو ان کے لگاؤ میں نہا کر

قدم بنزل ز رحماناں بنہ کہ جزئی

جہان و کار جہاں جملہ ابتلا باشد

روحانی لوگوں کی منزل میں قدم رکھ کہ بغیر اس کے دنیا اور دنیا کے سب کام ابھلا ہی ابتلا ہیں

چہ چائے خواب نثر امن و عیش عافیت

ننگِ مرگ جو ہر لحظہ در قفا باشد

یہ آرام کی غیر اور امن اور عیش و عشرت کی جگہ تک ہے جہک موت کا گرج ہر وقت پیچھے لگا ہوا ہے

کشتا و کار بدل السنن امت و در محبوب

چہ خوش و غمے کہ گرفتار اور با باشد

محبوب سے بدل لگانے میں ساری کامیابی ہے کیا حسین پھر ہے جس کا قیدی آدا ہے

<p>چشمیں آں ہمہ کمال لذت بقا باشد جبراً و تکرار میں نے اپنے بار کا مزہ چکھ لیا بعدہ سب سزے چکھ لیے جی میں بقا کی لذت ہے</p>	<p>حضور شکر کہ من پائے یار خود دیدم دل غم و کیر ہمہ منکران دین فکھم میں منکران دین کے غم و کیر کو توڑ دیا ہوں جو میں حاضر ہوں میرے مقابل پر کوئی دوسرا کہاں ہے</p>
<p>من ابتادہ اسم ایک و گر کجا باشد و گر کجا و چنین قدرے کر باشد</p>	<p>چو ہر نادر و تاباں ہمے خفا نم توڑ میں روشن اند چکھدار سورج کی طرح فید پھیلا رہا ہوں۔ دوسرا کہاں ہے؟ ہوسلی قدرت کس میں ہے</p>
<p>یعیاں شود کہ طہر کار ص از خدا باشد اگر از طلب نشستی بچب خطا باشد</p>	<p>اد کار با کہ تم دو نشتاں کہ بنمایم وہ کام جو میں کرتا ہوں اولاً نفاذوں سے جو میں دکھاتا ہوں ہی قابل ہوتا ہے کہ میرا سارا کار و بار خدا کی رضا کی وجہ سے</p>
<p>اب بکہ میرے چمن میں ہزاروں پھول کھل چکے ہیں اگر تو طلب نہ کرے تو سخت غصلی ہوگی</p>	<p>تو عمر خواہ و ہمدی کہ آں نہ مال آید تو عمر مانگ دو مگر طلب کو سچی کہ نہ منت آملے۔ جبکہ ہمارے سورج کی روشنی آئینائی کو دور کرنے والی ہو جائے</p>
<p>کہ عقل صاف و ہندت چو دل صفا باشد کہ نہ تو ہمے است کہ ہم مرع صفا باشد</p>	<p>گرہ زہل بکشا کار ما نہ ہوش نگر ترا چہ شد کہ با نام نشسته بالال</p>
<p>کہ ہر پندہ چھپا رہے ہے</p>	<p>تجھے کیا ہذا کہ سوگ میں نادر داناں میٹھا ہے</p>
<p>کہ احتجاج علم اہل و انبیا باشد کہ تمام اہل امتداد و تنقی لکل کو جمع کیا جائے</p>	<p>و فکر تفرقہ باز آ کہ موسے آمد تفرقہ امتداری کا خیال چھوڑ دے کہ اب وقت آ گیا ہے</p>

اللہ ذہن انسانی زمان و وقت آرد	لو چھستی کر تو رو این قضا باشد
خدا کا انسانی ارادہ یہ زمانہ اور یہ وقت الہی ہے تو ہے کیا چیز کہ اس قضا و قدر کو پھٹ دے	کہ غلط اہل صفا موجب تنقا باشد
مہربان سے چلانا جا بگو ہمارے پاس اگر بیٹھ کر اہل اللہ کا سا ریشخا کا موجب ہوا کرتا ہے	مگر عنایت قادر گرہ گشا باشد
مقیم حلقہ اہل ایمان ہونے سے چند	کچھ دن ٹیکوں کے حلقہ میں ہر کسے کر شاید اس تقادد کی مرہانی تیری گرہ کو کھول دے
نہ ہے مستندانے کسوٹے ما آئی	نہ ہے نصیب تو اگر شوق و الحجا باشد
وہ کیسا اچھا زمانہ ہو گا جب تو ہماری طرف آئے گا ہے قسمت اگر تجھے شوق اور آرزو پیدا ہو جائے	ہزار جیف ہیں فطنت و کا باشد
چہ ہو رہا کہ تو نفس خود کنی تھیما ت	اٹھوس کس قدر مقام تو اپنی جان پر کر رہا ہے ایسے ذہنی اور سمجھ بے ہزار افسوس
چہ رہا جنت کہ کچھے کشتی بتالیقات	کہ امتحان دعا گو ہم از دعا باشد
کیا ضرورت ہے کہ تو کتابیں تصنیف کرنے کی تکلیف اٹھائے کیونکہ دعا کا امتحان ہی دعا ہی کے پیوے ہوتا ہے	مگر اغاثت اسلام طرفا باشد
بوسے یاد کہ ہرگز نہ رہتے خواہم	خدا کی قسم میں ہرگز کوئی عزت اور مرتبہ نہیں چاہتا میرا مطلب تو صرف تا ئید اسلام ہے
سیراہ با درنج بخت من اگر ہر دلم	وگر غرض بجز از یار آشنا باشد
میرے قسمت کا منہ کالا ہو اگر میرے دل میں سوائے خدا کے اور کوئی غرض ہو	کہ با چہیں دل من در پئے جفا باشد
ہو خلاص کہا باشد آں میرہ دل را	اں یہاں دل انسان کو نجات کیوں کر مل سکتی ہے؟ میرے لیے جھل دماغے ز ظلم کرنے کے دل پے ہو

پہلی ذیہ بائیں سید الطول نیست
تیسریں کہیں سید مین پابند

پہلی آگہ کعبہ کی طرف اسکا کواہا نہیں اس بات سے ڈر کہ میں یہ سیلاب تیرے سامنے ہی نہ ہو

داؤد زور اہمال بابت ترید
علی مخصوص اگر آہ میرا باشد

تجھے اہمال کی جہت کی آہل سے ڈرنا چاہیے۔ خصوصاً اگر مرزا غلام احمد کی آہ ہو

(تزیین القلوب صفحہ ۸۲۱ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

اسمان میرا شہ شہادت دادند
تا تو تکذیب زناطنی و غفلت کنی

آسمان اور جہان سرحد نے گواہی دے دی تاکہ تو نادانی اور غفلت کی وجہ سے میری تکذیب نہ کرے

پہلے تو اہل حق نیست چاہتا نصیب
شرط قہار نہ تھا کہ تو حق دوم نہ دینی

جب تجھے نیکوں کی طرح خدا کی مدد حاصل نہیں ہے تو انصاف سے بعید ہو سکتا تو حق پرچونے کا دعویٰ کرے

(تزیین القلوب صفحہ ۱۹۰)

جمال ملال انہیں طلحون دویم مست
نہ ایں طاعون کہ طوفان عظیم مست

دینا کامل اس طاعون کی وجہ سے کھڑے کھڑے ہو گیا یہ طاعون نہیں بلکہ طوفان عظیم ہے

پہا بشتاب سوئے کشتی ما
کہ ایں کشتی اناں دست عظیم مست

جلدی سے ہماری کشتی کی طرف آ جا۔ کہ یہ کشتی خدا نے عظیم کی طرف سے ہے

کشتی زوج صفحہ ۱۱۱۰ مطبوعہ ۱۹۰۲ء

نشان اگر چند اختیار کن دوست
 مگر نشان بہ عمل نشان زدا دارم
 اگر نشان کسی کے اختیار میں نہیں ہوتے مگر میں خدا کی طرف سے ایک نشان کا پتہ بناؤں ہوں
 کہ ان میں نہ لامل نجات خواہریت
 جوست بخت پنا ہے چار دیوارم
 بھڑکی لاش قسمت شخص مایوں سے نہات پانے کا بوجھ پٹ کر میری چار دیواری کے اندر پناہ لیا
 مرا قسم خدا و بے خویش و عظمت او
 کہ ہست میں بہانہ وحی پاک گفتارم
 مجھے اپنے مالک کی اور اس کی دنیا کا قسم ہے کہ میری یہ سب باتیں خدا پاک کی وحی سے ہیں
 چہا ہست بخت دیگر کفایت
 بلئے آنکھ میرے زندہ نش زدا کارم
 کسی اور کٹ کی کیا ضرورت یہ جسے کہیے میں کا دل میرے انکار کا ہے تاکہ ہو چکا ہو یہی بات کافی ہے
 اگر دروغ کہ آید ہر آنچہ وعدہ من
 سداست کہ عمر خیر زندہ ہر سیکارم
 جو دہ ہیں کہ انوں آرزو جو نہایت بڑے تنگ جائز ہے کہ سب مجھ سے لطف کے لیے اللہ کرے ہوں

دکھی نوح صفحہ ۱۰۷

اے جو انرد و حبیب کردگار
 جو ہر خود کرد انور آشکار
 اے جو انرد اور خدا کے پیارے نے انور کا اپنا جو ہر ظاہر کر دیا
 نقد جان لہ بہر جانال باختر
 دل ازیں کافی سرا پرود اختر
 مشرق کے لیے نقد جان لٹا دیا اور اس کافی گھر سے دل کو ہٹا لیا
 پڑھتے ہیں بیابان حیات
 صد ہزاراں آرزویش رجعات
 ہر ذلک کا میدان نیت پڑھتا ہے اس میں ہر وقت لاکھوں آرزو سے موجود ہیں

صد ہزار سال پہلے خوشخوار و دماں	صد ہزار سال پہلے ناامثال
لاکھوں شعلے آسمان تک بلند ہیں اور لاکھوں خوشخوار اور تیز بیلابند آ رہے ہیں	لاکھوں شعلے آسمان تک بلند ہیں اور لاکھوں خوشخوار اور تیز بیلابند آ رہے ہیں
دشت پر خار و بلائیں صد ہزار	صد ہزار سال فرسخے تاکوٹے یار
کو چہ یاد میں لاکھوں کوس تک کانٹوں کے جنگل ہیں اور ان میں لاکھوں بلائیں موجود ہیں	صد ہزار سال فرسخے تاکوٹے یار
اس شمعِ محم کی یہ شوخی دیکھ کر اس نے	یہ شمعِ محم کی یہ شوخی دیکھ کر اس نے
یہ بیان کو رک ہی قدم میں طے کر لیا	یہ بیان کو رک ہی قدم میں طے کر لیا
سر پہلے دلدادہ خود انگھد تھا	ایں چہیں باید خدا سا بندہ
دلبر کی خاطر اپنا سر جھکا دے	خدا کا بندہ ایسا ہی ہوتا چاہیے
انپے تریاق نہر سے خوردہ بود	اوپے دلدادہ خود مردہ بود
وہ اپنے محبوب کے لیے اپنی خودی کو فنا کر چکا تھا تریاق حاصل کرنے کے لیے اس نے زہر کھیا تھا	وہ اپنے محبوب کے لیے اپنی خودی کو فنا کر چکا تھا تریاق حاصل کرنے کے لیے اس نے زہر کھیا تھا
کے رہائی یا بد از مرگ اہل خستہ	ناتہ تو شد جامِ این نہر سے کے
جب تک کوئی اس زہر کا پیالہ نہیں پیتا تب تک حقیر نماں موت سے کیونکر نجات حاصل کر سکتا ہے	ناتہ تو شد جامِ این نہر سے کے
زندگی خواہی بخورد جامِ حیات	دیو این موت است پنہل صد حیات
اس موت کے بچنے سے کلوں زندگیوں پر خیمہ ہیں اگر تو زندگی چاہتا ہے تو موت کا پیالہ پی	دیو این موت است پنہل صد حیات
اس طلب و نفسِ دوزخ تو کجا!	تو کہ گشتی بندہ حرم و ہوا
اس لیے تیرے ذلیلوں میں یہ طلب کہاں!	تو کہ گشتی بندہ حرم و ہوا
آہو اندہر عصیاں بہتتی!	دل بیس وینائے قوں آویختی
آہو اندہر عصیاں بہتتی!	دل بیس وینائے قوں آویختی
اس ذلیل دینا سے اپنا دل لگایا اور گاہ کی خاطر اپنی موت برباد کر دی	اس ذلیل دینا سے اپنا دل لگایا اور گاہ کی خاطر اپنی موت برباد کر دی

صد ہزاروں فرج شیطان بدست تاب سوز دور جہنم چوں غمت
 شیطان کی لاکھوں فرج تیرے پیچھے لگی ہوئی ہے تاکہ تجھے گناہوں کی طرح دوزخ میں جلا دے
 ان چٹے اُمید یا ہر خطر! سے شود ایمان تو زیر و زبر
 کسی امید یا خوف کی وجہ سے تیرا ایمان زیر و زبر ہو جاتا ہے
 ان ہلکے ایں سوائے بے وفا سے نئی دین خدا ما زیر پاہ
 اس بے وفا جہا کی خاطر تو خدا کے دین کو پیروں تلے مسکتا ہے
 دین پر دین فرمائے آل نگار اسے سیر باطن ترا با دین چہ کار
 دین تو وہ دین ہے جو اس مجرب کے ظلال کا دین ہے وہ باطن شخص تجھے دین سے کیا واسطو
 پست ہستی لاف استعمال مزین فذ گیم خوش بیروں پا مزین
 تو ذلیل ہے بہت شیخیاں نہ مار اور اپنی گڈی کے باہر پاؤں پھیلا
 خوشنیتن را تیک اندیشیدہ اسے ہلاک اللہ چہ بد فہمیدہ
 تو اپنے تئیں نیک سمجھتا ہے خدا تجھے ہایت نصیب کرے تیرا خیال کیا غلط ہے؟
 خوش نگر و دولتساں از قیل و قال تا نامیری زندگی باشند محال
 وہ دلبر عرض ہاتھوں سے خوش نہیں ہو تب تک و موت قبول نہیں کرے گا زندگی مٹی کی محال ہے
 کبر و کین را لڑک کن لے بد خصال تا بتا بد بر تو لور ذوا لجلال
 اسے بد خصلت انسان تکبر اور دشمنی کو چھوڑنا کہ تجھ پر خدا نے فدا لجلال کا نر پڑے
 اینچیں بالا نہ بالا چہل پاری یا گزراں ذات بیچوں منگری
 نہ اتکا اونچا اونچا کھول اٹاتا ہے؛ شاید کہ تو اس بے مثل ذات کا شکر ہے؛

کاخِ دُنیا ساچہ دیداستی بننا	کت خوش اندوستی این فانی سرا
دنیا کے عمل کی کیا مضبوط بنیاد تھانی دیکھ لی کرتھے یہ سراٹے فانی ابھی گئے گی	تا گل باید شدن بیرون لیدی
دل چہ اقاتل ب بند اندیسی	مستقلہ اس میں دل کیوں لگائے جبکہ یکدم کسی روز اس سے باہر عمل جانا پڑی
از پنے دُنیا بریدن از خدا	بس ہمیں باشد نشانِ اشقیبا
دنیا کی خاطر خدا سے قطع تعلق کر لینا بس یہی بد بختوں کی نشانی ہے	دل نے مانہ بد نیایش سے
چوں شود بختایش حق برکے	جب کسی پر خدا کی قربانی ہوتی ہے تو پھر اس کا دل دنیا میں نہیں گنا
پیش از مردن بمرود حق شناس	خوشترش آید بیابان تپاں
حالت انسان تو مرنے سے پہلے ہی مر جاتا ہے۔ کیونکہ دُنیا کی بنیاد مضبوط نہیں ہے	اس کو تپتا ہوا صحرا پسند آتا ہے تاکہ وہاں اپنے محبوب کے حضور ہی گریہ و زاری کرے
ہوش کن این باریک جانیے خاست	زینکہ محکم نیست دُنیا را اساس
عمواری ہو کہ یہ مقام فانی ہے با خدا ہو جا۔ کیونکہ آخر خدا ہی سے واسطہ پڑتا ہے	باقدا ہے باش چوں آخر خداست
زہر قاتل گریست خود خوردی	من چسپاں دامنم کہ تو د آشوری
اگر تو خود ہی منگ زہر کھا کے تو میں کیونکر خیال کروں کہ تو عقل مند ہے	چوں پئے حق خوشیتم بر باد کرد
میں کہ اس بھرا اللطیف پاک مرد	دیکھ کہ اس پاک انسان بھرا اللطیف نے کس طرح سے خدا کے لیے اپنے تئیں نفا کر دیا

جان صدق اک نیکس یادادہ است ناکنول در سنگا افتادہ است

اس نے وفاداری کے ساتھ اپنی جان اپنے محبوب کو سے دی اور اب تک وہ پھول کے نیچے دبلا ہے

ایں بود رحم و درہ صدق و وفا ایں بود مردان حق را انتہا

راہ صدق و وفا کا یہی طور و طریق ہے اور یہی مردانِ خدا کا انوی حد ہے

اں پئے اک فتنہ از خود فانی اند جاں فشاں بر مسکب ربانی اند

اس زمرہ خدا کی خاطر آہوں سے اپنی خودی کو فنا کر دیا اور الہی طریقہ پر جاں نثار کرنے والے بن گئے

فانیخ افتادہ ز نام و عو و جاہ دل ز کف و ز فرق افتادہ کلاہ

تنگ و ناموس اور جاہ و عزت سے لبر و راہ ہو گئے مل باقی سے جاتا رہا اور ٹپنی سر سے گریزی

دور تر از خود بر یار آیمختہ آبرو از بہر روئے ریختہ

خودی سے دور اور یار سے وابستہ ہو گئے کسی رحیم اپہرہ کے لیے عزت قربان کر دی

ذکرِ ثنات ہم سے دہر یاد از خدا صدق و سناں در جناب کبریا

ان کا ذکر بھی خدا کی یاد دلاتا ہے۔ وہ خدا کی بارگاہ میں وفادار ہیں

مگر بھوتی ایں چنین ایمان بود کار بر جو نند گال آسماں بود

اگر تو تلاش کرتا ہے تو یاد رکھ کہ روان ایسا ہونا کرتا ہے تلاش کرنے والوں کے لیے کام آسان ہو جاتا ہے

لیک تو افتادہ در دینا اسیر نامیری کئے ہی نہیں دار و گیر

لیکن تو دنیا لگتے ہیں گرفتار ہے جب تک نہ رہے گا اس جھگڑے سے کس طرح نجات پائے گا

نامہ میری اسے سگ دینا پرست دامن اک یار کے آید پرست

میرے دینا پرست تھے جب تک تجھ پرست نہ بنے گی تب تک اس یار کا دامن کس طرح لانے لگا

نیست فتنہ نامہ توفیقاً نے رسد
 جلال مہینتال تا دگر جانے رسد
 اپنی ہستی کو فنا کرے تاکہ تجھ پر فیضان الہی نازل ہو جان قرآن کریم تاکہ تجھے دوسری زندگی ملے
 تو گذاری عمر خود در کبر و کیس
 چشم بستہ اندر و صدق و یقین
 تو تو اپنی عمر کبرتہ در کبر میں بسر کرنا ہے اور صدق و یقین کے راستہ سے نکلے بند کر رکھی ہے
 نیک دل یا نیکوں داد دوسرے
 بد گرتے زندہ بد گوہرے
 نیک دل انسان نیکوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ مگر بد اصل آدمی غفلت پہلی نفلوت ہے
 ہست ویں تخم خار کا شستن
 وز سر ہستی قدم بہدوا شستن
 دین کیا ہے۔ فنا کا بیج بونا اور زندگی کو ترک کر دینا
 پہل بیفتی یا دو صد در دو تغیر
 کس بے خیر و کہ گرد و سنگیر
 جب تو سیکڑوں جدول لپیچیل کے ساتھ گڑتا ہے تو پھر دور کوئی کھڑا ہو جاتا ہے کتیرا مدگار ہو جاتا ہے
 باخبر سا دل تپد بے خیر
 رحم بر کدے کند الہی بصر
 امان کے لیے دانا آدمی کا دل تڑپتا ہے اور آنکھوں والے اندھ بھروسہ کرتے ہیں
 بچھیں قافلین قدرت او قناد
 مرضیغیاں سا قوی آرد بیاد
 اسی طرح قانون الہی بھی واقع ہوتا ہے کہ قوی کمزوروں کو ضرور یاد کرتا ہے
 تذکرۃ الشہداء میں صفحہ ۲۵۸-۲۵۹ مطبوعہ ۱۹۳۳ء

الهامی مصراع

خوش باش کہ عاقبت کوئی ہر نود

خوش ہو جا کہ انجام اچھا ہوگا

(دہلی ۱۹۰۳ء)

بہر حال جان و مال خود بختم

من کن خیم کہ تقاضا دکار خود بختم

میں ہر دم دل و جان سے اپنے خدا کی تعریف کرتا ہوں میں وہ نہیں ہوں کہ اپنے کام سے غفلت کھوں

بہر حال یہ طمان ہوں جسے جو شند

کہ بہر چہ نسبت تبار نگار خود بختم

ہر وقت میرے دل میں یہ شوق بوش مانا ہے کہ جو کچھ بھی میرے پاس ہے وہ اپنے محبوب پر قربان کر دوں

اگرچہ ہندو جو باطل چو شاک گردیدم

دلہم ہند کہ فدائش نبار خود بختم

اگرچہ میں محبوب کی راہ میں خاک کی طرح ہو گیا ہوں مگر میرا دل بڑھتا ہے کہ اپنا بھاری افسوس پر خدا کر دوں

ردم بگوشن دلدادگاں کداں باغم

چرا بگو چہ مغیرے قرار خود بختم

میں عاشقوں کے گوش میں جاتا ہوں اس بارے کو چھوڑ کر میں کسی غیر کے کوہ میں کیوں اپنا مسکن بناؤں

ربید مرودہ کہ ایام نور سار آمد

زمانہ را خبر از برگ و بار خود بختم

مجھے خوشخبری ملی ہے کہ پھر موسم بہار آ گیا تاکہ زمانہ کو میں اپنے پہلوں اور تپوں کی خبر کر دوں

تعلقان و آراجم خویش نمایم

ہماں تلوح سعادت شمار خود بختم

اپنے چہاں محبوب کے تعلقات کا اظہار کروں اور ہمارے اوج سعادت کو اپنا شکار بناؤں

بگوش جوش شادان ایسے مکر من

کہ من گواہ بدیں کرو گار خود بختم

میرے مکر بوش سے یہ میری بات من - کہ میں اس پر اپنے خدا کو گواہ کرتا ہوں

دو کھڑے نظر خراباد آبا شستی پروانہ

وگر نہ گر یہ بر ٹنگار خود بختم

اگر فرقہ بردازی کے ارادہ سے ہلا آ اور صلح کر لے اور میں اپنے خدا کے سامنے آہ و نادی کروں گا

اعلامت ہر نہ نال خرابی اہم رحمت

اگر نہ چشمہ حلال آبشار خود بختم

میں اپنے ہر نہ نال کی رحمت کو برابری کے مسئلہ کا اگر میں نہ کہوں سے اس کی ایک چشمہ جاری کروں

<p>تیم بوسہ کے نشتر ہر دم میں تو ہر وقت ایک رستہ پر بیٹھا ہوں تاکہ اپنے خدا کے حضور اپنی اتھا پیش کروں</p>	<p>کہ تا گذارش عرفیے بیار شود بکرم انگلاش چو دل ریش و ناز و نقد بکرم خدا کی قسم میں اپنی قوم کی غیر خواہی میں نکل رہا ہوں تاکہ قوم کے دل کر کے اپنے زہی انسانان دل کی طرح کلا</p>
---	---

(الحکم ۱۳، جنوری ۱۹۰۴ء)

الهامی مصوع
 اے بسا خاؤ دشمن کہ تو دیوال کر دی
 امت سے دشمنوں کے گھر میں جو تو نے بھاد کر دیئے ہیں

(المہذب، اپریل ۱۹۰۴ء)

<p>لے مجھ سے عجب آنا غیال کر دی اے بھت تو نے عجیب رنگ دکھانے تو نے یاد کی راہ میں زخم اور بچم ہا بکھریئے</p>	<p>زخم و مرہم وہ یاد تو کس مال کر دی ہر شائق تو سرگشتہ و جیواں کر دی</p>
<p>دورن جہان کے مجھ کو تو لے پہنکدہ کر دیا اور سب عاشقوں کو تو نے جلائے اور جیواں کر دیا</p>	<p>دورن جہان کے مجھ کو تو لے پہنکدہ کر دیا اور سب عاشقوں کو تو نے جلائے اور جیواں کر دیا</p>
<p>دقتہ نا تو یک بلوہ کنی ہوں خوب بند ایک تھی سے توفتہ کو سورج بنا دیتی ہے اور سب دند جاری طرح کی خاک کو تو نے چکنا چلا جانہ بنا دیا</p>	<p>لے بسا خاؤ کے تو چوں متباہاں کر دی دیدہ رفتن ہزدی آملن آساں کر دی</p>
<p>وہ پراچلا نمودی کی ایک جلفہ فیض واہ وا تو نے کیسا سمجھ دکھایا کہ فیضان کی ایک تھی سے جانے کا حوالہ بند کر دیا اور آنا آساں کر دیا</p>	<p>وہ پراچلا نمودی کی ایک جلفہ فیض واہ وا تو نے کیسا سمجھ دکھایا کہ فیضان کی ایک تھی سے جانے کا حوالہ بند کر دیا اور آنا آساں کر دیا</p>

پوشن سلطان جہاں راتو گئی دیوانہ

اے بسا عاۃ نفلتت کہ تو بیاں کرو دی

دنیا کے منکر عمل کو تو دہرانہ بنا دیتی ہے اور بہت سے عقلمندی کے گمروں کو تو نے دہران کر دیا

جہاں تو کس نہ بد پر کس از صدق و وفا

راست میں کسے میں نہیں نکلواناں دی

کوئی کسی کے لیے اپنی جہاں نہیں اور دہلاوی کے ماتہ نہیں جیتا کیوں سچ رہے کہ اس میں کو تو نے بہت سنا کیا ہے

بہر تو تم ست جہر شوخی و عیاری و تاز

یہ سچ عیار نباشد کہ نہ تالاں کرو دی

شوخی چالاکی اور ناز سب تجھ پر ختم ہیں۔ کوئی ہوشیار آدمی ایسا نہ ہو گا جسے تو نے لانا نہ دیا ہے

ہر کہ در ہجرت اتھا تو بیاں کرو دی

ہر کہ آہد میر تو شاد تو گر بیاں کرو دی

خون سے آفتدان میں گراتے اُسے کھوں ڈالا جو تیرے پاس خوش خوش لیا تو نے اسے لاکر چھوڑا

تانا دیوانہ شد ہوش تیا مدیہ سرم

اے جہل گرو گرو گم کہ چہ احسان کرو دی

میں بھی جب تک دیوانہ نہ ہو گیا میرے ہوش ٹھکانے نہ ہوئے۔ اے خونخوار مشق تجھ پر قرآن! تو نے کتنا احسان کیا

اے تپتہ تن تیا ز کو بیل تو خوار ی

کافر اتی مگر گم مر و مسلمان کرو دی

اے تپتہ مشق خدا کی قسم اس خونخواری کے باوجود اگر چہ تو کافر ہے لیکن مجھے تو نے مسلمان بنا دیا

ہمہر جاشوہ تو ہمچہ تحقیق چہ عجاز

سیلہ مشرک و مسلم ہمہ بیاں کرو دی

میں سب جگ تیرا ہی شور و گھنٹا ہوں خواہ حقیقت ہو یا ممانہ تو نے تو مشرک اور نبی سب کے سینے چاٹوالے

اکیں میجا کہ برفلاک تعاش گویند

لطف کرو کی کلایں خاک لال کرو دی

وہ مسیح جس کا مقام آسمان پر بیان کرتے ہیں تو نے مرثی فرمائی کہ اسی زمین میں سے مجھے دی سیخ دیوایا

لاہور ۱۴ اپریل ۱۹۰۲ء

چو شیریں بلا گشت اسے دست نام
 اے میرے مجھ سے تیری یاد کیسی میٹھی ہے۔ میری جان تجھ پر تران تو آپ بھی کیسا شیریں ہے

تو ال بردا تھی صحت از دو عالم
 اگر آئی بدست اسے جانِ جانم

دردوں جہان سے دست بردار ہونے کو تیار ہوں۔ اگر اسے جان سے پیارے تو ل جائے

آتشود پیر کو دکے ناداں
 جب تک چھوٹا بچہ بوڑھا ہو۔ بوڑھا دنیا سے گذر جاتا ہے

ایں چینیں رسم ایں جہاں افتاد
 آفت برائ کس کہ دل برائ بناد

اس دنیا کی رسم یہی ہے اس شخص پر افسوس جس نے اس سے دل لگایا

دالحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۲ء

ایں ہمہ وحی است از رب السماء
 یہ سب وحی آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اگر یہ خدا کی طرف سے نہ ہو تو میں کافر ہوں

کافر مگراں تہا شد از خدا
 صدا و قیوم و پروردگار کتاب خاک

وحی حق است این نور ذات پاک
 یہ خدا کے پاک کے نور کی سچی وحی ہے اس بات میں ہم سچے ہیں اور جھوٹے کے سر پر خاک

دالحکم ۲۱ مئی ۱۹۰۲ء

المآمی مضاع

بید خردہ کہ ایام نو بہار آمد
مجھے خوشخبری پہنچی ہے کہ تھی مبارکے دن آگئے ہیں

(البدلیکم دسمبر ۱۹۰۲ء)

پس گرید برہہ شمال آگر گیا ہے بود

کے پندہ نہ ورا جزو اسکے نادانے بود

انسان کی پرنیش سوائے نادان کے کون کر سکتا ہے پس ان لوگوں کے نزدیک پر جھے رونا ہو وہ رولے

ہر کہ جوید اس خدا را دوسلمانے بود

اے خداوندیکہ نامش بہت ہر برگ ثبت

وہ خدا جس کا نام ہر پتے پر نقش ہے۔ جو اس خدا کو ڈھونڈتا ہے وہی مسلمان ہوتا ہے

را حکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء

شد ظہور و عدولتے انبیا و مرسلین

اسماں بار و نشان الوقت میگوید زمین

اسماں نشان برساتا ہے اور زمین الوقت کہتی ہے نبیوں اور پیغمبروں کے وعدے ظہور میں آگئے

العیبہ بالطن ہر س لہ ختمت العلمین

تاکے جنگ نہ ہو کارزارت ہا خدا

کہ تک تیری جنگ اور کاروار خدا کے ساتھ رہے گی۔ اسے بد باطن و بد العالمین کے قرعے ڈر

(اشتمارالذات ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء)

الہافی مصراع

امن است در مکانِ محبت سرائے ما
ہمارے مکان میں جو محبت لاکھ ہے امن ہی امن ہے

ربوہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء

کے تو ان کروں شمار خوبی بعد اللہ	انکو جاننا اور شجاعت بصر اور مستقیم
بعد اللہ کی خوبیوں کیونکر گئی پاسکتی ہیں۔ جس نے شجاعت کے ساتھ صراط مستقیم پر جان کی	عارف اور راسخ گنجینہ دینِ قویم
حامی نیکو نیکو نام اولیٰ اور تہاد	دین اسلام کا حامی تھا اس کا خدا نے یلدر نام رکھا تھا وہ عنایتی اسرار کا عارف تھا اور دینِ نبوی کا حق
صدق زبید بصدق کامل اخلاص و خویش	موردِ رحمت شہداء در گہرِ علم
اس نے جوانی کو اختیار کر لیا تھا اور اپنے اخلاص اور صدق کی وجہ سے پتِ علم کی درگاہ میں رحمت کا مورد بن گیا تھا	اگرچہ جس نیکو ایسے حیرت انگیز اور
اگرچہ آسانی نیکوں کی جماعت کثرت لاتا رہتا ہے۔ مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جانا کرتا ہے	اگرچہ اس کی کرامتیں کمال آتش بول آمد سلیم
مدتے مدتے فیروز و افادہ بود	ایک مدت تک وہ بیچریت کی آگ میں پڑا رہا مگر اس کی یہ کرامت دیکھ کر آگ سے سلامت نکل آیا
زین عجب تہا اور صحت و در چند روز	منظر اسرار حق شہ عارف سائے قدیم
اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ وہ میری چند مدنی محبت میں اسرار الہی کا منظر اور الہی مداخل کا عارف ہو گیا	

گویش چوں کہ پادشاهت از قہم رسا

ہرچہ کہ قہم داخل شد در اہل طبع قہم

اس کا غلت چونکہ قہم رسا کی آفتاب کی قہمی اس لیے جو کچھ بھی ہم کہتے تھے وہ اس کی نیرک طبیعت میں داخل ہوتا جاتا تھا

دل از دیندہ بجز پنجیں بیک رنگ دوست

بیک رنگ شنو و ہم بر فعل خداوند کریم

اگرچہ ایسے ایک رنگ دوست کی بھائی سے دل کو تکلیف ہے لیکن ہم خداوند کریم کے فعل پر مدنی ہیں

آہ روز چارہ تندی بود بر ما سخت تر

نہا تنش سوزناں چو از ما شد جدا باہر ہم

آہ۔ بدھ کا دن ہم پر بہت سخت تھا۔ جلانے والی آگ سے بھی زیادہ جب ہمارا دلی دوست ہم سے جدا ہو گیا

دلخ سیراں اور بہت چہل از عمر خویش

لہو شجیان بود چون پیش آدایں فرخ لیم

اُس نے اپنی عمر کے سینے میں سو سال میں ہم کو ہلائی کا داغ دیا۔ شجیان کا سینہ تھا جب یہ دونوں اک مصیبت پیش آئی

ایں صدی کو بدلا ملذبا و صاف کمال

بود روز بست موسیٰ و وقت ایں حشر عظیم

یہ صدی چالیس کلمات کے باوٹ بدر سے مشابہ ہے اس قیامت کبریٰ کے وقت اس صدی کا تیسواں سال تھا

مشترک چوں اور اخلاص و وفا و اتقا

شد و صفتش ہم پر بار نیچ اور فضل حکیم

جو کہ اس کا مذہب اخلاص و وفا اور تقویٰ تھا اس لیے اس کا اصل بھی خدا کے فضل سے اسی تاج کو ہوا

لے خدا بر تربت اجاوش رحمت بارہ

خداش کن اور کمال فضل و تربیت انعم

اسے خدا اس کی قبر پر رحمت کی بارش نازل فرما اور نہایت در فضل کے ساتھ اسے جنت میں داخل کرے

نیو ما را از بلا ہائے زلزل محفوظ دار

بیکرہ گاوان لونی اسے قادر و رب رحیم

نیچر ہمیں زلزلہ کی بلاؤں سے محفوظ رکھ۔ اسے قادر اور رحیم خدا تو ہی ہمارا سہارا ہے

اخبار البدور فروری ۱۹۰۶ء

دفعہ اول از کتبہ حضرت مولوی جلال کریم

(شمارہ ۱۹۰۵ء)

الہامی مضامین

رہا گو سفندان عالی جنتاب
بارگاہ عالی کی بکریاں رہا ہو گئیں

دبدر ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۵ء

الہامی شعر

رسید مژدہ کہ آں بیدر لپسند آمد | رسید مژدہ کہ دلہا سا زمیال پر غلاست
یہ اچھی خبر آئی کہ وہ پیارا دوست آگیا خوشی کی بات ہے کہ درمیان سے دیوار اٹھ گئی

(دبدر ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

پے حوص و دنیا مدہ ویں بیاد	الا اس کے ہتھیاری و پاک داد
نہر دار اے وہ جو کچھ دار اور یک فطرت ہے کہ دنیا کے لالچ کے پیچھے جان کو برباد نہ کر	بیدیں دار فانی دل خود مہمند
کہ دار و نہال جلاش صد گونہ	اس فانی دنیا سے اپنا دل نہ لگا۔ کہ اس کے آرام میں سینکڑوں ڈکھ پر شیدہ ہیں
زگورت نلٹے در آید بگوش	اگر باز باشد تو گوش ہوش
پے فکر و نیٹے دواں کم بسوز	اگر تیرے ہوش کے کان کھلے ہوں۔ تو تجھے ابھی قبر سے یہ آواز سنائی دے
پے فکر و نیٹے دواں کم بسوز	کہ اے طہر من پس از چند روز
کہ چند روز کے بعد اے میرے قلم۔ تو اس ذیل دنیا کے غم میں نہ جا کر	

حراں کو بد نیاٹے ڈول مبتلا است
 اگر قنارہ رنج و عذاب و عتاب است
 ہر وہ شخص جو ذیل دنیا کے پیچھے پڑا ہے ۔ وہ رنج۔ عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے
 برست آنکھ پر موت دار و نگاہ
 بے پردہ زوہتیا دو دیدہ ہرماہ
 موت کی طون نظر لگتا ہے وہی آنلا ہے دنیا سے کٹ کر اس کی دونوں آنکھیں اختار میں لگی ہیں
 سفر کردہ پیش از سفر سوئے یار
 کشیدہ زوہتیا ہجر سخت و ہار
 پہلے وہ یار کی طون سفر کر گیا اور دنیا سے اپنا سب سامان اور اسباب کمال کرا لگ کر لیا
 پئے دار عقہ کمر بستہ چست
 راکر وہ سامان اپنی خانہ بست
 آخرت کے لیے اپنی کمر کس کر باندھ لی ۔ اور اس نکتے گھر کا سامان چھوڑ دیا
 جو کار جہات است کالے نہاں
 ہماں بہ کہ دل بگسلی نہیں مکاں
 چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اس لیے ہی مناسب ہے کہ تو اس مکان سے دل کو چھڑا لے
 جہنم کرو واد فرقاں خیر
 ہمیں حرص و دنیا است جہاں پدیر
 وہ جہنم جس کی خبر قرآن نے دی ہے اسے چھوڑا وہ یہی دنیا کی حرص ہے
 جو آخر زوہتیا سفر کردن است
 جو رفتے ساریں رہ گندز کردن است
 جب آخر کار دنیا سے سفر کرتا پڑے گا اور ایک دن اس راہ سے گزر جانا ہوگا
 جہاں قلعے دل بہ بند و دریاں
 کہ تاگر وند و بر گل او خزاں
 تو پھر غفلت اس سے دل کیوں لگاٹے۔ جب یک دم اس کے پھولوں پر خزاں کی ہوا چلے گی
 بدیں تہمتیں دل خود خطا است
 کیا اس دشمن دین صدق و صفا است
 اپنا دل اس اور غفلت (دنیا) سے لگا، غلطی ہے کیونکہ یہ دین اور صدق و صفا کی دشمنی ہے

چھال ایل داستان دورنگ

کہ گائے بصلحت کشد کہ بچک

اس دورنگی مشوق سے کیا حاصل ہوگا۔ جو کسی تجھے صلح کر کے قتل کرتا ہے کسی لڑائی کر کے

چہ اول نہ بندی جہاں دلگشاں

کہ ہنرش رہا بندہ ز بندو گراں

تو اس محبوب سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا کہ جس کی محبت تیرے شدید سے آزاد کر دیتی ہے

ہمہ انگلی انجام کن اسے غوی!

نہ سعدی شنوگر زمین نشنوی

اسے گراہ شخص جا۔ اور اپنی ماہیت کی فکر کر۔ اگر تو میری بات نہیں سنا تو سعدی کی بات ہی سنیے

عروسی بود تو مت ما نمت

اگر بر نکوئی بود خاقت

یعنی یہ کہ اگر تم عروسی بناو گے اگر تیرا نیکوئی ہو تو تیری موت کا وقت ہوا ہے تم کے خوشی کا گوی ہو

راہبیت صفحہ ۲۰ مطبوعہ ۱۹۰۵ء

الہامی مصراع

توزیل در ایوان کسری فناد

کسری کے محل میں زلزلہ آ گیا

راہلکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء

سے سعدی کا مصراع ہے

برو دم بکشا ز جنت بہر در عرفان تو

اے سچو جان دل بہ فریہ ام قربان تو

یعنی کہ تو بہر در عرفان جنت سے اپنی محبت سے اپنی محبت کا ہر دروازہ کھول دے

عسکری قتل بجز یہ تو ایسا بہت

ظلمت لہو آں درو پیمان تو

عسکری دہلا ہے جو تجھے قتل کے زور سے لٹا دیتا ہے۔ تیرے دل و شہیدہ ہمارے عقول سے بہت دور ہے۔

از غم تو زینیں بچکس آگ نشہ

ہر گاہ کہ شد از احسان بے پایان تو

از غم تو زینیں بچکس آگ نشہ۔ اگر کوئی بھی دانت نہیں وہ بھی واقف ہوا وہ تیرے بے حد احسانات کی وجہ سے ہوا۔

عاشقان لگے غور لہو و علم مہدی

بہر موعا ایچ پیش ویدہ غلمان تو

عاشقان لگے غور لہو و علم مہدی۔ ایک تیرے غلاموں کی نظریں دوڑوں ہمان یکا ہیں

یک نظر فرما کہ تیرا مشر و جنگ جہاں

خلق محتاج است گئے ہر شہر ان تو

یک نظر فرما کہ جنگ و جہل غم ہو۔ مخلوقات تو تیرے دماغ کا کشتی کی محتاج ہے

یک نشان ہاں تافت از غم تو در جہاں

تا شود ہر منکر کلت محاد خوان تو

یک نشان دکھا کہ تیرا زور دنیا میں چکے اور تاکہ ہر مکر اسلام تیرا نشان خواں ہو جائے

گر زمین زبرد زبرد گوردنارم ایچ غم

غصہ طرم کرم گوردورہ رنشان تو

گر زمین زبرد زبرد گوردنارم ایچ غم۔ اگر زمین زبرد زبرد ہو جائے تو مجھ کو غم نہیں ہے تو یہی غم ہے کہ میں تیری صفحہ ماہ گم نہ ہو جائے

گھنگو و جھٹ زردیں تو ہر بسیار بہت

قتد کہ تاہ کن بایات عظیم نشان تو

گھنگو و جھٹ زردیں تو ہر بسیار بہت۔ تو عظیم نشان نشانات دکھا کہ قندہ مختصر کو سے

از لائل جہشے وہ غم تو طیار را

تا گر آید ز سال سوتے آں ایوان تو

از لائل جہشے وہ غم تو طیار را۔ تاکہ وہ ڈر کر تیری درگاہ کی طرف آجائی

چہ غم تو آں کن ہر باس ز لائل

تیکے ہونڈہ غم تو آں کن ہر باس تو

چہ غم تو آں کن ہر باس ز لائل۔ تو اس کے ہر باس میں ہمت کا پتھر ہادی کہ تیرا کہ وندہ کی کہ نہ والا بندہ کب تک غم میں جلا کرے

پتھر و مسیحی موعا میل آں

چو دور خسروی آقا کردند ایہی مسلمان را مسلمان باز کردند
 جب رہا، شاہی دام شروع ہوا تو مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان کیا گیا
 مقام اومبیں اندر راہ تختیر ایہی بدور انش رسولان ناد کردند
 اس کے درجہ کو تختیر کی نظر سے نزدیک کہ رسول نے اس کے نام پر نادر کیا ہے
 (الحکم، مارچ ۱۹۰۶ء)

مراۓ نہ عیادت نہ قدرت کا ہے است
 میری پاس نہ ہے نہ بلو شہرت نہ اور کئی کام شریک بات دیر ی جان اس طہار کے پاس گرو پڑی ہوئی ہے
 چہ لنتے است بر پیش کمال قدر پیش باد
 چہ لنتے است بر پیش اگر چہ نکلے کا ہے است
 اس کے چہرہ کی لنت ہے کہ جان اس پر قرآن ہے اس کی گلی میں عجب لطف ہے اگر چہ وہاں خون کی بارش ہوتی ہے
 مسیح وقت مرا کردا کہ دیدایں حال
 خدا نے جب مجھ کو یہ حال دیکھا تو مجھے مسیح ازان بنا دیا اب تو میرے دل سے کہ طائف دیکھ کر تیرے نزدیک یہ بیکار
 دوائے عشق تو خاک کمال ہا کہتے است
 شہانے باہر ہیں نچ دور دوا کے است
 میں عشق کا علاج نہیں چاہتا کیونکہ اس میں ہماری ہلاکت ہے ہماری شقاوت اسی منج و درد اور بیماری میں ہے
 رسالہ شہزادان یکم ستمبر ۱۹۰۶ء

دیکھو

اگر مردی رہ موالی قلب کن
 چنانہ روز و شب از بہر مردار
 اگر تو رہے تو موالی کا راتہ طلب کن اس مردار دوتیا کے پیچھے دن رات کیا رہتا ہے

نئے بچم گرا کنوں سر پہ پچھندہ
کہ ترک سمورہ کاکے راستہ شمار

لگدوہ اب مجھ سے منہ موڑ لیں تو میں ناماں نہیں کیونکہ رسم و رواج کا چھوڑنا بہت مشکل کام ہے
نفاک سائیں کہ ہر دم سبہ شد
یہیں طاعون برآمد بہر اندازہ

آسمان کو کہ کہ کھسج اور پانچیاہ ہر گئے آنسو کسرت سے اور زمین ڈرانے کے لیے طاعون پیدا کر رہی ہے

(رسالہ تشیخ الاذیان ستمبر ۱۹۰۶ء)

الہامی مصرع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

مصیبت تو آگئی تھی مگر خیریت گذری

(الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

یہ نظر سنے نفاک کن کیسے سوائے نہیں
باز در ایک آنصاف نئے یار ہیں

ایک نظر آسمان کو دیکھ اور ایک نظر زمین پر مثال پھر انعام کے آئینہ میں دوست کا چہرہ دیکھ

آسمان چندی نفاک از بہر تصدیق نمود
ہم تیرا لقت میں گوید بقربا دو نہیں

آسمان نے بہت نفاق میری تصدیق کے لیے دکھائے اور میں بھی زیادہ اور ذرا ہی سے لگتے کہ رہی ہے

صدہ لڑل فتنہ باہر سے بر داشتہ
سے فتنہ ہر طرف باؤ سمناک و سبکس

ہر طرف لاکھوں فتنوں نے سر اٹھایا ہے اور ہر سو فتناک اور پرخندہ آدھی چل رہی ہے

لے بیٹھی ہی وقت ہے

سید پاکال محمد آفریدہ محبوب خداست
 خوب ہے انی چو گوید در جہان پیش ہر حسن
 ہاکن کا سردار تھا جو خدا کا محبوب ہے تنہا جانتا ہے کہ ہر مرد و اس کی نشان میں کیا کہاں کر رہا ہے
 رشیدہ الماذان دسمبر ۱۹۰۶ء

اے گرفتار ہو اور ہمہ اوقات حیات
 اے وہ جو ہمیشہ ہوا و بس کا قیدی ہے ایسے ہر نفس کے ہوتے تجھے خدا کی مدد کیونکر پہنچ سکتی ہے
 کہ تھاں صدق بوردی کہ برد زید کلیم
 جان اگر تودہ صدق اختیار کرے جو بولی نے اختیار کیا تھا تو پھر تعجب نہیں کہ کوئی فرعون غرق ہو جائے
 رشیدہ اموی صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۶ء

کس بہر کسے سزیدہ جاں نداشتاند
 عشق اسنت کہ این کار بصدق کثاند
 کوئی کسی کے لیے نہیں کٹھانا نہ جان ترمان کرتا ہے عشق ہی ہے جو یہ کام بڑی دغا داری سے کر دیتا ہے

عشق است کہ دستن سوزاں نشاند

عشق است کہ خاکِ قہر ت غلطاند

عشق ہی ہے جو ہر کئی آگ میں بٹھا دیتا ہے، عشق ہی ہے جو ذلت کی خاک پر لٹا دیتا ہے

عشق دلے پاک شود کن نہ بپذیرم

عشق است کہ میں ظلم بیکدم بردارند

میں نہیں مان سکتا کہ غیر عشق کے دل پاک ہو سکتا ہے عشق ہی ہے جو یکدم اس قید سے رہائی دلا دیتا ہے

(تحقیقہ الہی صفحہ ۲۰۳ و ۲۰۴)

از بندگانِ نفس رہ آں بگیاں مپرس

بہر جا کہ درخواست سے دریاں بچو

خداوند کا ہاتھ نفس کے غلاموں سے بچو چھو۔ جہاں سنی لڑتی ہو وہیں سوار کو تلاش کرو

اں کس کہ بہت اپنے آں یار بقرار

رو صحبتش گزین و ذرا سے دریاں بچو

جو شخص اس دوست کے لیے بے قرار ہے جا اس کی صحبت اختیار کرو اور اس سے تسکین حاصل کرو

بر آستان آکر ز خود رفت ہر یار

یوں خاکِ باطنِ مرضی پائے دریاں بچو

اس شخص کے آستان پر جس نے پاؤں لیے اپنے تئیں خاک رکھا ہے نوحک ہو کر پڑا وہ ایسی طرح یار کی مرضی دھونڈو

ہر ذرا تلخ کامی و محنت بدو رسد

حزق گزین فتح حصاے دریاں بچو

ہر امر دشمنی اور سوزش کچھ کر اس تک پہنچتے ہیں تو بھی سوز اختیار کرو اور فتح اس میں دھونڈو

بر مسند غرور نشستن طریق نیست

ایں نفسِ دُور بسود و ننگاے دریاں بچو

غرور کی مسند پر بیٹھنا ٹھیک نہیں تو اس ذلیل نفس کو جلا دے اور پھر خدا کو تلاش کرو

(تحقیقہ الہی صفحہ ۱۲۰)

الهامی شعر

ہر جہ بایں عروسِ راسمہ سماں کتم
 اور سچو کار شہا بشد عطا ئے آل کتم
 جو کہ نئی شہائی کے لیے فرزند تہ نہیں وہ صہب ملان کو دل کا اور جو تمہیں بیٹھنکلا رو گا وہ بھی عطا کر دں گا
 (تختہ: اوی صفحہ ۱۲۳۶)

<p>اگر گوید ابن مریم چوں شدی ہست یو قافل نہ راز ایزدی جو شخص یہ کتا ہے کہ تو ابن مریم کس طرح بن گیا وہ خدا کی راز سے قافل ہے آل خدا نے قادر و رب العباد خدا برائیں نام من مریم نناد اس قادر خدا اور رب العباد نے ہر ذہن احمدی میں میرا نام مریم رکھا تھا مرنے بودم برنگ مریمی دست نادادہ بہ پیران زمی میں ایک مدت تک مریم کے رنگ پر رہا یعنی مشائخ زمانہ کے انہوں میں ہاتھ نہیں دیا چھو بکرے یا فقم نشو و نما از رفیقِ راہ حق تا اشتہا میں نے ایک کنواری لڑکی کی طرح پھودرش پائی۔ اور کسی عادت کمال سے میری شہنائی دہتی بعد ازاں آل قادر و رب مجید روح عیسیٰ اندر آل مریم دمید اس کے بعد اس قادر اور مجید خدا نے اسی مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی پس نفوس رنگ دیگر شد عیاں زاد ازاں مریم مسیح ایں زماں پھر اس نفع کے بعد ایک اور رنگ ظاہر ہوا۔ یعنی اس مریم سے اس زمانے کا مسیح پیدا ہوا</p>	<p>اس قادر خدا اور رب العباد نے ہر ذہن احمدی میں میرا نام مریم رکھا تھا میں ایک مدت تک مریم کے رنگ پر رہا یعنی مشائخ زمانہ کے انہوں میں ہاتھ نہیں دیا میں نے ایک کنواری لڑکی کی طرح پھودرش پائی۔ اور کسی عادت کمال سے میری شہنائی دہتی اس کے بعد اس قادر اور مجید خدا نے اسی مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی پھر اس نفع کے بعد ایک اور رنگ ظاہر ہوا۔ یعنی اس مریم سے اس زمانے کا مسیح پیدا ہوا</p>
---	---

یہ سبب شد ابن مریم نام من

دا کہ مریم بود اول گام من

میرا ہم ابی مریم اس لیے ہوا۔ کہ مریم بننا میرا پہلا قدم تھا

بعد ازاں ندرت حق عیسیٰ شدم

پھر میں خدائی نفع کے سبب سے عیسیٰ ہو گیا اور مقامِ مریم سے میرا قدم اونچا ہو گیا

شہ زجاٹے مریمی برتر قدم

یہ سب باتیں رب العالمین کی فرمودہ ہیں اگر تجھے علم نہیں تو براہین احمدیہ کو دیکھ

گر نئے دانی براہیں راہیں

خدائی حکمت میں بہت مجید ہونے میں ہر ایک نکتوں کو لوگ کم سمجھتے ہیں

نکتہ مستور کم فہم کسے

نقصہ فیضانِ حق باید محنت

کار بے فیضال نئے آید درست

نقصہ کے لیے پہلے خدا کا فیضان درکار ہے۔ بغیر فیضِ الہی کے کوئی کام ٹھیک نہیں چلتا

ظلمتے در ہر قدم داری براہ

اگر تو رحمان کے فیض کی پناہ نہیں رکھتا تو تیرے رشتہ کے ہر قدم پر اندھیرا ہی اندھیرا ہے

ہاں مرد چوں تو سنے آہستہ باش

تو گریہ و داری کر کے خدا کا فیض تلاش کر گھوڑے کی طرح بھاگا نہ چلا جا۔ آہستہ چل

خائنات دیراں تو دور فکر دیگر

اے وہ شخص جس نے ہادی کفر پر کراہے وہ کفر ہی ہے نیلونا گھر تو راد ہوتا ہے مگر تو ادھل کی کمر میں ہے

روح تالی بہر کفر دیگران

ہر کفر تو تیری ہی جہان میں چھپے ہوئے ہیں وہ وہ ہو تو ادھل کے کفر پر کیا نہانا ہے

صد ہر لال کفر در جانت نہال

خیر و اول خوشترین را کن در دست
 نکتہ چیں را چشمے بایں نکتہ است
 اگلا اور پہلے اپنے تئیں ٹھیک کر خود نکتہ چیں کی اپنی آنکھ پہلے درست ہونی چاہیے
 لعنتی گر لعنتے بر ما کند
 او نہ بر ما خویش را رسوا کند
 کئی مردود اگر ہم پر لعنت کرے وہ لعنت ہم پر نہیں پڑتی بلکہ وہ اپنے ہمیں بدنام کرنا ہے
 لعنت اہل جفا آساں بود
 لعنت آسں باشند کس از حال بود
 اہل جفا کی لعنت لامتناہی کا برداشت کرنا آسان ہے اصل لعنت تو وہ ہے جو رحمان کی طرف سے آئی ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۹-۳۴۰

چہ شیریں منظری اسے دل تنگم
 چہ شیریں خصلتی اسے جان بگم
 اسے میرے محبوب تو کیسا خوبصورت ہے اور اسے میرے خدا کیسا شیریں خصلت ہے
 بچو دیدم کسے تو دل درد تو بستم
 تماندہ بغیر تو اندر جہانم
 جب میں نے تیرا منہ دیکھا تو تجھ سے دل لگا لیا اور دنیا میں تیرے سوا میرا کوئی نہ رہا
 تو اں بعد شوق دست از دو عالم
 مگر ہجرت بسوز دا ستخوانم
 دونوں جہان سے ہمت برداری ممکن ہے مگر تیرا ذوق میری ڈھیلیاں تک بلا دیتا ہے
 درانش تن باسانی تو اں داد
 از ہجرت جان رو دبا صد فقانم
 آگ کے اندر بدن آسانی سے ڈالا جاسکتا ہے مگر تیری جدائی سے میری جان آہ نکال کرتی ہوئی نکلتی ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۲۲-۳۲۳

چل مرا حکم اپنے قوم سچی دادا اند

مصلحت بلال بن مریم قوم من بنیادہ اند

جس جگہ عیسائی قوم کی اصلاح کے لیے حکم دیا گیا ہے تو اسی مصلحت سے میرا نام بھی ابن مریم رکھا گیا ہے

اسماں پر و نشانی الوقت میگوید یہ میں

ابن و شہدانی بنی قریظہ میں انشاؤہ اند

اسماں سے نشانات کی بارش ہو رہی ہے اور میں آفت کہہ رہی ہوں کہ میری تصدیق کے لیے کھڑے رہی

بے ضرورت نام نے آدمی کو بغیر وقت

دوں اور ان تعصب قبم من افتادہ اند

دو نام بے ضرورت رکھا ہوں اور نہ وقت پوری قوم ہوا تو وہ تعصب کو وہ سے مجھ سے لڑائی کر رہی ہے

سوزے سوزے بگناہی بگناہی ہمیں

قتلہ بانگ پر قدر اندر مالک دادہ اند

سب بگناہ بے غلطی سے میری طرف دیکھتے ہیں کہ کس قدر ہر ملک میں پیدا ہو گئے ہیں

چوں نہ کچھ بوالل صدر فسق و فساد

پس سے انہر اس لڑا سماں کہ تادہ اند

لے دو تو جب زمین نے میدانوں کے دروازے کھول دیئے تو ایک دروازہ اسماں پر سے بھی کھولا گیا ہے

تحقیقہ الہی صفحہ ۱۳۹۲

مرو میدان باش حال ما میں

نصرت اکی ذوالجلال ما میں

مرو میدان میں اور ہمارا حال دیکھو۔ نیز ہمارے اس ذوالجلال کی مدد دیکھو

طعنہ ہا بے امتحان نامروی است

امتحان کن پس مال ما میں

بغیر امتحان کے طعنہ دینا نامروی ہے۔ امتحان کر پھر ہمارا نتیجہ اور انجام دیکھو

تمتہ تحقیقہ الہی صفحہ ۱۴۰

اگر کبھی خدا آید بد و نصرت دوہاں
 جو خدا کی طرف آئے اس کی طرف نصرت الٰہی دہرائی ہوئی آتی ہے
 خدایت اور کسے شمس و قمر چوں چاکراں
 مانند اور سورج کو کروں کی طرح اس کی خدایت کرتے ہیں
 صادقانہ از خدا انوکے خدایت می شود
 عاشق آں بیاد ازلی کے یاد اندر تھے تیشاں
 صادقوں کو خدا کی طرف سے ایک فرقہ ہے اور اس یاد ازلی کا عشق ان کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے
 از بے بھردنی دُنیا مصیبت مے کشند
 خادہاں اجرت اندر پردہ پوشانِ حیاں
 وہ دُنیا کی بھردنی دُنیا مصیبتیں اٹھاتے ہیں بے تنخواہ کے نوکر ہیں اور دُنیا کے پردہ پوش
 از گروہ اہلِ نحرمت لالائی مے زینند
 یاد شاہانِ دو عالم بے نیاز از حسد اہل
 وہ منکر لوگوں سے بے پردہ ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں وہ دونوں جہان کے بادشاہ ہیں اور حسدوں سے زینند
 دل سپردن دستاں میرت تیشاں بود
 جہاں بہت از بے آں لدا وقت امتحاں
 دل محبوب کے حواسے کو دنیا ان کا شیوہ ہے اور آنا لیش کے وقت وہ اس محبوب کی خاطر جان دے دیتے ہیں
 (حقیقتہ الٰہی صفحہ ۱۶۳)

الہامی مصرع

حالیا مصلحت وقت درال مے بلغم
 اب میں مصلحت وقت اسی میں دیکھتا ہوں

(رد ماہِ لالی ۴-۱۹۶)

الہامی مصرع

آید آں روزے کہ مستحق شود

وہ دن قریب ہے جب اُسے غلامی مہل ہوگی

والحکم ۲۲ اگست ۱۹۰۶ء

الہامی مصرع

سایا آمدن عید مبارک یادت

اے ساتھی عید کا آئے تجھے مبارک ہو

والحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۶ء

الہامی شعر

دہدینہ خسرویم شد بلند زلزله در گورِ نظامی فگند
 میری بادشاہی کا دہرہ بند ہوا۔ نظامی کی قبر میں زلزله پڑ گیا

لاخار بند ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء

الہامی مصرع

از خدا یابند مردان خدا

خدا کے بند سے خدا سے ہی حاصل کرتے ہیں

دہرہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۶ء

الماہی مصرع
مباش امین از بازی روزگار
گوش روزگار سے بے خوف نہ رہ

نمبر ۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء

لے سدی کی کریم مصرع ہے

کہ از کینہ و بغض کور و کری	تو مردانِ اس راہ چوں بگری
تو اس راہ کے تیروں کو کس طرح دیکھ سکتا ہے کہ تو کینہ اور عداوت کے مارے اندھا اور بہرا ہو رہا ہے	
ز دنیا نماناں در نہاں می زیند	پہرہائی کیا بستان چہاں می زیند
تو کیا مانتا ہے کہ یہ لوگ کیوں کہتے ہیں۔ وہ تو دنیا سے پوشیدہ در پوشیدہ زندگی بسر کرتے ہیں	
ز کف دل ز سرا و فتادہ کلاہ	فدا گشتہ در را و آں جاں پناہ
وہ اس جان کی پناہ خداوند کی راہ میں قربان ہیں ان کا دل ہاتھ سے ہاتا مارا اور ٹوٹی سر سے	
ز تحسین و لعن جہاں بے خبر	ولے ریش رفتہ بکوئے دگر
ان کا زخمی دل کسی اور ہی کو چھریں رہتا ہے اور وہ دنیا کی آفرین اور تفریح دونوں سے بے خبر ہیں	
رہا کردہ دیوار بیرون خراب	ہو بیت المقدس ز دل پر تباب
بیت المقدس کی طرح ان کا اندرون روشن ہے مگر باہر کی دیوار خراب سے	

رچھو معرفت صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ ۱۹۰۸ء

لے پرتان سدی کا شعر ہے

الهامی مصراع

مکن تکلیف بر عمر ناپائدار
ناپائدار عمر بہ بھروسہ نہ کر

(دبر ۲۲ جون ۱۹۰۸ء)

لے سہی کی کر یا کا مصراع ہے

اور زراہِ جبل عربیہ باہر ملا کنتہ

آتا کہ برد عادی ماحلہ ہا کنتہ

وہ لوگ جو ہمارے دعووں پر حملے کرتے ہیں اور جمالت کے بلاغ خواہ غزاہ ہم سے جنگ کرتے ہیں

ہستہ میں تھیں مگر ترک عناد و ابا کنتہ

گریک نظر کنتہ دریں نسخہ کتاب

اگر وہ اطمینان کے ساتھ اس کتاب کو پڑھیں۔ تو یقین ہے کہ دشمنی اور انکار چھوڑ دیں گے

وہیں امر دیگر است کہ ترک جیا کنتہ

بادرنے کتھم کہ نیابتہ ہند خواہ

مجھے یقین نہیں کہ وہ میرے پاس غم کرتے ہوئے نہ آئیں بل یہ اور بات ہے کہ شرم جیا کہی ترک کر دیں

(دراہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۲)

مکمل شد بفضل اہل جنابم

بجھا اللہ کہ آخر ایں کتابم

مکمل ہو گئی

خدا کا شکر ہے کہ آخر کار میری یہ کتاب جناب الہی کے فضل سے مکمل ہو گئی

(دراہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۲)

در بخشہ سودا عجمان تہی ستان قسمت را

بجز فضل خداوندی چہ درانے ضلالت را

ہمارے فضل کے سوا گمراہی کا کیا علاج ہے بد قسمتوں کو تو مجھو بھی فائدہ نہیں دیتا

اگر ہر آسمان صند تہاب و صندور سے تاپا
اگر آسمان پر پتھروں چاند اور سوس پھلنے لگیں تو جس کی نظر جاتی رہی ہے وہ روز روشن کو نہیں دیکھ سکتا
تو اسے دانا برس انداز لکھوئے اور بجا ہی وقت
پدینا دل چھوئے بندی چوڑانی وقت سخت را
ہے وہ اتنا تو اس خدا سے جس کی طرف تھے جانے دینا سے کیا دل لگا ہے کیا تو بت کا وقت ہانتا ہے
مشورہ بہر دینا سرکش فرمان احدیت
مخرا زہر روزے چنڈائے مسکین تو مشقوت را
دینا کی خاطر خدا سے دوسرے حکم سے سرتابی ذکر اے مسکین تو چند روز کے مزے کے لیے بد بختی نہ خرید
اگر بجا ہی کیا بی ترد و عالم جاہ و دولت را
خدا را باش و از جل مشیہ خود گویا امت را
اگر تو جانتا ہے کہ دونوں جہان میں موت اور دولت حاصل کرے تو خدا کا ہوا اور دل سے اس کی خواہش واری اختیار نہ کر
عقل و گمشدہ باش و عالم بادشاہی کن
بنا شد بھیم از غیرے پستاران حضرت را
اس کی درگاہ کا غلام بن اور دنیا پر حکومت کر کہ خدا پرستوں کو اس کے غیر سے خوف نہیں ہوتا
تو ازل ہوئے یار خود بیانا نیز یار آید
مجتبت سے کشد با جذب روحانی مجتبت را
تو دل سے اپنے خدا کی طرف آہا لپھرو وہ بھی تیری طرف آئے کیونکہ جذب روحانی کی وجہ سے ایک مجتبت دوسری مجتبت کو کھینچتی ہے
خدا اور صورت انگس بود کجا صرین ست
ہمیں افساد نہیں اتنا دل درگاہ عورت را
خدا اس کی مدد میں لگا رہتا ہے جو اس کے دین کا ناصر ہو۔ ہمیشہ سے وہ گاہ و رب العزت کا یہی قانون ہے
اگر بارہ نے کہ بچوں ایں واقعاتم را
کو تا بتی تو در ہر مشکل انواع نصرت را
اگر تجھے یقین نہیں آتا تو میرے ان واقعات کو پڑھ تاکہ تو میری ہر شکل کے وقت خدا کی نصرتوں کو دیکھ لے
ہر آل کو یا بداند گاہ از خدمت همی پاید
کہ غفلت ملنزلے بہت ہے بہت نصرت را
جو شخص جو اس کی گاہ سے کچھ پائے وہ نہت سے پاتا ہے کیونکہ ہر غفلت کے لیے مرے اور نصرت کیلئے ہوا ہے

اگر ہر آسمان صند تہاب و صندور سے تاپا
اگر آسمان پر پتھروں چاند اور سوس پھلنے لگیں تو جس کی نظر جاتی رہی ہے وہ روز روشن کو نہیں دیکھ سکتا
تو اسے دانا برس انداز لکھوئے اور بجا ہی وقت
پدینا دل چھوئے بندی چوڑانی وقت سخت را
ہے وہ اتنا تو اس خدا سے جس کی طرف تھے جانے دینا سے کیا دل لگا ہے کیا تو بت کا وقت ہانتا ہے
مشورہ بہر دینا سرکش فرمان احدیت
مخرا زہر روزے چنڈائے مسکین تو مشقوت را
دینا کی خاطر خدا سے دوسرے حکم سے سرتابی ذکر اے مسکین تو چند روز کے مزے کے لیے بد بختی نہ خرید
اگر بجا ہی کیا بی ترد و عالم جاہ و دولت را
خدا را باش و از جل مشیہ خود گویا امت را
اگر تو جانتا ہے کہ دونوں جہان میں موت اور دولت حاصل کرے تو خدا کا ہوا اور دل سے اس کی خواہش واری اختیار نہ کر
عقل و گمشدہ باش و عالم بادشاہی کن
بنا شد بھیم از غیرے پستاران حضرت را
اس کی درگاہ کا غلام بن اور دنیا پر حکومت کر کہ خدا پرستوں کو اس کے غیر سے خوف نہیں ہوتا
تو ازل ہوئے یار خود بیانا نیز یار آید
مجتبت سے کشد با جذب روحانی مجتبت را
تو دل سے اپنے خدا کی طرف آہا لپھرو وہ بھی تیری طرف آئے کیونکہ جذب روحانی کی وجہ سے ایک مجتبت دوسری مجتبت کو کھینچتی ہے
خدا اور صورت انگس بود کجا صرین ست
ہمیں افساد نہیں اتنا دل درگاہ عورت را
خدا اس کی مدد میں لگا رہتا ہے جو اس کے دین کا ناصر ہو۔ ہمیشہ سے وہ گاہ و رب العزت کا یہی قانون ہے
اگر بارہ نے کہ بچوں ایں واقعاتم را
کو تا بتی تو در ہر مشکل انواع نصرت را
اگر تجھے یقین نہیں آتا تو میرے ان واقعات کو پڑھ تاکہ تو میری ہر شکل کے وقت خدا کی نصرتوں کو دیکھ لے
ہر آل کو یا بداند گاہ از خدمت همی پاید
کہ غفلت ملنزلے بہت ہے بہت نصرت را
جو شخص جو اس کی گاہ سے کچھ پائے وہ نہت سے پاتا ہے کیونکہ ہر غفلت کے لیے مرے اور نصرت کیلئے ہوا ہے

من انھد کز خود حیرانم ہدانش لخصه وانم

کہ میں نے خود سے دیدہ نہیں تھا، وحشمت را

گرم ہفتہ سال میں جیران ہوں اور ان کا لہجہ نہیں جانتا کیونکہ غیر کسی خدمت کے کسی نہیں اور تو مجھ کو کہیں

کے

زمانہ زمانہ زمانہ زمانہ زمانہ زمانہ زمانہ

مجھی باشد خبر ادا اگر فدا راں نخواست را

میں پیشہ در پیشہ اور پریشہ ہوں۔ پس ہمارے

مستحق لشکر انسانوں کو کیا خبر ہو سکتی ہے

ان کے وقت اور گاہ بار سی شبنوم ہر دم

اگر کرے کند لعنت چو زون اس ہرہ لعنت را

میں یا گاہ ہی سے وقت کی آواز نہ لہر لہر آتا ہے جس کا

کی کیرا ہمہ رزمت کہ تو اس ہیودہ لعنت کو کہ حقیقت ہے

اگر وہ کھڑے ہیں خدا دا عمل قوی مانے

تو شہید زار و شفقت کہ مامویم و عوت را

تو شہید ہوں اور ان اسکا ہر دم ہر دم ہر دم ہر دم

یہ کہ ہے کیونکہ ہم کو کرم و تبلیغ کے لیے مامویم

رہا میں احمدیہ حصہ پنجم - نصرۃ الحق صفحہ ۱۶۵۹

اسما صحت التمد با ما مسج بلاد مسج

نیز شبنوم از زمین آدم امام کامگار

آسمان کی آواز سنو کہ مسیح آگیا۔ اور زمین سے بھی آدم امام کامگار کی خوشخبری سنو

سوا

آسمان پر وقتاں وقت بیگو رہیں

ایں آسمان پر ہے ہی نورانی عمل بفرار

آسمان سے نکلے ہیں یہ نورانی کہ رہی ہے کی ہر وقت ہے یہ نورانی کہ رہی ہے کی ہر وقت ہے

یہ نورانی کہ رہی ہے کی ہر وقت ہے یہ نورانی کہ رہی ہے کی ہر وقت ہے

(رہا میں احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۱۰۶)

بہتر زہر ار غلد کوٹے تو مرا

بہتر زہر ار غلد کوٹے تو مرا

بہتر زہر ار غلد کوٹے تو مرا

بہتر زہر ار غلد کوٹے تو مرا

درمیانے دگرخون بنیم نیک

ہر طرف بجاہ دست ٹوٹے تو مرا

میں کی قسمت کہ جو سے دولت بکریں میں دوزخ ہوتی میری نکلا تیری ہی جانب کی ہوئی ہے

بر عزت میں اگر کے مولا کند

صبر است ایلی پر خوں تو مرا

اگر کوئی میری موت پر مولا کرتا ہے تو تیری عدوت کی طرح میرا طریقہ بھی صبر ہے

میں پیٹیم وچر تو تم ہست مگر

جنگ امت نہ ہرا کہوئے تو مرا

میں کون میں اور میری کیا موت ہے لیکن تیری موت کی خاطر میری جنگ ہے

دخیمہ برابن احمدی محمد پنجم ص ۱۱

مردم ماہل گویند مکہ پول ملی شندی

بیشکاورن ابن حجاب شاکل کے ترقی حورو

۱۰۰۰ لاکھ لکھے کہتے ہیں کہ تو میں کیونکر ہو گیا مجھ سے ان کا جواب کسی وجہ سے کہے حاضر تم

پہل شام الشہر بودند کتاب پاک نام

پہل فرطی سر کر دست از ہر سرور

پہلو کو قرآن میں تمہارا نام یہودی لکھا گیا ہے اس لیے سزا نے مجھے یہودیوں کے لیے عینی بنا دیا

عند اللہ حقیقت کبر ایشاں خیرتید

نیریم من ابن مریم بنیستم اندر لاد

ندہ و در اصل رقم ان یہودیوں کے رقم سے نہیں اور میں بھی جہاں تھی طوبہ پر ایہ رقم میں ہیں

اگر تو نے نماز ادا ہو سے ہم لڑ

اگر تازہ ہم قوم پس ز فرقہ ابابہ بود

اگر تم دہتے تو ہمارا نشان بھی نہ ہوتا صرف تمہاری وجہ سے میرا نام نہ تھا۔ پھر فل چلنے سے کیا ہوا

ہرچہ بود ایک کتبہ درین اسرار طیبیل

آں ہر طرفتہ دھو خوش خود نمود

یہودیوں کے تہذیب میں جو کچھ بھی لکھا تھا وہ سب دین احمدی ہی کا پیمانہ ہو گیا

قوم اور ہر قوم بانداہم ہوتی

بعض قبائل صالحان اور بعض دیگر فاجر

ہوتی تھے اور ان میں سے ایک ایک قبیلہ کے لئے ایک ایک قوم کی طرح خراب

ہو کر رہتی تھی بلکہ بعض قومیں

لاہوتی تھیں اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہو کر رہتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم کی طرح خراب ہوتی تھی

اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہو کر رہتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہوتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم کی طرح خراب ہوتی تھی

اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہو کر رہتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہوتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم کی طرح خراب ہوتی تھی

اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہو کر رہتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہوتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم کی طرح خراب ہوتی تھی

اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہو کر رہتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہوتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم کی طرح خراب ہوتی تھی

اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہو کر رہتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہوتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم کی طرح خراب ہوتی تھی

اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہو کر رہتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم

ہوتی تھی اور ان کے لئے ایک ایک قوم کی طرح خراب ہوتی تھی

(ضمیمہ برائے احمدیہ صحیفہ پنجم)

گر مجھ پر صحتِ خدایِ بینی زود تر
خار ہائے دوستِ تنہائی و طعنِ عالمی

اگر وہ صحتِ مدنی کا جست میں نہ ہے گا تو ہمدی جھلک کے کاٹوں تنہائی اور دنیا کے طعنوں کو دیکھ لے گا
رکتوباتِ احمدیہ حصہ اول صفحہ ۱۶۵

الہامی شعر

طریقِ زہد و تعبدِ ندامت اسے زاہد
خدا سے من تقدّم براندہ ہر دو داؤد

اسے زاہد ہیں یا کا مانہ زہد و طاعت کے طریق کو نہیں جانتا کیونکہ میرے خدا نے میرا تقدّم داؤد کے راستے پر لگا لایا ہے
رکتوباتِ احمدیہ حصہ اول صفحہ ۱۶۱

سپاس اس خداوندِ کائناتے را	بمہر و بزمِ عالم اگر اٹھے را
اس بے مثل خداوند کا شکر ہے جس نے	دنیا کو چاند اور سورج سے آراستہ کیا
بہر لحظہ امیداری از دوست	بہر حالتے دوستداری از دوست
میں ہر وقت اس کی طرف سے مدد کی امید ہے	اور ہر حالت میں اسی سے محبت کا تعلق ہے
جہاں جملہ یک صنعت آباد دوست	خراک نیک بختے کہ ویرا دوست
سارا جہاں اسی کی کاریگری کا منظر ہے خوش قسمت ہے	وہ نیک بخت جو اس کی یوں رہتا ہے
رسولِ خدا پر تو از نورِ دوست	بہر خیر ما ز پر مقدمہ را دوست
رسولِ اللہ اس کے خدا پر تو ہیں اور ہماری	ساری بھلائیاں انہیں کے ساتھ جاہلت ہیں
جہاں سرور و بید و نورِ جہاں	محمد کر دوست نقشِ جہاں
وہی سرور، بید اور جان کا نور۔	محمد ہے جس کی وجہ سے جہاں کی تخلیق ہوئی

بشر کے ہر ایک نیک تر

نزدک سے اگر چوں محمد بشر

انسان رفتے سے کیوں کر باہر جاتا

اگر محمد سا بشر پیدا نہ ہوتا

لال بہت زورانی و سروری

بتابد درو قرۃ العزوی

اس کا دل زورانی اور انالی ہے اور اس میں خدا کی عظمت اور شان چکتی ہے

کے کش بود مصطفیٰ رہتا

وہ شخص جس کا رہنا مصطفیٰ ہو اس کا نصیب

سیر بخت او باشد اندر سما

بہتر از یاد اہمست جانی و دم

خواب اندر اندیشہ ہم سنگلم

میرے جان و دل اس کی یاد سے سموریں خواب میں بھی مجھے کوئی دوسرا خیال نہیں آتا

کوم گستر و ہم رہ و ہم طریق

پس اندر سے سلام تمہارے شفیق

اس کے بعد اے مرغان اور شفیق اور ہم خیال دوست میں تمھے سلام کتا ہوں

کہ یاد میں خستہ کردی نہ دور

فرستادم نامہ ہجو خود

یوں کرتے ہیں صاحب کو اتنی درد سے یاد کیا اور ایک خط جو عور کی طرح نہیں ہے مجھے بھیجا

چنان نظم و عجزش کہ نامتداک

اس کی نظم اور عجز ایسی تھی کہ اس جیسی میں نے کبھی دیکھا میں نہیں دیکھی

صفا ایچان اندر آل میں بیش

اس میں ایسی اعلیٰ درجہ کا صفائی ہے کہ دشمن اس میں اپنا منہ دیکھ سکتا ہے

کہ حسد پر بیید واک بشے خویش

تکوری اگر گوشت سے زان صفا

نشتے پس زانو سے احتفا

اگر توری شاعر اس صفائی سے واقف ہو جاتا تو وہ نہ چہا کر بیٹھ جاتا

اس میں ایسی اعلیٰ درجہ کا صفائی ہے کہ دشمن اس میں اپنا منہ دیکھ سکتا ہے

تکوری اگر گوشت سے زان صفا

نشتے پس زانو سے احتفا

اگر توری شاعر اس صفائی سے واقف ہو جاتا تو وہ نہ چہا کر بیٹھ جاتا

نشتے پس زانو سے احتفا

اگر توری شاعر اس صفائی سے واقف ہو جاتا تو وہ نہ چہا کر بیٹھ جاتا

نشتے پس زانو سے احتفا

چنانچہ سخن صفت بند و بست
 لفظ گمراہ اور مد شکست

آپ کی باتوں میں ایسی چمک اور ایسی ترتیب ہے کہ وہ سبوں کے ارک کو بھی مات کرتی ہیں

وگفتی سرریبے است صفت اس
 مرصع زیباقت و مرجان و ماس

گویا وہ ایک ایسا چمکہ اور نقب تخت ہے جو باقت و مرجان اور الماس سے جلا ہوا ہے

زبے نحو آل بود نحو سداد
 بہر منظم صرف آل نحو باد

وہ وہ اس کی نحو کیسی اعلیٰ خوب ہے کہ میری ساری گویاں اس نحو پر قربان ہے

سخن را ازال گو نہ آداست
 نئے آید از پیر و نوخاستہ

اس میں کلام کو اس طرح آہستہ کیا گیا ہے کہ اور کوئی نہیں کر سکتا خواہ بڑھا ہوا محال

سخن کو نمودست در حلق
 بہ معنی رسانید لفظ سخن

کلام سے گویا ایک در حلق ظاہر ہو گیا جس نے الفاظ کو صفائی تک پہنچا دیا

سخن نام دریافت نال نامہ
 زبے چنگی ہائے آل خامہ

اس خط سے سخن نے نام پایا واہ دا اور اس خود کی چنگی کے کیا کتے

سخن آل چنانچہ باید و استوار
 چہ حاصل سخن گفتن تا بکار

بات ایسی ہی عمدہ اور پختہ ہونی چاہیے۔ بے سود باتیں کرنے کا کیا فائدہ!

تعموشی بہ از گفتن این چنین
 کہ لہذا جبنا از آفرین

ایسی قول، باتوں سے توجہ رہنا اچھا ہے جو لوگوں کے مزے سے تفریح حاصل نہیں کر سکتیں

سخن معین در و سیم و طلاست
 اگر نیک دانی ہمیں کمیاست

کلام آرتی چاندی اور سونے کی کان ہے اگر تو اس بات کو نب گم لے قوی کیا ہے

سخن گرچہ باشد چو لولوئے نر
 بات اگرچہ گوہر آبدار کی طرح ہو۔ مگر اس کے پیش کرنے کو بھی ہنر پامانیے
 سخن قائمے ہست یا اعتدال
 فصاحت پو خود بنا گوش و خال
 کلام کی مثال ایک خوبصورت قد کی سی ہے جس کی فصاحت رخسارِ زک اور تل کی طرح ہے
 چو گفتار باشد بلیغ و اتم
 اثر ہا کند در دلے لاجرم
 جب کلام بلیغ اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ تو ضرور دل پر اثر کرتا ہے
 و گر منطقی عمل است و خراب
 چو خواب پریشانی رو دے حساب
 لیکن اگر گفتگو بے معنی اور خواب ہو تو وہ خواب پریشانی کی طرح رنگاں جاتی ہے
 زبان اگرچہ بحر ہے بود موجزن
 طلاق تگیر و بجز علم و فن
 زبان اگرچہ طوفانی سمندر کی طرح ہو۔ پھر بھی فصاحت بغیر علم و فضل کے نہیں آتی
 کے کو ندارد و قوفے تمام
 چہ طورش سیاق ت بود در کلام
 جو شخص (زبان کی) پردی واقفیت نہیں رکھتا۔ اس کے کلام میں روانی کیونکر آسکتی ہے
 بکھا صد کمال مشفق پر سدا
 دیریں جملہ اوصاف یکتا فساد
 خدا کا شکر ہے کہ آپ بیسا مخلص شفیق ان سب صفات میں یکتا ہے
 بحب فوق مے داشت گل رو چید
 کہ بودیم در خدمت ارجمند
 وہ دلی نہایت بڑی لطف تھے۔ جب ہم آپ کی بابرکت خدمت میں حاضر تھے
 کجا شد دروغ آل زمان وصال
 کجا شد چنان ترغم آل ماہ وصال
 اس وقت وہ ملاقات کا زمانہ کمال گیا اور وہ مبارک مہینہ اور سال کدھر چلا گیا

بدستہ از آل بجز خیالے مانند
 انسان جگہ سے یک سفالے نامہ
 میرے نام میں ہونے ان کے خیال کچھ بھی دراصل اس جام شراب کی ایک ٹھیکری بھی باقی نہ رہی
 دوزخ گوشچوں یا دیار ال کینیم
 دودیدہ چو ابر بہاراں کینیم
 اس کچھ تنہائی میں جب ہم دستوں کو یاد کرتے ہیں تو دونوں آنکھوں کو ابر ہمارا کی طرح بنا دیتے ہیں
 دل خود بدینا چہ بندو کسے
 کہ ایام الفت تدار دہے
 کوئی اس دنیا سے اپنا دل کیا لگانے کہ محبت کے دن زیادہ باقی نہیں رہا کرتے
 چہ فرق است از روز شب جز کربار
 فقہ خاک بر فرق این روزگار
 یاد کے بغیر دن اور رات میں فرق ہی کیا ہے؟ اس زمانہ کے سر پر خاک پڑے
 دو دست دعا پیش حق گسترم
 کہ چہرت نماید بفضل و کرم
 میں اپنے دونوں ہاتھ خدا کے حضور میں پھیلاتا ہوں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تیرا چہرہ دکھائے
 بکتوب گہ کہ بکن شاد کام
 خط و نامہ ما چو اشد حرام
 کبھی کبھی خط لکھ کر ہمیں خوش وقت کر دیا کرتے ہیں خط بھیجنا کیوں ترک کر دیا
 دگر آنچہ تحریر کردہاں رفیق
 کرم گستر و مہربان و شفیق
 نیز اہل کرم - کرم فرما - مہربان اور شفیق نے جو یہ لکھا ہے
 کہ از محبت ہیں نال نکر و بیم یاد
 کہ خوفِ ملال تو در دل نقاد
 کرم نے اس لیے اس خط میں دین کی بحث کا ذکر نہیں کیا کہ ہمارے دل میں ناراضگی پیدا نہ ہو تو واضح ہے
 من اہل نیستم کہ زہد بنص و کس
 بر تجم نہ تحریر یک در بحث دیں
 کہ میں ایسا انسان نہیں ہوں کہ دشمنی اور کینوری کی وجہ سے دنیا کی بحث کی تحریک سے ناراض ہو جاؤں

اگر تاجق این بدگمانی تھا تو دروئی کسے بدگماں ہم مہاد

آپ کو تاجق یہ بدگماں تاجق ہوئی۔ خدا کرے کسی کا دل بدتلی نہ ہو

پہ غنواریت گویم اسے نیک مرد نہ بائید بہ عظم خوار دل رنجہ کو

اسے نیک مرد میں تجھ بطور غوار عرض کرتا ہوں اور عظم خوار سے ناراض نہیں ہونا چاہئے

کہ انکار پر دعوتی بنی نشان است پر موت دلما جلی

کہ بنی معصم کی زندگی سے انکار منکروں کے دلوں کی موت کی کھلی کھلی علامت ہے

جہاں جملہ مردہ تھا دست و زار یکے زندہ او ہست از کردگار

سارا جہاں مردہ اور بیاہ ہے۔ خدا کی طرف سے موت دہی ایک زندہ ہے

چشیں است ثابت بقول سردش اگر راز معنی نیابی جموش

امام اہلی سے یہی ثابت ہے۔ اگر تیری سمجھ میں یہ راز نہ آئے تو چپ رہ

اگر در ہوا بچھو مرغاں پری وگر بر سر آب با بگندی

اگر پرندوں کی طرح تو ہوا میں اڑنے لگے۔ یا پانی پر چلنے لگے

وگر آتش آئی سلامت بر دل وگر خاک راند گئی از فسوں

اور اگر آتش سے سلامت باہر نکل آئے یا پھونک مار کر ملی کر سوتا بنا دے

اگر منگری از چہارت رسول سراسر زبان است و کار فضول

یکے اگر تو رسول کی زندگی کا منکر ہے تو یہ سب باتیں سراسر فضول اور بے کار ہیں

خداش چو خرامندہ گدا و جہاں چرا دانندش عاقل از غائبان

خدا نے جب سے اہل دنیا کے لیے شاہد فرمایا تو عقلند اُسے غائب کیوں سمجھے

بہاں دامنش نیز گنڈاٹتے	اگر ٹنگر اد خمر داٹتے
پڑتی گراس کا دان نہ چھوڑتا	اگر ٹنگر کو اس کی خبر ہوتی تو خواہ جان دینی
دینغا اڑیں پس گمانا چراست	بہر منیش خطاب از خداست
خدا کی طرف سے مرتیر اس رسول کا خطاب ہے۔ تو افسوس اس کے ہر فضل گمان کیوں ہیں	
شود عالم از تیرگی با خراب	اگر یکدمے گم شود آفتاب
تو دنیا اندیرے میں بسنتا ہو جائے	اگر آفتاب ایک دم کے لیے بھی غائب ہو جائے
تا بد سراز آنچہ حق و جہاست	خرد مند تکبوش طبع راست
وہ حق اور بھائی سے بدگمانی نہیں کرتا	جو شخص عقل مند صالح اور نیک فطرت ہے
وگر در سخن کم کند دادوری	چو بنید سخن را از حق پدوری
جب وہ حق شناسی سے بات پر غور کرتا ہے تو پھر وہ اس بات میں جھکوا نہیں کرتا	
وگر خوب گم گرد آرزو گزار	مشوعاشق زشت روز بہار
تو ہرگز کسی بد شکل کا عاشق نہ ہو جائے	تو خوار و خشک تا توانی مکار
مکانات دارد ہمہ کار و بار	
پرہیز کی جو اسرا مقود ہے اس لیے جہاں تک ممکن ہے تو کانٹے اور گوکھو نہ لے	
باز تخم خار و خشک کاشتن	تین از تراعت تھی داشتن
ایس کو زراعت سے خالی رکھنا اس سے بتر ہے کہ اس میں کانٹے اور گوکھو بٹے جائیں	
مرا اندریں اعتقاد آفرید	زہے دولت من کہ فضل مجید
یہ میری خوش قسمتی ہے کہ خدا کے فضل نے مجھے اس اعتقاد پر پیدا کیا ہے	

امن نیک تر آنکہ بعد از خبر نیارد بدل اعتقاد و گر

اور محمد سے بھی اچھا وہ شخص ہے جو علم ہوجانے کے بعد میں اس کے عقائد و اعتقاد رکھے

دیل را کہ منع نماں ہر سخن کہ دورا از ادب باشد و موطن

بعد نماں کو ہر اس بات سے باز رکھے جو ادب کے خلاف اور بد فہمی ہو

بدینا ہمہ نوع سود و زیباں باغلب رسد از مہر زباں

دینا میں ہر قسم کا نفع اور نقصان اکثر زبان کے راستے سے پیدا ہوتا ہے

انوال از سخن مایہ یا فتن مقرب شدن پایہ یا فتن

کلام کے ذریعے دولت مل سکتی ہے۔ نیز مغرب ہونا اور عورت پانا بھی ممکن ہے

بسم از گفتگو با یکے آں کہ در گفتنش خطرہ جاں بود

اسی طرح بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے کہنے میں جان کا خطرہ ہو جاتا ہے

چساں گفتہ من بفرہی تمام چساں ریوم اندر دولت ایں کلام

میری بات کو تو پوری طرح کیوں کر سمجھے کس طرح میں اپنے کلام کو تیرے دل میں ڈال دے

اگر جاہلے سر بتا بد و چند عجیب نمیت کہ خود بہیل راست بند

اگر کوئی جاہل بصیحت انسان سے انکار کرے تو تعجب نہیں کہ وہ پہلے ہی جہالت میں پھنسا ہوا ہے

ولے از تو دارم محب لے ازخی کہ فرزندہ باشی و ناداں شوی

لیکن اسے بھائی مجھے تو تیری طرف سے حیرانی ہے کہ تو دانا ہو کر نادان بنتا ہے

رسولے معظم کہ داد از جاں چرخ جاننش گوید عیماں

وہ رسول معظم جسے خدا نے صاف طور پر ایمان کا چراغ فرمایا ہے

چہرہ و دیوار دار کی کشیدہ بلند	چہرہ و دیوار دار چہرہ است و بلند
کوئی اور کوئی چیز ہے جو تیری راہ میں ہلکا رہا ہے	کوئی اور کوئی چیز ہے جو تیری راہ میں ہلکا رہا ہے
کہ عقل و تدبیر نہ دار دہے	مشوغرہ پر گفتہ ایک کے
جو عقل و دانش نہیں رکھتا	تو اس شخص کے قول پر زلفیہ نہ ہو۔
بقول ادب باش پیراے جوان	دہر فاضلے بہر گہراے جوان
اے جوان مرد - ہر عالم سے فائدہ اٹھا اور عقل و ادب کی رو سے اے جوان تو بزرگ بن جا	اے جوان مرد - ہر عالم سے فائدہ اٹھا اور عقل و ادب کی رو سے اے جوان تو بزرگ بن جا
کہ خود او قدمہ ناگماں در ضلال	قدوم نہ بہ تقلید اہل کمال
کہ ایک سو روی باشند از اختلال	اہل کمال کی تقلید کی راہ پر چل کہ آدمی خود رائی سے ناگماں گراہی میں جا پڑتا ہے
بیک چشم دیدن تداامت بود	میانہ گزین باش و با اعتدال
بیک چشم دیدن تداامت بود	میانہ زوی اور اعتدال کے طریقہ کو اختیار کر کہ ایک طرف چلنا فراد کا موجب ہوتا ہے
دو دیدہ معطل نیاید گذاشت	دو چشم کہے چہل سلامت بود
دو دیدہ معطل نیاید گذاشت	میں کی دونوں آنکھیں سلامت چہل تو صرف ایک آنکھ سے دیکھنا اس کے لیے باعث تداامت ہوتا ہے
مداد از سواد بیون ریختند	ہر تحقیق باید نظر چیست داشت
مداد از سواد بیون ریختند	ہمیشہ تحقیق کی نظر چیست کہنی چاہیے اور آنکھوں کو بے کار نہیں چھوڑنا چاہیے
دل روشن و دیدہ دور ہیں	چو صوفی صفادر دل آہ مستمند
دل روشن و دیدہ دور ہیں	جب صوفی کا صورت دل میں لاتے ہیں تو آنکھوں کی میرا ہی سے روشنی ڈالتے ہیں
دل روشن و دیدہ دور ہیں	دو چیز است چو پان و دنیا و دین
دل روشن و دیدہ دور ہیں	دو چیزیں دین و دنیا کی محافظ ہیں۔ ایک تو روشن دل دوسرے دور اندیش نظر

خدا سے ان بندگان کو م
 کہ از بہر نشان مکن صبح و شام
 خدا کے نیک بندے ایسے ہی ہیں جن کے لیے خدا صبح و شام کو پیدا کرتا ہے
 ہر حال چہ چہ ہوے بنگرند
 جہان نے بد نیاں خود سے کشند
 جب وہ کسی انہیوں سے دیکھتے ہیں تو ایک جہان کو اپنے پیچھے کیٹھی لیتے ہیں
 اثر ہست و کفر ہائے شال
 چکر نور وحدت ز رو ہائے شال
 ان کے کلام میں اثر ہوتا ہے اور ان کے پھول سے توجید کا نور چمکتا ہے
 در انشا اللہ تعالیٰ ہر خیر و شتر
 ان میں نیکی اور بری کے اظہار کے لیے خدا تعالیٰ نے مخفی خاصیت مستتر
 ان میں یقین اگرچہ خدا نیستند
 کہ جو کہنے کو وہ خدا نہیں ہیں۔ لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہیں
 کہے سارکہ او ظلی نیرواں بود
 جو شخص خدا کا خلق ہو اس کو اپنے پر تھامس کرنا جہالت اور سرکشی ہے
 ہر دیش اذال شوگر آید کتاب
 اس کے رد میں اگر کوئی کتاب شائع ہو تو میں اس طرف سے فداً بواب دول گا
 و لیکن بیاہد کتابے تمام
 کہ باشد محیط ہمہ مایہ تمام
 مگر یہ چاہیے کہ وہ کتاب پوری ہو اور تمام مقاصد پر حاوی ہو
 رہمدے کہ کردم نگر دم گے
 نہ کردم بیاہد صبا زین رہے
 میں کہیں اس قدر سنیں پھول گا جو میں نے کیا ہے ہوا میری گرد کو بھی اس رختے سے نہیں بنا سکتی

مگر آسمانی حکم گونہ کار

فرانز آید از گردش روزگار

سوائے اس کے کہ آسمان سے کوئی اور

امر گردش زمانہ کی وجہ سے نازل ہو

چھ گویم زندگی میں اطلاق حال

کہ دارم دل از حال شمال پر طلال

اس زمانہ کے بچوں کی تعلیم کا کیا حال بیان کروں کہ میرا دل ان کی وجہ سے بہت رنجیدہ ہے

معلم میسر شود بہت کس

لیکن بڑا مشکل رہا است بس

میسوں استاد مل سکتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ صرت روپیہ سے تھے ہیں

کجاں قناعت گوئیں او ستاد

کہ براند کے آمد انہ اتحاد

وہ تاریخ استاد اب کہاں رہے جو اپنے انصاف کے باعث تھوڑے سے گزارہ پر مل جاتے تھے

بکوشیم و انجام کار آں بود

کہ آں خواہش درائے یزداں بود

ہم کوشش کرتے ہیں مگر نتیجہ وہی ہوتا ہے جو غذا کی مرضی اور خواہش ہوتی ہے

فخاوست در فاضلاں حرم و آرز

ہمہ ہمایگاہ شد در طمع باز

عالموں کے دلوں میں حرم اور لالچ پیدا ہو گیا ہے اور ہر جگہ طمع کے دروازے کھل گئے ہیں

طمع عمد ہائے گراں بگسلد

ز دلدار پیموئد جہاں بگسلد

لالچ توڑے بڑے مضبوط آزاروں کو توڑ دیتا ہے بلکہ محبوب کے ساتھ گمراہی کو بھی توڑ دیتا ہے

بجویند از حرم کثرت ہمال

ازاں خود فقدا نند لال اختلال

یہ لوگ حرم کی وجہ سے کثرت مال چاہتے ہیں حالانکہ مال کمانے میں بھی حرم کی وجہ سے فتور پڑتا ہے

در یقاند انداختد این مردمان

کہ بہ ہمتگی ہم رساند ہمدان

انہوں میں کہ یہ لوگ نہیں جانتے۔ کہ آہستگی سے بھی ان کی یہ مراد پوری ہو سکتی ہے

کے آہستگی سے بھی ان کی یہ مراد پوری ہو سکتی ہے

کے آہستگی سے بھی ان کی یہ مراد پوری ہو سکتی ہے

کے آہستگی سے بھی ان کی یہ مراد پوری ہو سکتی ہے

زلفہ ہمایون آہستہ راند
 کہ ناگاہ برجائے فرزین نشاند
 راندے بہت سے پیادے شرج کے ہوتے ہستہ بڑھانے کو اور حکم فرزین کی جگہ بٹھا دیا
 بنظر این قدر باہر آئے ہر وقت
 بہوشی گراؤ میں خطائے ہر وقت
 یہ تو دل اس حال میں نہ نظم میں لکھا ہے اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو پردہ ہوشی کر
 کہ مئی بندہ ناکس و کسترم
 نہ گوہر شناسم نہ باگوہرم
 کیونکہ میں ایک کزود اور عاجز انسان ہوں نہ جوہر شناس ہوں نہ جوہری
 بود چہ چشم حرام از عیب پاک
 اگر جا بلے عیب بلید چہ پاک
 شرفوں کی آنکہ تو عیب گیری کے نفس سے پاک ہوتی ہے بل جاہل عیب میں ہوا کرتے تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں

دختر در جلد ۸ نمبر ۱۶ سورہ ۱۲۹ اپریل ۱۹۰۹ء

کے شوی عاشق رُخ یارے
 تانہ بردل رخس کند کارے
 تو کہو کہ کسی معشوق کا عاشق ہو سکتا ہے جب تک اس کا چہرہ تیرے دل میں بس نہ جائے
 بچھین زان بے دو گفارے
 آل کند کار با کہ دیدارے
 اسی طرح اُلی ہونٹوں کے دو بل وہی اثر رکھتے ہیں جیسے محبوب کا دیدار
 لاجرم عشق دلیر خوش خو
 خیزد از گشتگو چو دیدن رو
 یہ ایک دلیر خوشخو کا عشق اس کی گشتگو سے بھی پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کے دیکھنے سے
 گشتگر با کشمش بود بسیار
 بے سخن کم اثر کند دیدار
 کلام میں بڑی کشش بنا کرتی ہے۔ کلام کے بیخ دیدار کا اثر کم ہکا ہوتا ہے

ہو کہ بزوقِ کلام یا خواہ است

میں کہ خودی گھٹا، غیب ہو گیا اس نے عشق کے راستہ کا سارا سارا مٹا مٹا کر لیا
زیر لب گفتگو نے جانا نے زندگی بخشدت بیک اپنے

محبوب کی شیریں کلامی پل بھر میں تجھے زندگی عطا کر دے گی
دندنے کو غلاب پھر چوں علم اصل اس ہست لایکلم

وہ دنیوی جو غم کی طرح غلاب سے پڑے ہے اس کی دہر بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اُن سے کلام نہیں کرے گا
دل نہ گرو د معافہ خیزدیم تا چو موسیٰ نے شوی تو کلم

دل صاف ہوتا ہے نہ خوف دور ہوتا ہے جب تک تو موسیٰ کی طرح یکم نہ بن جاتے
ہست دارستے دل کلام خدا کے شوی مست جزو مجاہد خدا

دل کی دعا خدا کا کلام ہے تو خدا کے اس جام کے بغیر میراب کیو کر ہو سکتا ہے؟
تا نہ او گفت خود انا الموجود عقدہ ہستیش کسے نکشود

جب تک اس نے خود انا الموجود نہ کہا تب تک اس کی ہستی کا عقدہ کوئی کھول سکا
تا نشد منقطع ز غیب پدید او شپ تار جمل کس تجید

جب تک غیب سے منقطع ظاہر نہ ہوتی تب تک حاکم کی اندھیری رات سے کسی نے رانی نہ پائی
تا نہ خود را خود دادار کس ندانست کہتے آل دلدار

جب تک خدا نے خود اپنے میں ظاہر نہ کیا تب تک کسی کو اس دلدار کی گلی کا پتہ نہ لگا
تا نہ خود از سخن یقین بخشید کس زندان ریچہ شک نہید

جب تک اس نے خود اپنے کلام کے ذریعے یقین نہ بخشا تب تک کوئی شک و شبہ کے عقدہ خانہ سے آزاد نہ ہوا

<p>بے یقین قسمت ہائے مشیت بنیاد</p>	<p>ہر جا ہائے مشیت و عشق و ولعاد</p>
<p>وہ ہر عشق اور سداؤ کی جو استغنی ہو۔ غیر یقین کے اس کی بنیاد کو رد ہوتی ہے</p>	<p>وہ ہر عشق اور سداؤ کی جو استغنی ہو۔ غیر یقین کے اس کی بنیاد کو رد ہوتی ہے</p>
<p>ان حالات قوت ایمان</p>	<p>کے یقین سے ہونے کے حال</p>
<p>تو قوت ایمان ناممکن ہے</p>	<p>اگر خدا کے واسطے پر یقین نہیں ہے۔ تو قوت ایمان ناممکن ہے</p>
<p>بے یقین بیچ و دل نیا سودہ مست</p>	<p>بے یقین بن کر پیش میوہ است</p>
<p>دل نیا سودہ مست</p>	<p>دل نیا سودہ مست</p>
<p>کس نہ رستہ زردام و بولہیں</p>	<p>کے یقین و تجلی است یقین!</p>
<p>کس نہ رستہ زردام و بولہیں</p>	<p>کے یقین و تجلی است یقین!</p>
<p>دائم احوال شیخ و ثواب بے</p>	<p>کے یقین سے لڑا کہ نہ رستہ کے</p>
<p>دائم احوال شیخ و ثواب بے</p>	<p>کے یقین سے لڑا کہ نہ رستہ کے</p>
<p>تو در تراز دو چشم عالمیاں</p>	<p>کے یقین سے لڑا کہ نہ رستہ کے</p>
<p>تو در تراز دو چشم عالمیاں</p>	<p>کے یقین سے لڑا کہ نہ رستہ کے</p>
<p>مگر مہتر نے شود دیدار</p>	<p>کے یقین سے لڑا کہ نہ رستہ کے</p>
<p>مگر مہتر نے شود دیدار</p>	<p>کے یقین سے لڑا کہ نہ رستہ کے</p>
<p>تعالیٰ قاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا</p>	<p>کے یقین سے لڑا کہ نہ رستہ کے</p>
<p>کے یقین سے لڑا کہ نہ رستہ کے</p>	<p>کے یقین سے لڑا کہ نہ رستہ کے</p>

بلے یقینی کے بھی شوہر دل پاک
 بیز یقین کے دل بھی کب پاک ہو سکتا ہے خاک کے نیچے سے مڑوہ کیونکہ سر اٹھا سکتا ہے
 اگر یقین نیست نیز اپلاں نیست
 اگر یقین نہیں تو ایمان بھی نہیں ہے اس طرح بیز یقین کے زہد صدق استقلال اور عرفان بھی حاصل نہیں ہوتا
 جو نفس مشکل مست صدق و ثبات
 سخت دشوار ترک منہیات
 بیز یقین کے وفاداری اور استقامت مشکل ہے اور گناہوں کا ترک کرنا بھی سخت دشوار ہے
 تیل سبب خلق شد جو مردار کے
 سہرتی گشت از سر یار کے
 اسی وجہ سے خلقت مردار کی طرح ہو گئی اور یار کی محبت سے دل خالی ہو گیا
 روز و شب کا روباہر فسق و فجور
 حاصل عمر کفر و کبر و غرور
 لوگ دن رات فسق و فجور میں مبتلا ہیں زندگی کا حاصل کفر تکبر اور غرور ہو گیا ہے
 دین و مذہب برائے آل باشند
 مگر یقین سوئے حق کشاں باشند
 دین اور مذہب تو اس لیے ہوتا ہے کہ یقین پیدا کر کے وہ خدا کی طرف کھینچے
 ایں چو دینے کہے کشد ہر آل
 سوئے شیطاں و بیست شیطاں
 یہ دین کیسا ہے جو ہر لفظ شیطاں اور شیطانی حرکتوں کی طرف کھینچتا ہے
 از رہا بیچ خویش سے پوئند
 ہر دم از حرص و آرزوے پوئند
 یہ لوگ رہا سے اپنے غلبوں کو بچھپاتے ہیں اور ہر وقت ان میں لالچ اور حرص پوش مار رہے ہیں
 چہل یقین نیست بر خدائے وجد
 لاجرم نفس شد خبیثہ و پلید
 جو کہ خدائے واحد پر یقین ہی نہیں ہے اس لیے بے شک نفس گندہ اور پلید ہو گیا ہے

نفسِ دُفدن تا نہ بیند آل انصار کے شود سرد خواہش مراد

نفسی قدرِ رجب تک وہ اندرون دیکھے تب تک مردار کی خواہش کب سرد ہو سکتی ہے

صحتِ بلا شد کلامِ ربّانی از خدا آراء خدا دانی

ظہار کی قسم میں خدا کا کلام ہی ہے جو خدا کی طرف سے خدا شناسی کا آرا ہے

از خطائے دنان کہ نفسش نام بے کلام خدا نہ گردو رام

وہ جو خطوں اور آلودگیوں کا نام نفس ہے۔ خدا کے کلام کے بغیر مطیع نہیں ہوتا

این قسمی است بہر این بارے کہ لب یار یک دو گفتارے

اسی سناٹے کا یہی منتر ہے کہ محبوب کے مزے سے ایک دو باتیں سنی جائیں

وہ چہ دارد اثر کلامِ خدا دیو مگر یزد از پیامِ خدا

وہ جو دارد خدا کا کلام کیا اثر رکھتا ہے کہ اس کے پیام سے شیطان بھاگتا ہے

خود در کار مست با شب تار چوں سحر شد گریزد آلِ قدار

چون تار کا تعلق اندھیری رات کے ساتھ ہے جہاں صبح ہوتی اور وہ قدار بھاگا

بچوں تو لبِ خدا کلامِ سحر کہ بود تیرگی از دیکسر

خدا کے کلام جیسی اور کونسی صبح ہے جس کی وجہ سے اندھیرا بالکل دُور ہو جائے

ہر کہ این در برو خدا کشاد بے توقف خدائیش آمد یاد

جن شخص پر خدا نے اللہ کا دروازہ کھول دیا اُسے ہمیشہ خدا یاد رہتا ہے

اچھاں دُور شد ز غمٹ و فساد کہ نماند اثر ز استعداد

وہ شخصیت جو فساد سے اتنا دُور ہو جاتا ہے کہ ان باتوں کی صلاحیت ہی اس میں نہیں رہتی

کورد ماند و نہ نور حق مجھوں	ہاں کہ در عمر خود نہ دیکھوں نور
گر جن نے عمر بھر وہ روشنی نہیں دیکھی وہ انصاف اور خدا کے نور سے دور ہی رہا	
چڑھو معبد سے کہ یابد آل گرفتار	کس نیابد انساں یکاں اسرار
کوئی بھی اس معبود دیکھتا ہے اسرار حاصل نہیں کرتا سوائے ان ساداتِ مندکے جسے امامِ تمییب ہو جائے	
ذوقِ مہر خدا ہماں کس یافت	مہر کہ ایں مہر بے سراؤ تاقت
جس کے سر پر یہ آفتاب چمکا وہی خدا کی محبت کا مٹا چمکتا ہے	
واکھہ آل خوریا یافت آل مکیت	بیچ وانی کلام رحماں چیت
تجھے خبر بھی ہے اور وہاں کلام کیا چیر ہے اور وہ چاند کو نسا ہے جس کے پاس کلامِ رحمان کا سورج ہے	
شک و یب از قلوب بردارد	آں کلامش کہ نور با دارد
یہی کادہ کلام جو اپنے مندر انوار رکھتا ہے دلوں سے شک و شبہ کو دود کر دیتا ہے	
رگ بہر شک و مہر گماں ببرد	نور و ذاتِ توحش و نور و ہد
وہ خود بھی نور ہے اور دوسروں کو بھی نور بنا کرتا ہے اور ہر شک اور گمان کی بڑھکاٹ دیتا ہے	
یابد ازو سے سبکنت و آرام	دل کہ باشد گرفتہ اور ہام
وہ دل جو وہم میں گرفتار ہو اسی سے تسکین اور آرام پاتا ہے	
در دل آید قرہ ایدت نشاوی	بہو میجنے کہ بہت فرلا دی
وہ ایک فرلا دی منج کی طرح دل میں گڑھ جاتا ہے اور خوشی کو بڑھاتا ہے	
چارہ زہر نفس چوں تریاق	زو رہد عادت نشا و شفاق
اس کی بکٹ سے فساد اور بگاڑ کے علاج ملتا ہے اور وہ تریاق کی طرح نفس کے زہر کا علاج ہے	

کار ہائے کدر بہ انسانے

پہچو باو صبا بہ بستلے

اہم زمان کے ساتھ وہی کام کرتا ہے جو باد صبا باغ کے ساتھ کرتی ہے

مے کشاید دو چشمہ نسلان ہما

مے نماید جمال رحمان را

انعام آدمی کی دونوں آنکھوں کو کھول دیتا ہے اور رحمان کا جمال دکھاتا دیتا ہے

دیو جی خدایو گرو دیوانہ

بستہ گردو بر آدمی دیوانہ

جب خدا کی وحی کا دوبارہ لکھتا ہے تو آدمی پر حرص کا دروازہ بند ہو جاتا ہے

یکشش کار مے کند بہ درون

در دل آید فرو ز رخ میچون

اس کی یکشش انسان کے دل کو دوست کر دیتی ہے اور اس یکتا خدا کا چہرہ دل کے اندر آ جاتا ہے

خالش دل ہی شود بیدار

منتقر ز غیر و طالب یار

اس کشش سے دل بیدار ہوتا ہے اور وہ غیر سے متنفر اور خدا کا طالب بن جاتا ہے

تو تیر ہر حرص و آرزو بندہ

سوٹے یار ازل شتابندہ

وہ ہر لالچ اور حرص سے منہ پھیر لیتا ہے اور یار ازل کی طرف دوڑتا ہے

میوہ از روضہ فنا خوردہ

داز خورد آرزوٹے خود مردہ

باغ فنا کا میوہ کھاتا ہے خودی اور خواہش نفسانی کی لذت سے مر جاتا ہے

سپل عشق ز جانے خود بردہ

رخت در جائے دیگر آردہ

خدا کی محبت کا یہ لباس اپنی ہرگز سے ہٹا کر لے جاتا ہے اور جگہ اپنا ڈیرہ ڈال چتا ہے

پاک و طیب بچشم ہے چو تے

میش کو ناں نمینت و ملعونے

مصلحتی چہل کی نظر میں پاک مہی ہو جاتا ہے اگرچہ اندھیل کے نزدیک نمینت اور ملعون ہوتا ہے

<p>لا ابا لی و لعنت اخیار</p>	<p>اور قیں پُر پو شینہ عطار</p>
<p>وہ نہیں سے ایسا پُر ہوتا ہے جیسے عطار کا شیشہ اور تابوں کی لعنت سے لا بردا ہوتا ہے</p>	<p>دوستی فیہ کشیدہ دامن دل</p>
<p>بر کشیدہ دو دوست یارا دل</p>	<p>ایک نیک کا اتہ اس کے دامن کے دل کو کھینچ لیتا ہے اور پاک کے دلوں ہاتھ اپنے کچھ سے نکال لینے ہیں</p>
<p>دود تراز مکاید و نژوید</p>	<p>پاک دل پاک جان و پاک ضمیر</p>
<p>چالاکوں اور جھوٹ سے بہت دور</p>	<p>وہ پاک دل پاک روح اور پاک خیال ہوتا ہے۔</p>
<p>کہ ازل مشت خاک ہیچ نمائند</p>	<p>اپنی حال مشق تیز مرکب ماند</p>
<p>کہ ازل مشت خاک کا کچھ بھی باقی نہ رہا</p>	<p>مشق نے گھوڑے کو اتنا تیز دوڑایا کہ اس میں مشت خاک کا کچھ بھی باقی نہ رہا</p>
<p>زرتہ یکسر زنگ وار تلمے</p>	<p>گشتہ دلبر و دلار امے</p>
<p>ہے پیر اور دلارام پر قربان اور ننگ و ناموس بالکل بے پردا ہو جاتا ہے</p>	<p>پُر نہ مشق و تہی تہ ہر اندے</p>
<p>قصہ کوتاہ کرد آواز سے</p>	<p>وہ مشق سے بھر پور اور عرصے سے خالی ہوتا ہے ایک ہی آواز نے اس کا کام تمام کر دیا ہے</p>
<p>کرد کار و ز بغیر حق بہرید</p>	<p>اں نمائے قیں کہ گشت نشیند</p>
<p>دل پریدہ نہ غیر اں دلدار</p>	<p>اسی قیں آواز نے جو اس کے کانوں میں پڑی اور کام کیا اور اسے غیر اللہ سے منتقل کر دیا</p>
<p>دل پریدہ نہ غیر اں دلدار</p>	<p>رفتہ بیرون ز حلقہ اخبار</p>
<p>دو غیبوں کے دائرہ سے باہر نکل گیا اور غیر اللہ سے بے تعلق ہو گیا</p>	<p>پاک گشتہ ز لوت سستی خویش</p>
<p>رہنے از بند خود پرستی خویش!</p>	<p>وہ رہتی بہتی کی آلودگی سے پاک ہو گیا اور خود پرستی کی قید سے آزاد</p>

پہچانی یا دور کند انداخت کہ نداند بدیگرے پرواخت

یاد نے اس طرح سے اپنے کند میں لے لیا کہ وہ دوسروں سے کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتا

قدم خود زدہ براہِ عصم

گم پیادش ز فرق تا بقدم

خاک کے واسطے پہل پڑا اور اس کی یاد میں سر سے پیر تک گم ہو گیا

ذکر دلبر فدا کرنے او گشتہ

ہمہ دلبر ہماٹے او گشتہ

دلبر کا ذکر اس کی غذا ہو گیا بلکہ سارا دبر اس کے لیے ہو گیا

سوغتہ ہر غرضی بجز دلدار

دوختہ ہر چشم دل ز غیر نگار

اُس نے سوائے دلدار کے اپنی ہر خواہش کو جلا دیا اور محبوب کے سوا ہر چیز کی طرف سے آنکھ بند کر لی

دل و جان بر زنی فنا کردہ

وصل او اصل مدھا کردہ

اس کے چہرہ پر جان و دل فنا کر دیا اور اس کے وصل کو اپنا خاص مدھا بنا لیا

مردہ و خوشبخت فنا کردہ

عشق جو شید و کار ہا کردہ

وہ مر گیا اور اس نے اپنے ہمیشہ فنا کر دیا۔ عشق بوش میں آیا اور اس نے سب کام کر دیئے

از خودی ہائے خود فنا و جفا

سپیل پر زور بود نمود لذ جا

اپنی خودی سے الگ ہو گیا۔ سیلاب بہت زور کا تھا اُسے سا کر لے گیا

تن پو فرمود دل نشان آمد

دل چہ از دست رفت جان آمد

جب بدن کمزور ہو گیا تو محبوب آ گیا۔ جب دل اتھ سے چلا گیا تو محبوب تشریف لے گیا

عشق دلبر ہونے او بارید

ابیر رحمت بکونے او بارید

محبب کا عشق اس کے چہرے سے ظاہر ہونے لگا اور ابر رحمت اس کے کوچہ میں ہونے لگا

اولیٰ فیض کہ شد و گرفتار سے در دل اور دست گزار سے
 دل میں کی وجہ سے جو المام نے پیدا کیا تھا۔ اس کے دل میں ایک گزار کھل گیا
 ہر طور سے یکے سبب دار و دامد آں کو بدل طلب دار و
 ہر نئی بات کا ایک سبب ہوا کرتا ہے یہی کوئی بھٹتا ہے جس کے دل کو طلب لگی ہوئی ہو
 پس چشمن شورش محبت یاد کہ بشوید ہم از خودی آنگار
 پس دوست کی محبت کی ایسی شورش جو خودی کے آثار تک مٹا ڈالے
 ایں میسر نے شود ز تبار جو سخمائے دلبر و دلدار
 ہرگز میسر نہیں آ سکتی سوائے دلبر اور دلدار کی باتوں کے
 عشق کو رو نماید از دیدار نیز گ کہ بخیزد از گرفتار
 عشق جو دیدار سے پیدا ہوا کرتا ہے کبھی کبھی گرفتار سے بھی پیدا ہوتا ہے
 بالخصوص ایں سخن کہ از دلدار خاہیبت دار و اندر میں اسرار
 خاص کر دلدار کی وہ باتیں جو اسرار کے طور پر عشق پیدا کرنے والی خاصیت اپنے اندر رکھتی ہیں
 گشتہ آہ نہ یک نہ دو نہ ہزار ایں قبیلان اور ہمسوں و شمار
 ان باتوں کے خلافی موت ایک دنیا نہرا انسان ہی نہیں ہیں بلکہ اس کے کشتے بے شمار ہیں
 ہر زمانے قلیل تازہ بخواست غارہ روٹے او دم شہد است
 ہر وقت وہ ایک نیا قلیل چاہتا ہے اس کے چہرہ کا غارہ شہیدوں کا خون ہوتا ہے
 ایں سعادت پر بلو و شہد است ما رختہ رختہ رسیدنی مبت ما
 یہ سعادت ہو کہ ہماری قسمت میں فقی رختہ رختہ ہماری تربت بھی آپہنچی

چند حسین است در گریبانم

کھانے است سینہ میرا غم

گر بامیری ہر آن کی میرا ہے سینکراں حسین میرے گریبان کے امہ ہیں

در برم ہامیہ ہمہ ابرار

آلاکم نیز آکر افتار

میں آدم بھی آہوں اور اچھے خاندانی میرے جسم پر تمام ابرار کے شعلت ہیں

برتر اہل و فتر است از انہما

کار ہائے کہ کرد ہامن یار

وہ کام جو فدا نے میرے ساتھ کیے وہ اتنے زیادہ ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے

داد آل جام را مرا تمام

انچھو داد است ہر نبی را جام

جو جام اس نے ہر نبی کو عطا کیا تھا وہی جام اس نے کامل طور سے مجھے بھی دیا ہے

خود مرشد بوجی خود استاد

دل من برد و اظہرت خود داد

وہ میرا دل لے گیا اور اپنی الفت مجھے دے دکھا اور وحی کے ذریعہ آپ میرا استاد بن گیا

گوشے آل مہرناں قمر ویم

وحی تو را بحجب اثر ویم

میں نے اس کی وحی میں بحجب اثر دیکھا یعنی اس سوج کا چہرہ اس چاند کے طفیل نظر آ گیا

دراچھ چیز است پیش این لذات

ویدیم از خلق رنج و کروبات

میں نے مخلوق سے جو رنج اور تکلیفیں دیکھیں وہ ان لذتوں کے آگے کیا چیز ہیں

کار دیگر بر آمد از یک کار

ویدیم از ہجر خلق جلوتہ یار

میں نے شعلت سے بچنے کے لیے ایک کار اور جلوتہ دیکھا۔ ایک کام سے دوسرا کام نکلی

اس شعر کا صحت کا مطلب ہے کہ صحت حسین تو ایک ہی مرتبہ کر بلا گئے تھے مگر میں ہر وقت

اس کا ایسی مصیبت میں ہوں اور مجھ پر ایک سو سینوں کے ہمارے مصیبت پڑی ہے یہ مطلب ہرگز

اجیں کہ ایسا ایسے سو حسین میری جیب میں پڑے ہیں (محمد اسماعیل پانی پتی)

آنجے من بشنوم ز وحی خدا
 بخدا پاک دانش و خطا
 ہر کج خدا کی وحی سے میں سنتا ہوں خدا کی قسم میں اُسے غلطی سے پاک سمجھتا ہوں
 ہر کج قرآن منزہ اش دائم
 از خطا با ہمیں است ایمانم
 میں اُسے قرآن کی طرح غلطیوں سے پاک جانتا ہوں اور یہی میرا ایمان ہے
 من خدا را بدو شناختہ ام
 دل بدیں آتشش گداختہ ام
 میں نے خدا کو اسی کے ذریعے پہچانا ہے خدا کی اس آگ سے ہی میں نے اپنے دل کو گداز کیا ہے
 بخدا ہست این کلام مجید
 از زبان خدا ہے پاک و وحید
 خدا کی قسم یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور وہ خدا نے قدر میں اور واحد کے منہ سے نکلا ہوا ہے
 آنچہ بر من عیال شد از دادار
 آفتابے است باد و صد انوار
 جو کچھ مجھ پر خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ہے وہ ایک آفتاب ہے جو سیکڑوں انوار اپنے ساتھ رکھتا ہے
 این خدا کیست رپت ار بالم
 بکہ لو آرم از و تا بلم
 یہ ہے میرا خدا جو رب اللہ باب ہے اگر میں اُس سے روگردانی کروں تو پھر کس کی طرف رخ کروں
 انبیاء گرچہ بودہ اند بے
 من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
 اگرچہ انبیاء بہت ہوئے ہیں۔ مگر میں صرف اللہ میں کسی سے کم نہیں ہوں
 دارت مصطفیٰ شدم یقین
 شدہ رنگیں برنگ یار حسین
 میں یقیناً مصطفیٰ کا دارت ہوں اور اُس حسین محبوب کے رنگ میں رنگین ہوں
 اکل یقینے کہ بود عیبے را
 پر کلامے کہ شد برو القا
 وہ یقین جو عیبی کو اُس کلام پر تھا جو اُس پر نازل ہوا تھا

اور وہ یقین جو مولیٰ کو عزت پر تھا اور وہ یقین جو بیدار سلین کو حاصل تھا

اور وہ یقین کہ ہم بوسے یقین

لیکن میں رب غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اس دنیا کے چاند کی صورت دینا کو دکھانے کے لیے

لیکن میں رب غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اس دنیا کے چاند کی صورت دینا کو دکھانے کے لیے

لیکن میں رب غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اس دنیا کے چاند کی صورت دینا کو دکھانے کے لیے

لیکن میں رب غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اس دنیا کے چاند کی صورت دینا کو دکھانے کے لیے

لیکن میں رب غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اس دنیا کے چاند کی صورت دینا کو دکھانے کے لیے

لیکن میں رب غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اس دنیا کے چاند کی صورت دینا کو دکھانے کے لیے

لیکن میں رب غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اس دنیا کے چاند کی صورت دینا کو دکھانے کے لیے

لیکن میں رب غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اس دنیا کے چاند کی صورت دینا کو دکھانے کے لیے

لیکن میں رب غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اس دنیا کے چاند کی صورت دینا کو دکھانے کے لیے

عاشق زرشندند دولت و جاہ	دل تھی از محبت اہل شاہ
وہ دل دولت اور عزت کے عاشق ہو گئے تھے اور دل اس بادشاہ کی محبت سے خالی تھا	
اندیں روز بٹھے چوں شب تار	قوم را دید حق بجا لب زار
ان ایام میں جو اندھیری رات کی طرح کے تھے خدا نے ہماری قوم کو حالت زار میں دیکھا	
پس مرا از جہانیاں بگریزد	در دلم رُوح پاک خویش امید
پس مجھے اہل دنیا میں سے چُن لیا اور میرے دل میں اپنی پاک وحی پہنکی	
در دل من ز عشق شور افگند	خود مرا شد گسست ہر پیوند
میرے دل میں عشق کا جوش ڈال دیا وہ آپ میرا بن گیا اور ہر تعلق نیر کا توڑ ڈالا	
کرد دیوانہ و خرد ہا داد	بست یک در ہزار در بکشاد
مجھے دیوانہ کر کے عقلیں بخشیں اور ایک دروازہ بند کر کے ہزاروں دروازے کھول دیے	
خلق و مردم نصیحتم بکنند	تا بزم ز بار خود پیوند
مخلوق اور لوگ مجھے نصیحت کرتے ہیں کہ میں دوست سے تعلق منقطع کروں	
من نیم کور تا چو کور آنے	بگرہ نیم چہ تو بستانے
میں تھینا نہیں ہوں کہ اندھوں کی طرح باغ چھوڑ کر کنویں کو اختیار کروں	
آں بَر نازہ کال عطیہ یار	چوں ز دست اَنگنم پئے مراد
وہ تازہ میوہ جو محبوب کا عطیہ ہے میں اسے اس مراد دُنیا کے لیے کوڑھ کر پھینک دوں	
اگر چہلنے بد شمنی شیرد	تنج گیرد کہ خون من ز بزد
اگر ایک جہاں میری دشمنی پر کھرا ہو جائے اور تزار بکولے کہ میرا خون گرا دے	

من نہ آنم کہ ترک او گویم

جان من بہت یارِ مہ رویم

تجد بھی میں ایسا نہیں ہوں کہ اُسے چھوڑ دوں میرا وہ ماہ رو یار تو میری جان ہے

رخت ہرگز نہ کوچہ اش بنرم

بزدلاں دیگر اند و من درم

میں اُس کی گلی سے اپنا ڈیرہ ہرگز نہ اٹھائوں گا وہل لوگ اور بہتے ہیں اور میں اور ہوں

فارغم کرد عشقِ صورتِ یار

از غمِ حلقہ ہائے این ایخار

محبوب کے عشق نے مجھے بے پردا کر دیا ہے۔ ان دشمنوں کے حلوں کے غم سے

شورشِ عشقِ بہت ہر آنے

تا بکے خسر این گریبانے

میرے اندر ہر وقت عشق کا ایک جوش ہے دیکھیے یہ گریبان کب تک سلامت رہتا ہے

باصحال را خیر نہ عالم نیست

گھڑے سوئے اس ز لالم نیست

نیصحت کرنے والوں کو میرے حال کی کچھ خبر نہیں۔ میرے مصفا پانی کی طوط ان کا گدڑ نہیں ہوا

آدم چوں سحر بلجہ نور

تا شود تیرگی نہ نورم دور

میں نور کا ایک ٹوٹا لے کر مسیح کی طرح آیا ہوں تاکہ بے اندھیرا میرے نور کی وجہ سے دور ہو جائے

شور انگندہ ام کہ تازیں کار

خلق گرد در خواب خود بیدار

میں نے شور برپا کر رکھا ہے تاکہ اس کی وجہ سے خلقت اپنی نیند سے بیدار ہو جائے

غافلان من نہ یار آمدہ ام

بمچو باو بہار آمدہ ام

اے غافلو میں محبوب کے پاس سے آیا ہوں اور ماہِ بہار کی طرح آیا ہوں

این زمانم زمانہ گلزار

موسم لاله زار و وقت بہار

یہ میرا زمانہ گلزار کا زمانہ ہے۔ یعنی لالہ زار کا موسم اللہ بہار کا وقت ہے

اکدم تا شکار باز آید بیدلال را قرار باز آید

میں اس لیے آیا ہوں تاکہ محبوب لوٹ آئے اور بد دل لوگوں کو پھر آرام نصیب ہو

دستِ غلبم پیرود ہر دم کرد و عیش بمن ظہورِ اتم

ایک غیبی ہاتھ ہر دم میری پرورش کرتا ہے اور اس کی وحی نے کمال طور سے مجھ پر ظہور کیا ہے

نورِ امام بچو باؤ صبا نزدوم آرد زغیب خوشبو با

امام الہی کا نور یاد صبا کی طرح غیب سے میرے پاس خوشبو میں لا رہا ہے

زندہ شد ہر نبی بآدم ہر رسولے نعال بہ پیرہنم

ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہو گیا اور ہر رسول میرے پیرا ہن میں پوشیدہ ہے

پیر شد اند نور من زمان و زمین سر منورت بر آسمان انبلیں

میرے نور کی وجہ سے زمین و زمان روشن ہو گئے مگر ابھی حیرا سر عداوت سے آسمان پر ہے

با خدا جنگ ہا کئی جہمات ابن چہ جوہ و جفا کئی جہمات

انہوں میں کہ تو خدا سے جنگ کر رہا ہے۔ یہ کیا علم و ہمت کر رہا ہے۔ تجھ پر انہوں

انہ تو سع بروں نہادی پا ہوش کن اسے تیرے تیرے تال کیتا

تو نے تقویٰ کی راہ کو چھوڑ دیا۔ اسے خدا سے بے تعلق شخص ہوش کر

انہی خلق و ننگ و نام و رسوم تافق رو نہ حضرت قیوم

تو نے مخلوقات ننگ و ناموں اور رسوم کی خاطر پیمانہ اس قیوم کی بارگاہ سے پھیر رکھا ہے

درد بد کن کرد و رخ بار است ہر دو ہا قداٹے دلدار است

پہنہ اس کی طرف کرکنا سی کا چہرہ تامل چہرے سے ساکے چہرے اس دلدار پر سے ثربان ہیں

دلی حق سا چو ہشتوی ادا ما

ابن مگو ما نیا فقیہم جہا

جب تو ہم سے خدا کا وحی سنے تو یہ نہ کہو کہ وہ ہم کو کیوں نہ

چوں پیامت زد دستاں برسد

تانا نہ کار دلت مجال برسد

چوں پیامت زد دستاں برسد

جب تک تیرے دل کا کام تمام نہ ہو جائے کس طرح محبوب کا پیغام تیرے پاس پہنچے

چوں پیامت زد دستاں برسد

تانا نہ از خودی روی چہرہ گروی

تانا نہ قربان آشنا گروی

جب تک تو خود روی سے الگ نہ ہو اور جب تک تو دوست پر فدا نہ ہو

چوں پیامت زد دستاں برسد

تانا نیائی تو نفس خود بیرون

تانا نہ گروی بروٹے او مجنوں

جب تک تو اپنی نفسانیت سے باہر نہ آئے اور جب تک اس کے چہرہ کا دیوانہ نہ بن جائے

چوں پیامت زد دستاں برسد

تانا نہ خاکت شود لبان خبار

تانا نہ گرد و خبار تو خونبار

جب تک تیری خاک خدا کا طرح نہ ہو جائے اور جب تک تیرے خبار میں سے خون نہ چکے جہا

چوں پیامت زد دستاں برسد

تانا نہ خونت چکد برائے کسے

تانا نہ جانت شود قدائے کسے

جب تک تیرا خون کسی کا خاطر نہ بنے اور جب تک تیری جان کسی پر قربان نہ ہو جائے

چوں پیامت زد دستاں برسد

تانا نہ ہندت کوٹے جاناں راہ

چوں ندا آیدت انساں در گاہ

تو تو رہے پیسے کا لالچی ہے اور دن رات اسی مردار پر کتوں کی طرح گرا ہوا ہے

چوں پیامت زد دستاں برسد

تانا نہ حرم و آرزو کھر و غرور

چوں نمانی ز کوٹے جاناں دور

اس قدر لالچ حرم تکبر اور غرور کے ساتھ کیا وجہ ہے کہ تو کوٹے جاناں سے دور نہ رہے

چوں پیامت زد دستاں برسد

اگر کوئی سوار اس رو راست اندر آنجا بچو کہ گردنجاست
 کہ تو اس سیدے رستے کے سوار کو ڈھونڈتا ہے تو وہاں ڈھونڈ جہاں سے گردا تلخی ہے
 اندر آنجا بچو کہ زور نماںد خود نمائی و کبر و شعور نماںد
 وہاں ڈھونڈ جہاں زور باقی نہیں رہا۔ خود غائی۔ تکبر اور جوش نہیں رہا
 اندر آنجا بچو کہ مرگ آمد چوں خزان مفت بار و برگ آمد
 وہاں ڈھونڈ جہاں موت آگئی ہے جب خزاں چلی جاتی ہے تو پہلے اور چوں کا دم اٹتا ہے
 قاتیاں را جمانیاں ترسند جاتیاں را ژمانیاں ترسند
 دنیا دار با خدا لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے ہاتھ بنانے والے جہاں دینے والوں کے برابر نہیں ہو سکتے
 لات ہائے زہاں بود مردار چوں سنگال کس بخویدش نہ شمار
 کہانی دوسے مردار کی طرح ہوتے ہیں۔ کتوں کے سوا کوئی ان کو نہیں ڈھونڈتا
 درد لے چوں پر وید آل گلزار بلبلیش اہل دل شونہ ہزار
 جب کسی دل میں وہ گلزار پیدا ہو جاتا ہے۔ تو ہزاروں صاحب دل اس کے بلبل بن جاتے ہیں
 ایں قبولیت از خدا آید نہ یہ تزویر و افترا آید
 اگر یہ قبولیت بھی خدا ہی کی طرف سے آتی ہے۔ فریب اور افترا سے نہیں آتی
 چادر سے کا ندر و خدا باشد صد عزیز سے برو خدا باشد
 وہ چادر جس کے اندر خدا ہو سیکڑوں موت دار انسان اس پر قربان ہوتے ہیں
 در بود زبر جامہ شیطانے زود بینی تباہ و دیرانے
 اور اگر کپڑے کے نیچے شیطان ہو تو مدعی ہی تو اس سے تباہ اور دیران ہوتے دیکھ لے گا
 شہر تی خاکساروں کے درمیان

سے خودی زہر کو کھل دھندلے کنی باجی اور پتہ احد

اگر تو خطائے واحد کے بندوں سے غفل اور حسد کرتا ہے تو تو زہر کھاتا ہے

مانہ بھیجی تیرا زہر خودی خود راہ فضل حضرت باجی

جس تک تو فنا نہیں ہوتا تب تک ٹرہے بھی بدتر ہے اور خدا کی رحمت سے خود ہے

مانہ گرد و دست گوی زہنیا ز پرده از نفس نو نہ گرد و باز

جب تک تیرا سر ہوئی کے ساتھ نجانہ ہو گا تب تک تیرے نفس کے سامنے سے پردہ نہ پٹے گا

تا نہ دیر دینا ہم پر وہاں اندر اینجا پریدن است محال

جب تک تیرے سب بال و پر نہ چھڑ جائیں گے تب تک اس ماہ میں تیرا اڑنا محال ہے

پرده نیست بر رخ دلدار تو ز خود پرده خودی بردار

دلبر کے چہرہ پر تو کوئی پردہ نہیں ہے مگر تو اپنے آگے سے خودی کا پردہ اٹھا

ہر کرد ادولت ازل شد یار کار او شد تامل اندر کار

جیسے لاندہال دولت ل جاتی ہے اُس کا کام ہر بات میں مجرود انکار ہوتا ہے

آل جہاں تقاضے او دیدند کہ بلا لا برائے او دیدند

ان خوش قسمتوں نے اُس کے چہرہ کو دیکھ لیا جنہوں نے اُس کی راہ میں مصیبتیں اٹھائیں

آنکہ در نیتہ چہے آں شاہ! دل ز کف و از سرا یافتہ کلاه

اُس بادشاہ کے لیے انوں نے اپنی موت ترانہ کر کے دل ہتھ سے گیا اور ٹوپی سر سے اُتری

مگر نیاند سوسے یار گذر از غمش جہاں کنند نیر و زبر

اگر وہ محبوب کی موت نہ نہیں پاتے تو اُس کے غم میں اپنی جان زہر و زبر کر دیتے ہیں

کردہ بنیاد خود ہمہ ویراں
 انہوں نے اپنی ہستی کی بنیاد اکیڑ دی یہاں تک کہ فرشتے بھی اُن کی وفاداری پر حیران ہیں
 چوں دلے سوئے دل سے دارد
 یار چوں یارِ خویش بگنارد
 چونکہ دلِ کدول کی لوت راہ ہوتی ہے۔ پس یار اپنے یار کو کیونکر چھوڑے
 لا جرم ایں چنینی وفادارے
 جام عزتِ خور و ازالِ پایے
 پس ضرور ایسا وفادار اس دوست کے ہاتھ سے عزت کا جام پیتا ہے
 چچو دیوانہ یک جمال خیزد
 تا بیک لحظہ خون او ریزد
 ایک جہاں دیوانوں کی طرح اٹھ کھڑا ہوتا ہے تاکہ ذرا سی دیر میں اُس کا کام تمام کر دے
 لیکن آل یار خود فرود آید
 لیکن وہ یار خود نازل ہوتا ہے۔ تاکہ دشمنوں کو دو دو ہاتھ دکھائے
 چچینیں صاوقالِ نشالِ دارند
 فدیایاں ہر نشالِ بہر پیکار اند
 صاوقال کے یہی نشانات ہوتے ہیں اُن کی خاطر فرشتے جنگ کرتے ہیں
 ایں نالِ جنگ گر بشرِ پیدے
 راہِ مردانِ راہِ بگویدے
 اگر بشر اس خفی جنگ کو دیکھتا تو خدا کے راستے پر چلنے والوں کا امنہ اختیار کر لیتا
 ہر عدو کے کہ خیزد از سر کس
 خود بگو بد سرش خدائے میں
 ہر دشمن جو عداوت کی راہ سے اٹھتا ہے تو خدائے میں خود اُس کا سر کچل دیتا ہے
 پچمل شود بندہ یارِ آں جاناں
 بر کابشِ دو ندِ سلطاناں
 جب بندہ اُس محبوب کا دوست بن جاتا ہے تو باو شاہ اُس کی نکاب کے ساتھ دوڑتے ہیں

سہر کہ جاں بریابا ختمت یارِ ما قدر او شناختہ است

جس نے بھی اپنی جان خدا کے لیے قربان کی۔ ہمارے خدا نے بھی اس کی قدر خوب پہچانی

از مسگان کمتر است دشمن او بد گمر کو فتہ ز ہاون او

اس کا دشمن کتوں سے بھی بزرگ ہے وہ بد اصل خدا کی ا دکھی میں کوٹا جانتا ہے

بست از عادتِ خدا نے عیلم مے کند فرق در سید و لئیم

خدا نے عیلم کی یہ عادت ہے کہ وہ نیک بخت اور بد بخت میں فرق کر دیتا ہے

سچ دانی لئیم را چہ نشان اسکہ او دشمنِ امامِ زمان

کیا کچھ خبر ہے کہ بد بخت کی کیا علامت ہے وہ امامِ زمان کا دشمن ہوا کرتا ہے

اسکہ او آما از خدا تے یگاں پیش چشمش ز خیلِ مقربیاں

جو خدا نے واحد کی طرف سے آتا ہے اس لئیم کی نظریں وہ مقربوں کو گوں میں سے ہوتا ہے

مگر تجوے شتی و کرم تیں تو بہ کرے ز گفتارے چشمیں را

اگر وہ شتی اور نرمی کا کپڑا نہ ہوتا۔ تو ایسی گفتگو سے توہ کرنا

انچہ ہامن کند عنایتِ یار کے بغیرے شنیدی اے مزار

وہ یار جو عنایت مجھ پر کرتا ہے اے مزار کیا تو نے ویسی کسی اور پہچنی تھی ہے

گر شعارے تو آقا بودے مشعلِ غیبِ رہنا بودے

اگر تیری تیرا شعار ہوتا۔ تو غیب کی مشعلِ نیری رہنا ہوتی

آقا را بود ز صدقِ آثار اے سیدِ دل ترا صدقِ چہ کار

آقا کی علامت صدق ہے اے یہ دل انسان تجھے صدق سے کیا مطلب

نیستی از خدا تو را ز شناس
 ہمہ برین دو دم ہست اماں
 خدا کے رازوں کو نہیں پہچانتا۔ تیری
 ساری بنیاد خلق اور وہم پر ہے
 آنچہ گوئی نہ راہ کبر و حموا
 پیش ازین گفتہ اند تو ہم یہود
 کبر اور انکار کی وجہ سے جو کچھ کہتا ہے اس سے پہلے یہودیوں نے بھی یہی کہا ہے
 نفس تو فرہ روح تو خستہ
 ہمہ ابواب آسمان بستہ
 تیرا نفس موتا ہے اور روح بیمار اور آسمان کے سب دروازے تجھ پر بند ہیں
 این چہ غفلت کہ خوش بدیں کشی
 و از خدا هیچ گہ نیندیشی
 یہ کیا غفلت ہے کہ تو اس روش پر خوش ہے اور خدا تعالیٰ سے بالکل تیں ٹوڑتا
 اے سارا راز ہا کہ عین صواب
 پیش کو راں مقام استجاب
 بہت سے راز ہیں جو اعظما صدائیں ہیں۔ مگر ابھول کے لیے وہ تعجب کا مقام ہیں
 رہ طلب کن بگرید تازی
 تا بوشد تر خم باری
 رو دو کر رنہ ڈھونڈ۔ تاکہ خدا کا رحم جوش میں آئے
 یک شب از صدق نعرہ با بردار
 پیش آل عالم حقیقت کار
 اس واقعہ حال خدا کے سامنے ایک رات خلوص کے ساتھ آہ و زاری کر
 از ادب نے براہ اشکیار
 نو مد خواہ اندریں اسرار
 کبر سے نہیں بلکہ ادب کے ساتھ اور ان اسرار کو کھلے کھلے اس سے مدد مانگ
 تر کن انداز گن پیش بستر زوش
 باز لب را کشتائے بادل ریش
 اپنے انسوؤں کے ساتھ اپنے بستر کو تر کر۔ پھر زخمی دل کے ساتھ یوں عرض کر

کائے خدا کے علم را از نہال	کے علمت رسد دل انسان
کہ اے علم خدا پر شہ رانند کہ طاقت نیزے علم تک انسان کا خیال کہاں پہنچ سکتا ہے	
چوں ملک نذیرہ اند آں نور	کال در آدم نو دانتی مستور
جب فرشتوں کو بھی وہ نور نظر نہ آیا۔ جو تو نے آدم میں پوشیدہ رکھا تھا	
ماچہ چیز حکیم و عظیم ماست چہ چیز	بے تو در صد خطرقیاس و تمیز
تو ہم کیا ہیں اور ہمارا علم کیا چیز ہے بیزیرتیرے عقل اور تمیز کو بھی بے حد خطوہ ہے	
ما خطا کار و کار ماست خطا	اشد تبه کار ما ز عجلت ما
ہم خطا کار ہیں اور ہمارا کام بھی غلط ہے اور ہمارا سب کام ہماری جلد بازی کی وجہ سے تباہ ہو گیا	
گر ز دست اینکے سوئے تو خواند	وز تو بہتر کدام کس دانند
اگر یہ شخص جو میں نیزی لوت بلاتا بہتیری لوت سے ہی ہے اور کون تجھ سے بہتر حقیقت حال کو جانتا ہے	
گتہ ما بہ بخش و چشم کشتا!	تا نمیر حکیم از خلاف و ابا
تو تو ہمارے گناہ بخش اور ہماری آنکھیں کھل تاکہ ہم مخالفت اور انکار کی حالت میں نہ لریں	
ور نہ این ابتلا ز ما بردار	کہ رحیمی و قادر و غفار
ور نہ ہم سے اس ابتلا کو دور کر کہ تو رحیم قادر اور غفار ہے	
اہل اخلاص چوں کنند دعا	از سر صدق و اہتمام و بکا
جب اخلاص والے لوگ دعا کرتے ہیں صدق۔ عاجزی اور گریہ و ناری کے ساتھ	
شور افتد ازال در اہل سما	ازال رسد حکم نصرت و ابوا
آسمان دعا سے آسمان والوں میں شور برپا ہوتا ہے اور وہاں سے نصرت اور پناہ کا حکم پہنچ جاتا ہے	

اندریں بارگاہ و بختانی

پس کہاں چھانے آئی

میں اسے طالب تو کہاں ہے اور کہیں نہیں آتا اس بارگاہِ اہدیت کے حضور

تو دعا گن بصدق و سوز و گداز

تو صدق اور سوز و گداز سے دعا کرتا کہ خدا کا دروازہ تجھ پر کھلے

از خودی حال خود خراب مکن

خودی سے اپنا حال خراب نہ کر تو تو چمکا ڈھے آفتاب کا کام نہ کر

پہل رسد عجز کس بحد تمام

نصرت یار را رسد ہنگام

جب کسی کی عاجزی صد کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ تو یار کی مدد کا وقت آتا ہے

پس چرا نصرتش نے خواہی

پھر تو اس کی نصرت کیوں نہیں آگتا۔ تو گمراہی کے قدم کے ساتھ فور چلا گیا ہے

نہ ز مال بینی و نہ حالت قوم

دل چوکورال ز مال کشادہ یوم

نہ زمانہ کا حال دیکھتا ہے نہ قوم کی حالت تیرا دل اصول کی طرح ہے اور زبانِ امانت کے لیے کھلی ہوئی ہے

ایک چشمت ز کبر پوشیدہ

چہ کتم تا کشتابدت دیدہ

اسے وہ شخص کہ تیری ایک تکر سے ڈھکی ہوئی ہے میں کیا کروں جو تیری آنکھیں کھلیں

مگر ترا در دست صدق طلب

خود روی ہا مکن نہ ترک ادب

اگر تیرے دل میں سچی طلب ہے تو بے ادبی کی وجہ سے خود روی نہ کر

راہ راہ خدا بگو نہ خدا

تو نہ چوں خدا بجائے خود آ

خدا کی راہ کا بھید خود خدا ہی سے طلب کر تو خدا کی طرح نہیں ہے اپنی جگہ پر رہ

ہوش داراے بشر کہ عقل بشر
 دارد اندر نظر ہزار خطر
 سے انسان ہوش کر کہ انسانی عقل اپنی نظریں ہزاروں قائلوں رکھتی ہے
 سرکشیاں طریق شیطانی است
 بر خلاف رشتہ انسانی است
 سرکشی تو شیطانی طریق ہے اور انسانی فطرت کے برخلاف
 تا نہ تفضلش در تو بکشاید
 صد فضولی بچی چہ کار آید
 جب تک اس کا فضل تیرے لیے دروازہ نہ کھولے تو اگر سیکڑوں فضولیاں بھی کرتا ہے سب بیکار ہیں
 آل خداے کہ وعدہ محکمے
 داد از راہ رحم و لطف ہمے
 وہ خدا جن نے ایک حکم کا وعدہ اپنے لطف اور رحم کی راہ سے کیا تھا
 اور بدانت از ازل کہ اتام
 راہ خود گم کنند از او ہام
 وہ ازل سے یہ جانتا تھا کہ مخلوقات شک و شبہات میں پڑ کر اپنا راستہ بھول جائے گی
 در نہ کار محکم چہ خواہ بود
 رہ نمائی ببرد راہ چہ سود
 در نہ پیر محکم کا کام کیا ہوگا اٹیک راستے پر چلنے والے انسان کو راہ دکھانے کا کیا فائدہ
 راہ گم کردہ را محکم باید
 تا بدو راہ راست بناید
 محکم تو گمراہ کے بچے و رکار ہوتا ہے تاکہ وہ اس کو سیدھا راستہ دکھائے
 این مگو ما خودیم عالم دیں
 تو بہ کن از مکالمات چنین
 تو یہ کہ ہم خود دیں کے عالم ہیں۔ ایسی باتوں سے تو یہ کہ
 گور را گور کے نماید راہ
 سہر کہ آگاہ از خدا آگاہ
 اندھے کو گھسا کس طرح راستہ دکھا سکتا ہے جی ماقت راہ ہے خدا کی لوت سے آگاہ کیا گیا ہے

دین نیاید بغیر دین دارے

سگ نداند بغیر مردارے
دین بغیر کسی دیندار کے حاصل نہیں ہوتا۔ دین کا کتا تو بغیر مردار کے کچھ نہیں جانتا

سخن یار و سینہ افسردہ

جامنہ زندہ است بر مردہ
منہ پر یار کی باتیں ہیں مگر دل بچھا ہوا ہے گویا مردے پر زندہ کے کپڑے ہیں

گر بڑی ریگ مار فیج و بلند

جنبش باد خواہد شش انگند
اگر تو زمین کو بہت اونچی جگہ پر بھی لے جائے تو ہوا کی ذرا سی حرکت اسے گرا دے گی

خانہ آفت کال ز معمارے

ورنہ اقتد ز سیل دیوارے
گھر وہی ہے جسے معمار نے بنایا ہو۔ نہیں تو سیلاب سے دیواریں گر پڑیں گی

ابن زمان ہزار طوفان است

خانہ انہاے نسبت دیوان است
یہ زمانہ تو ہزاروں طوفانوں کا زمانہ ہے اور گھر کی بنیاد کھوکھی ہے

ابن عجب قوم بہت ناہنجار

باچہیں خانہ فارغ از معمار
عجب نالائق قوم ہے کہ ایسے گھر کے باوجود معمار سے پارہا ہے

آنچہ بادیں نمود قوم پلید

با اما مال نہ کردہ است یزید
جو کچھ میں ناپاک قوم نے دین کے ساتھ ساتھ کیا وہ یزید نے اماموں کے ساتھ ہی دین کیا

باز گوئی کہ من نغے بنیم

حاجت دیگرے پئے دینیم
پھر بھی تو کہتا ہے کہ مجھے دین کی خاطر کسی اور انسان کی ضرورت نظر نہیں آتی

ایک روز ہی شدی بخت و نیاں

ابن زین است بلکہ دشمن آں
اسے وہ شخص جو گناٹے اور نقصان پر خوش ہے یہ دین دین نہیں بلکہ اس کا دشمن ہے

پہل بیاموزدوت خدا سے تقدیر

ورنہ تمکے استقام اور ثبات بہتر

وہی تو خداوند تقدیر ہی تجھے دکھاتا ہے ورنہ وہ ایک رسم ہے خام، بد صورت لہو و لیل

مسلطت مسلطے ذکر و اسے قبول

واژہ بخاری بخاری سرافروں

اے کچھ صبح مسلم نے تجھے مسلمان نہ کیا اور صبح بخاری نے تیرے سر کا بخارا وہ زیادہ کر دیا

ایں عمر استخوان بد اعانت

نیست یک ڈرہ مغرور جانت

یہ بہت سی ہڈیاں تیری جمولی میں پڑی ہوئی ہیں اور تیری جان میں ایک ڈرہ بھی متز نہیں ہے

گورئی کہ باز در ولت ہوسے

کہ بخواند ترا بصیر کے

تو تو خدا ہے پھر بھی تیرے دل میں یہ ہوس ہے کہ کوئی تجھے آنکھوں والا کے

زہی بیخالی تو مروفت بہتر

زیل غذا زہر خوردنت بہتر

اس بیخالی سے تو تیرا مرمانا اچھا ہے اور ایسی غذا سے تیرا زہر کھا لینا بہتر ہے

اسے نشستہ بصد پر سجادہ

ایں چہ سودات در سر افسادہ

اسے وہ شخص جو سجادہ پر بیٹھا ہوا ہے یہ کیا جڑوں ہے جو تیرے سر میں کس گیلے

تا یزد اندر قیاس و فہم کے

کہ شود کار پیل از مگے

یہ بات کسی کے عقل و فہم میں کہی نہیں آسکتی کہ اتنی کام مٹھی سے جڑ سکتا ہے

از خدا چوں رسید پختی است

چوں ترسی ز خبت انجامت

جب تجھے خدا کا پیغام پہنچ گیا تو پھر تو اپنے بڑے انجام سے کیوں نہیں ڈرتا

ایں ہیں استطلعت اسے غول

کہ دولت حکم حق نہ کر و قبول

اسے جانتے کیا یہی غیر فریاد ہے کہ تیرے دل نے خدا کا حکم قبول نہیں کیا

مسلطت مسلطے تجھے مسلمان نہ کیا۔

حجت لغو دریاں آری
 تو لغو دلائل پیش کرتا ہے۔ حق سے بیزاری کی اصل وجہ تیرے نفس کی خجالت ہے

ہر چیز ثابت شدہ است از قرآن
 تو از دوسرے پہنچی اسے نادان

جو بات قرآن سے ثابت ہے اسے نادان تو اس سے سر پھیرتا ہے
 صد نعمتیں تندیجاں جو سر منیر
 نزدیکت ایں دودغ یا نزدیک
 سینکڑوں نشان چکھے ہوئے سوچ کی طرح ظاہر ہو گئے لیکن تیرے نزدیک یہ جموٹ یا فریب ہیں

دیدہ آخر برائے اہل باشد
 کہ بدو مرد ماہِ دال باشد

آخر انگلیں اسی لیے ہوتی ہیں کہ ان کی مدد سے انسان راستہ کا واقف ہو جائے
 وہ چہرہ ایں چشم مست و اہل دیدہ
 کہ برو آفتاب پوشیدہ

وہ دایہ عجیب انگلیں ہیں کہ ان سے آفتاب بھی نظر نہیں آتا
 مگر بدل باشندت خیال خدا
 ایں چہمیں ناید از تو استغنا

اگر تیرے دل میں خدا کا خیال ہوتا تو اتنی بے پروائی تجھ سے ظہور میں نہ آتی
 از دل و جاں طریق اُد جوئی
 و از سر صدقے سوئے اد پوئی

تو جان و دل کے ساتھ اس کا راستہ ڈھونڈتا اور وہ ناداری گئے ساتھ اس کی طرف ڈھرتا
 ہر کرا دل بود و لدارے
 خیرش پرسد از خبر دارے

جس شخص کا دل کسی معشوق سے لگ جاتا ہے وہ اس کی خبر کسی واقف سے پوچھتا ہے
 گر نباشد لغائے محبوبے
 جوید از نزدیک یار مکھو بے

اور اگر محبوب کی ملاقات میسر نہیں آتی تو وہ دوست کے پاس سے خط کا طالب ہوتا ہے

بے دل آرام نایدش آرام

گم بردیش نظر گے بکلام

اسے بغیر دل آرام کے آرام نہیں آتا کبھی اس کے چہرہ پر نظر ہوتی ہے تو کبھی اس کے کلام پر

آنکھ داری بدل محبت او

نایدت صبر جزو بصیرت او

اسے وہ شخص جو دل میں اس کی محبت رکھتا ہے تجھے تو اس کے پاس ٹھینے کے بغیر میری نہیں آسکتا

فرقت او گر اتفاق افتد

در تن و جان تو فراق افتد

اگر اتفاقاً کبھی اس سے جدائی ہو جائے تو تیری جان تیرے جسم سے جدا ہونے لگتی ہے

دلت از ہجر او کباب شود

چشمت از رفتن پر آب شود

تیرا دل اس کے ہجر سے کباب ہوتا ہے اور اس کے چہرے سے تیری آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں

بانہ چوں آل جمال و آل روئے

شد نصیب دو چشم در کوئے

پھر جب وہ حسن اور وہ چہرہ کسی مگلی میں تیری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے

دست درد امتش زنی بچوں

کہ نہ ناویدنت و لم شد خوں

تو دیوانہ وار تو اس کا دامن پکڑ کر لیں کتا ہے کہ تیرے نہ دیکھنے کی وجہ سے میرا دل خون ہو گیا

این محبت بندہ امکاں

واند دل افکنده خدائے جہاں

تجھے ایک حقیر مخلوق سے تو اتنی محبت ہوتی ہے لیکن اس خدا کی طرف سے تو بالکل لاپرواہ ہے

این وفا با بندہ ناچیز

فارغ افتاده ز یاد عزیز

ایک ناچیز بندہ کے ساتھ تو ایسی وفاداری لیکن اس پیارے دوست کی طرف سے تو لاپرواہ ہے

او فرستاد بندہ از خود

تاریا نڈ ترا ز ریب و محمود

اس نے میری طرف سے ایک بندہ کو بھیجا تاکہ تجھے شکوک اور انکار سے رہائی تجھے

اَلْ قَدْرُ يَارِ الْكَلْبِ بَنُو

کہ وہ حد معرفت ورے بکشد

اور اس نے بار اہل قدر کو دکھائے کہ معرفت کے سینکڑوں دروازے کھول دیئے

باز سرے زنی بانکارے

سہل پداشتی چہیں کارے

پھر بھی تو انکار سے سر ہلاتا ہے۔ اور تر نے یہ کام آسان سمجھ لیا ہے

ملا اُمالی خادۂ زان یار

قارعی زان جمال و زان گفتار

تو اس یار کی طرف سے پھر ہوا ہو گیا ہے اور اس حسن اور اس گفتار کی طرف سے لاپرواہ

مردوگان را حمی کشتی بکار

واز دلاہام زندۂ بزار

مردہ لاشوں کو تو اپنی بغل میں کھینچتا ہے اور زندہ و غیر فانیہ محبوب سے بیزار ہے

کس شیدی کہ قانع از بار است

عشق و مبرای دو کار اشتراست

تو نے کسی کی بابت سنا ہے کہ وہ دوست سے لاپرواہ ہوشتی اور پھر مبرہ دو کام بہت مشکل ہیں

ایں بود حال و طور عاشق زار

ایں بود قدر و لبرایے مرطار

کیا یہی عاشق زار کا حال اور طریقہ ہوا کرتا ہے اور اسے مرطار کیا دلبر کا یہی قدر ہوا کرتا ہے

عاشقان را بود صدق اہنار

اے یہ دل ترا بہ عشق چہ کار

عاشقوں میں تو صدق کے آثار پائے ہلاتے ہیں نہ تو ایک دل انسان تجھے عشق سے کیوں سہل

نزد تو چوں رسیدن کوئے

پیکر دلستان خوش میوئے

جب اس گلی سے تیرے پاس اس حسیی محبوب کا پیغام بر پہنچا

عروش این کہ کافرش خمانی

وازمیر ز جراز درش رانی

تو نے اس کو یہ عزت کا کر اُسے کافر کرتا ہے اور گھر کر اُسے اپنے دروازے سے نکالتا ہے

صد ہزاراں نشانِ مے بینی باز مُنکر شوی دے دینی
 تو لاکھوں نشان دیکھتا ہے . پھر بھی دینی کی وجہ سے تو انکار کرتا ہے
 خوشی تو عالم کا بلغمِ اٹھاری زیں فضولی کئی بنداری
 ٹراپنے میں عالم سمجھتا ہے شاید اسی لیے بنداری سے ایسی فضول باتیں کرتا ہے
 تازہ تو ہستی ات بدر نرود ایں رگ شرک از تو بر نرود
 جب تک تیری خودی تجھ میں سے نہ نکلے گی تب تک یہ شرک کی رگ تجھ سے دور نہ ہوگی
 پائے سمیت بلند تر نرود تا ترا دوو دل بسر نرود
 تیری کرشم میں برکت دہلے گی . جب تک تیرے دل کا دھواں سر تک نہ پیچھے گا
 پیاد پیدا شود عدال ہنگام کہ تو گردی نہاں ز خود تمام
 دوست اُس وقت ظاہر ہوگا . جب تو اپنی ہستی سے بد سے طو پر علیحدہ ہو جائے گا
 نامہ سوزی ز سوز و غم ز می تانہ میری ز موت ہم نہ می
 تو غم سے آزاد ہو گا جب تک سوز و غم سے نہ جلا گا اور موت سے آزاد نہ ہو گا جب تک فنا نہ ہوگا
 چیت آل ہرزہ جان توں کہ زخوت آتش اندر لے زن کہ زخوت
 وہ کسی بیوہ جان اور جان ہے جو نہیں جنتا . ایسے دل کو آگ لگا دے جو عشق میں کہاں نہ
 کلبہ جسم خود کن بر باد چلنے لگے گرد از خدا آباد
 اپنے جسم کی جھوٹی کو بر باد کرے اگر وہ خدا کے عشق سے آباد نہیں
 پائے خدا را چہ کن از تن غمیش چلے گیر دو صداقت پیش
 اپنے پیر کے جسم سے کلمے کر جدا کر دے . اگر وہ صداقت کا راستہ اختیار نہیں کرتا

اگر میں خدا برمال جانے کہ زخود شد براتے جانانے
 خدا کی طرف سے اس شخص پر آفرین ہو۔ جو اپنے محبوب کے لیے نفسانیت سے الگ ہو گیا
 منزل یارِ خویش کو بدل وازہ ہوا ہر مید صد منزل
 جس نے اپنے دوست کا ٹھکانا اپنے دل میں بنالیا اور ہوا ہوس سے سبکدوش منزل نور بجا گیا
 از خودی دار شد و خدا را یافت گم شد و دست رهنما را یافت
 وہ خودی سے دور ہوا اور خدا کو پا لیا۔ وہ فنا ہو گیا اور رہنما کے ہاتھ کو حاصل کر لیا
 ایچہ دیوانہ پئے اموال وہ کہ در کار دین چینی اہمال
 اسے وہ شخص کہ خود دولت کی خاطر دیوانہ ہو رہے کیا خوب! دین کے معاملہ میں اتنی ذرا دلچسپی
 وقت عیش مست و موسم شادی تو چہ در سوگ و ماتم اتقادی
 یہ تو عیش کا وقت اور خوشی کا موسم ہے۔ تو کس سوگ اور ماتم میں پڑا ہوا ہے
 از خدایت رسید رہبر دین مردویں باش و چوں زناں منشیں
 تیرے پاس تو خدا کی طرف سے دین کا رہبر پہنچ گیا اب بھی مردان دین میں سے جو ہوا اور عورتوں کی طرح منشیں
 خیزد از بہر بارے کارے کن یک نظر سوٹے میں بہارے کن
 اٹھ اور دوست کے لیے کام کر۔ اور اس باغ و بہار کی طرف ایک نظر ڈال
 عد نہ مرگ است از دلے و ماں زوے گیردت مشونادال
 عورت نہ مرگ است ایک حیبت ناک از وہا ہے جو تجھے جلدی ہی پکڑ لے گا نادان نہ بین
 آں صبا بگتے ز یار آورد در دے موسم بہار آورد
 وہ باوجود دست کے ہاں سے اپنی خوشی لاتی ہے گویا وہ دم بھر میں بہار کا موسم لے آئی ہے

تو خزاں بہر خود پسندیدی من ندانم چه در خزاں دیدی

گر کرتے اپنے لیے خزاں کو پسند کیا ہے میں نہیں جانتا کہ خزاں میں تو نے کیا فائدہ دیکھا

از پسندہ کردن آمد یار تو ہم از دست خود شدی مُردار

یار تو مجھے زندہ کرنے آیا تھا۔ مگر تو اپنے ہاتھوں ہی مُردار بن رہا ہے

قصہ پائش سے کنی ز ضلال کایں کرامات ہائے اہل کمال

گمراہی کی وجہ سے تو تقویٰ کو پیش کرتا ہے کہ یہ ہیں اہل کمال کی کرامات

گر ویریں قصہ با اثر بودے دلت از جس دور تر بودے

اگر ان قصوں میں کوئی اثر ہوتا۔ تو تیرا دل ناپاکی سے بہت دور ہوتا

قصہ با گریباں کنی تو هزار کے ردا تو خجست دل ز تہا

اگر تو ہزاروں قصے بھی بیان کرتا ہے تب بھی تیرے دل کی خجاست کہاں دور ہو سکتی ہے

زین قصص هیچ سہا نکشاید صد ہزاراں بگو چه کار آید

ان قصوں سے کوئی سہا نہیں کھلتا۔ لاکھوں قصے بیان کرتا پھر وہ کس کام کے ہیں

بنشین مدتے ہاہل یقین تا دھندت دور ویدہ حق میں

کچھ مدت تو اہل یقین کی صحبت میں رہ۔ تاکہ تجھے حق شناس آنکھیں میں

اندرون تو سرت دیو خصال پر زباں قصہ ہائے اندابدال

تیرا باطن تو شیطان سیرت ہے۔ اور زبان پر ابدالوں کے قصے ہیں

سعد چل سخن است از احوال چشم بکشا و شب پری بگذار

سعد کی طرح سے جب دن روشن ہے تو زنجیر بھی آنکھیں کھول اور چمکادڑ پنا چھوڑ دے

در خورد و مر شکے نہ گیرد راء
 چاند اور سورج کے بارے میں کسی کو شک نہیں ہوا کہ تازوی اندھا ہے پس اپنے خدا سے بعیرت ہنگ
 لیمتی طالب حقیقت راز
 اسے تاہل۔ ساری مشکل یہی ہے کہ خود شنفا بخشش دین مسکیم
 ایں مگو من محافظ دینم
 یہ نہ کہو کہ میں دین کا محافظ ہوں۔ اور میں خود ہی دین مسکیم کا طیب بھی ہوں
 در دولت صد ہزارہ بیماری
 تیرے دل میں تو ہزاروں بیماریاں ہیں۔ پھر تو ایسے دل سے کیا امید رکھتا ہے
 محمد پادے پنجاہ از دادار
 خدا سے آدمی طلب کرتا کہ وہ تیرا سب کوڑا کرکٹ اڑا کر لے جائے
 چڑ خدا راہ چارہ سازی نیست
 خدا کے سوا علاج کا اور کوئی رستہ نہیں۔ آگھیں کھول۔ یہ کھیل کی جگہ نہیں ہے
 خبے نیستت ز جانا نہ
 تجھے محبوب کی کچھ بھی خبر نہیں۔ یونہی اندھا دھند قدم اٹھائے چلا جا رہا ہے
 چچو گرمی بجز کلام خدا
 خدا کے کلام کے بغیر تو ایک کیڑے کی طرح ہے اور خدا کے جام و صل کے سوا تو موہ ہے
 الل یقینے کہ بخشدت دادار
 چوں خیال خودت نہد بکنار
 وہ یقین جو خدا تجھے بخشا ہے اُسے تیرا اپنا خیال کس طرح پا سکتا ہے

اگلے جگے از دہان دلدادے ق لکھتے ہائے تئید و اسرارے
 ایک شخص کو وہ ہے جو اپنے معشوق کے مزے سے بکتے اور اسرار گنتا ہے
 اگلے دگر از خیال خود بگماں پس کجا باشتد این دو کس یکساں
 اور دوسرا شخص وہ ہے جو اپنے خیالات کی بنیاد پر شک اور گمان میں مبتلا ہے جس کس طرح یہ مدد نہ برابر ہو سکتے ہیں
 ذوقِ ایں ہے جو تو نے دانی ہرزہ موعو کئی بنا دانی
 چونکہ تو ایں شہاب کا سزا نہیں جانتا۔ اس لیے نادانی سے فعل ہوکتا رہتا ہے
 اگلے خدا وال کہ خود وہ آواز نہ کہ از وہم کس نماید باز
 تو خدا سے سمجھ جو خود آواز دیتا ہے نہ کہ اسے جو کسی کے وہم کا نتیجہ ہے
 واجب آمد ازیں بہر دو ماں کہ تکلم کند خدائے یگانہ
 ایں دلیل سے یہ ثابت ہوا کہ ہر زمانہ میں خدائے واحد کلام کیا کرتا ہے
 در نہ دین مست محض افسانہ اینچنین دین ز صدق بیگانہ
 دین دین مرث ایک کہانی بن جاتا ہے ایسا دین سچائی سے بیگانہ ہے
 اگلے ز شیطاں بود نہ از حق دین کہ نہ دارد دوام دجی تفسیر
 وہ دین خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہے جو دائمی یعنی وہی اپنے اندر نہ رکھتا ہو
 دین سماں دین بود کہ وحی خدا نشود ز وہ ہیچ وقت جدا
 دین تو وہی دین ہوتا ہے جس سے خدا کی وہی کسی وقت بھی جدا نہ ہو
 وحی و دین خداست چوں تو ام یک چو گم شد دگر شود گم ہم
 وہی اور دین خدا ہو کہ وہ نظر برطل چینی میں پس اگر ایک ہوتی رہے گی تو دوسری بھی گم ہو جائے گی

اپے یقین چوں نجات یابد خلق

بیجاں رو ز سق تباہ خلق

مظنونات یقین کے بغیر کو نجات پاسکتی ہے۔ لازمی ہے کہ اس صورت میں خلقت حق سے منہ پھیر لے

بے خدا چوں یقین بدل آید

گھٹت گویا تقا مے باید

بغیر خدا کے دل میں یقین کس طرح پیدا ہو اس کے لیے یا تو سلام درکار ہے یا دیدار

اسے کہ معرودہ راہ مظنونی

تو نہ عاقل کہ سخت مجنونی

اسے وہ شخص کہ ڈنوں کے واسطہ پر منحور ہے۔ تو عقل مند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے

نفس اتارہ بندہ صد آرز

جز یقین کے بگردانے باز

وہ نفس اتارہ جو سیکڑوں حرص و ہوا کا نام ہے بغیر یقین کے اس سے کیوں باز رہ سکتا ہے

چوں بہ بینی بہ ہشتہ شیرے

نہ کنی در گرختن دیرے

جب تو کسی جھگڑ میں شیر کو دیکھ لیتا ہے تو وہاں سے بھاگنے میں دیر نہیں کرتا

ہمچنین پیش تو چو گرگ آید

دل تپد ہیبت بسترگ آید

اسی طرح جب تیرے سامنے بیٹھیرا یا آجاتا ہے تو تیرا دل تڑپنے لگتا ہے اور تجھے بہت ڈر لگتا ہے

پس بدیں دعوئے یقین کہ ترا ق

ہست بر کرد گا و روز جزا

پس یقین کے اس دعویٰ کے ساتھ جو تجھے خدا تعالیٰ اور روزِ جزا کے متعلق ہے

باز چوں مے کنی گناہ بزرگ

چہ خدا نیست نزد تو چوں گرگ

پھر تو کس طرح گناہ کبیرہ کرتا ہے۔ کیا خدا تیرے نزدیک ایک بیٹھیرے جیسا بھی نہیں ہے

بہ خدا نیستت یقین ز شمار

زین چو گرگاں خوش آیدت مُردار

تجھے ہرگز خدا پر یقین نہیں اسی لیے بیٹھروں کی طرح تجھے مُردار ہی پسند آتا ہے

اِس یقینے کہ ماننے زحمتا ست

گر بخوامی رخش بگویم ماست

وہ یقین جو گناہ سے بچاتا ہے اگر نوا چاہے تو میں تجھ سے اُس کی حقیقت بیان کر دوں

اِس کلام خدا بظلمت و یقین

پاک و پرتر ز عقل و دیو یسین

وہ خدا کا قلم اور یقینی کلام ہے۔ جو شیطان یسین کے عقل سے پاک اور بالاتر ہو

پس سماں چارۂ خطا کا رست

راہ دیگر طریق مکار رست

پس وہی کلام گناہ کا علاج ہے۔ کوئی اور طریقہ محض مکاری ہے

کس شنیدی کہ با یقین ہلاک

باز در بیشہ رود بیباک

کیا تو نے کبھی سنا کہ اگر ہلاک ہو جانے کا یقین ہو تو پھر بھی کوئی نڈر ہو کر جھگڑ میں جانا ہو

پس چہ ممکن کہ با یقین خدا

باز گردد دلے بگرد خطا

پس کیوں کہ ممکن ہے کہ خدا پر یقین ہو کر پھر بھی کوئی مل گناہ میں منہمک رہتا ہو

کسک تلخ را یقین نہادی نام

زین شدی با جرم کفایت بدنام

تو نے شکوک و شبہات کا نام یقین رکھ چھوڑا ہے اس لیے تو گناہوں کی وجہ سے بدنام ہے

انکے شونے خود نظر انداز

از سر خود دیدہ ناکن باز

خدا اپنی طرف دیکھ اور خود سے آنکھیں کھول

تا بمانی کہ کور و مجھولی!

سخت محروم ماندہ زلی خوبی

تا کہ تجھے معلوم ہو کہ تو انصاف اور محبت ہے اور یقین کی خوبی سے ماہل محرم

وزرنا رست در تو از انوار

شب در بگرد را بلا چہ کار

تجھ میں نور بھی تو نہیں ہے۔ اندھیری گھب رات کو چاند سے کیا حاصل

اِس عِلْمِ حَبِیبِ حُرْمَلِ حُشْتِ

کہ انہو صدقاتِ ظلمت رُست

میں حَبِیبِ حُرْمَلِ حُشْتِ کے نام سے کہ اس نے قسم قسم کی تاریک روئیدگی پیدا ہو گئی ہے

حُشْتِ حُشْتِ دُشْتِ دُشْتِ دُشْتِ دُشْتِ

چوں بھلائی زِ مَغْلَبَتِ اِسے نادان

انہو صبری بات ہے اور بھل اور دہرے دل کا خوف اسے نادان تو کیونکر خوابِ غفلت میں پہنچا ہے

اُخِیْزِ وِ رِجَالِ خُودِ نِگاہِ بَکِنِ

خَطِرُہِ بَرِ بَیْنِ وَاہِ بَکِنِ

اُظْہِ اور اپنے حال پر نظر ڈال۔ ساتے کے خطروہ کو دیکھو اور افسوس کر

اُخِیْزِ وَاِزْ نَفْسِ خُودِ پِرسِ نِشْتَالِ

کہ چہ خواہد مراتبِ عرفان

اُظْہِ اور اپنے نفس سے ہی دریافت کر لے کہ وہ معرفت کے کیسے کیسے وارج مانگا ہے

چِوَقِیْلِ نَزْوَالِ مِتْ زِ اُپِ حَیَاتِ

یا پسندیدہ درطہ شہادت

اُپْہِ اس کے نزدیک یقین ہی آپ حیات ہے یا وہ شکوک و شبہات کے بھونڈ کو پتہ کرتا ہے

مُحِیْطِ مے تَپِندِ بِلَا ئے یَقِیْنِ

بِخَلِ چوں کہ وَاں کَرِیْمِ وِ حَیَاتِ

اگرچہ دل یقین کے لیے واپسی پتہ ہے تو پھر اس کَرِیْمِ اور مددگار خدا نے تجھ سے خَلِ کِیْلِ کر رکھا ہے

مُحِیْطِ مے دَرِ فِطْرَتِ نَزْوِ رِخِیْطِ اِسْتِ

باز ذالِ عِلْمِ چِوَانِ مِکْرُ خِیْطِ اِسْتِ

جو چیز خود اس نے تیری فطرت میں ڈال دی ہے پھر اس اور وہ سے اس نے گریز نہ کیوں کیا

یٰ اِسْ حَیَالِ نَزْدِ کِ اَلِ کَرِیْمِ وِ حَیْمِ

دَادِ مَرْتَقِضَائے اِسْ تَقْوِیْمِ

یہ اس بات سے ظاہر ہے کہ اس کَرِیْمِ وِ حَیْمِ خدا نے انسان کی فطرت کا ہر نقا ضابطہ کر دیا ہے

اَلْاِنْسَانِ زِ قَفْرِ حُشْتِ اَلْاِنْسَانِ

اَلْاِنْسَانِ خَافِلِ زِ قَفْرِ حُشْتِ اَلْاِنْسَانِ

پھر انسان ہی اپنی بہت کی کمی سے نفس کے عطا کردہ ذوقِ فطرت سے خافل ہو گیا ہے

اگر یقین نسبت خدا پیش انسان

اگر انسان کو غمناک نہیں کے لیے نہیں ہے نہ کیا باعث ہے کہ وہ ہر گھڑی اسی کی تلاش میں رہتا ہے

اچھے در فطرت بشر مکتوم

جو کہ انسان کی فطرت میں مضمی ہے انسان اس سے کس طرح عودم رہ سکتا ہے

بہر فیض است چوں دواں ہر دم

جب ہر وقت فیضان الہی کا سمندر جاری ہے تاکہ خدا تجھے کمال یقین تک پہنچائے

پس اگر تالعی بمسکونی

پھر بھی اگر تو غم پر تاج ہے تو نہ عقلمند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے

دل تپنا زبائے رفیع حجاب

دل تو چاہوں کہ خدا کرنے کے لیے بتیوار رہتا ہے سوائے ایسے دل کے جو کتوں کی مانند ہو گیا ہے

انکلا تبتصر ون گفت خدا

کیا خدا نے انہا تمہوں نہیں فرمایا۔ اٹھ اور اپنے اندر پیاس کو تلاش کر

مہمت دواں ہمار چوں دوناں

ذیل لوگوں کی طرح ہمت بہت نہ رکھ۔ جا اور خدا کو دیوانوں کی طرح ڈھونڈ

ہر کہ جو اپنے است یافتہ است

جو اس کا طالب ہے اُس نے اُسے پایا وہ

آفرین خدا برماں فروسے

خدا کی طرف سے اُس جو اندر پر آفرین ہو۔ جو اس دروازہ پر خاک کی طرح آپڑا

پس چرا باعث کرد پیش حراں

چوں بماند بشر اذو عودم

ق اما رسانند تا یقین اتم

تو نہ حائل کہ سخت مجنونی

تو نہ عقلمند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے

بزدلے کمال شد است بچو کلاب

خیز و در نفس جو تعطش با

رو بچو یار رہا چو بھونال

جا اور خدا کو دیوانوں کی طرح ڈھونڈ

ناقت ال کو کہ سر تافتہ است

من نورانی ہو گیا جس نے اُس سے سر نہ پھلا

کہ بریں در شد است چوں گرے

خدا کی طرف سے اُس جو اندر پر آفرین ہو۔ جو اس دروازہ پر خاک کی طرح آپڑا

نے سنجی کی تم نور میں کو کہ

از پنے وصل اکل مہین پاک
اوقادہ سر نیاز بخاک

اس پاک مہین کے ہل کی خاطر دہ گرا اور عابوی سے اپنا سر خاک پر رکھ دیا
ہرزماں با خدائے یکتائے

وہ ہر وقت خنائے واحد کے ساتھ زمین اور آسمان پر قرار پانا ہے
دژہ ذرہ ہدا شدہ ز زمین

اس کا فذہ ذرہ زمین سے بے تعلق ہو گیا اور اس کا دل مٹش بریں کی جانب اڑ گیا
پد روح او تجلیات خدا

اس کے چہرہ پر خدا کی تجلی ہے اور اس کا دل ذات باری کا جلوہ گاہ ہے
ایں حمہ حالت از خدا آید

یہ سب حالت خدا کی ہرانی سے ہی آتی ہے جب کلام الہی کی دہر سے بندہ کا یقین زیادہ ہو جاتا ہے
تو نہ فہمی ہنوز ایں منختم

تو ابھی میری بات کو نہیں سمجھتا میں تیرے دل میں کیونکر گھس جاؤں؟ بتا کیا کروں
اے درینا کہ دل زور دگداشت

درد و مارا مخاطبے نہ شناخت
افسوس کہ ہمارا دل درد کے ارے گداز ہو گیا۔ مگر ہمارے درد کو مخاطب نے نہ پہچانا

اے خور زوئے یار زود برآ
کہ دل آدر و از شب یلدا

اے یار کے چہرہ کے سورج جلدی باہر نکلے گا نہ میری بات کی دہر سے ہمارا دل آدر ہو گیا ہے
عمر ماظم رسید تا بکنار
بکنار دم در آئی۔ اے دلدار

ہماری عمر بھی ختم ہونے کو آگئی۔ اے دلدار میری گود میں آ جا

لیکھ تو طالب خدا مستی

اک یقین جو کہ بخشند مستی

سے وہ شخص کہ جو خدا کا طالب ہے تو ایسا یقین تلاش کر جو مجھے سرشار کر دے

اک یقین جو کہ سیل تو گرد

ہمہ در بار میل تو گرد

وہ یقین ڈھونڈو نیز بے لے بیابان ہانے اور تیری ساری محبت خدا کے لیے ہی ہو جائے

اک یقین جو کہ آتش افروز

ہرچہ غیر خدا ہمہ سوز

وہ یقین ڈھونڈو جو ایسی آگ جلاتے جو کہ ہر اسما اللہ کو محسوس کر لیا ہے

ایقین سبست زہد و عرفان ہم

گنہگت استکار و پنهان ہم

یقین ہی کی بدولت نہداد و نمان بھی حاصل ہوتا ہے یہ بات میں نے تم سے سنا ہے ابھی کہہ دی اور محنتی بھی

جو یقین دین تو چوں مردارے

سر چڑا کبر و دل ریاکارے

بغیر یقین کے تیرا وی مرد کی طرح ہے سر تکبر سے بھرا ہوا اور دل میں مینو

بے یقین نفس گروہت چوسکے

جہدش نژدہ پر فساد رگے

بغیر یقین کے تیرا نفس کتے کی طرح ہوتا ہے۔ برفساد کے وقت اس کی رگ حرکت میں آجاتی ہے

ہر کہ دور از نگار عاقل ماند

نفس دُول را شکار خواہد ماند

جو شخص محبوب سے دور رہے گا۔ وہ ہمیشہ نفسِ دنی کا شکار رہے گا

گر تامل از دوسے دیدار است

پاک دل شود مشکل این کار است

اگر تم نے دیدار کی خواہش ہے تو پاک دل ہو جا یہ بات شکل نہیں ہے

این مراد از خود چہ سے یونی

و جی حق شودید از سیر و نی

اگر اس مراد کو عقل کے زود سے کیا ڈھونڈنا ہے۔ خدا کی دنی ہی منہ کی مالک کو دھونڈ سکتی ہے

ایں عرود جملہ خلق نے دارند
 ناز کم کن کہ چوں تو بسیار اند
 عقل تو اسے جہاں کے پاس ہے اس پر غم نہ کر کیونکہ ترے جیسے پتھرے پرے پھرتے ہیں
 چارغ دل کلام دلدار راست
 ہر چیز غیر حق گفتہ بیکار است
 دل کا علاج تو دلدار کا کلام ہے اس کے سوا جو علاج بھی لوگ تجویز کریں وہ فضول ہے
 زوہرِ فرقتِ چشمی و ناکامی
 باز منکرِ زوجی و نالہامی
 تو جدائی کا دہر چکھ رہا ہے اور نامراد ہے مگر پھر بھی دہی و امام سے منکر ہے
 جان تو بر لبِ زخمِ دردِ دلِ آب
 باز از آبِ زندگی روتاب
 پانی نہ پینے سے تو جاں لب ہو رہا ہے۔ پھر بھی آبِ حیات سے گھو گھراں ہے
 دارو نے ہر شے کے درد لہا است
 لیکن بیمارِ الشفاء دہی خدا است
 ہر اس شک کا علاج جو دلوں میں پیدا ہو وہ
 خدا کی دہی کے شفاخانہ میں ہے
 ہست بر عقل منتِ الہام
 کہ از وہ نجات ہر تصویرِ خام
 عقل پر امام کا احسان ہے کہ اس کی برکت سے ہر کمزور خیال پختہ ہو جاتا ہے
 اے گماں بردو ایں نمودِ فراز
 اے نساں گفت ایں کشود اے دلدار
 اس نے صرف گمان کیا اور اس نے دکھ لایا اس نے دل میں ایک بات سوچی اور اس نے وہ دہی کھل کر دکھایا
 اے فوجِ نجات ایں بگتہ بسپرو
 اے طمع دادو ایں بجا آدرو
 اس نے گرا لیا اور اس نے ہاتھ میں دیا۔ اس نے امید دلائی اور اس نے پوری کر دی
 اے شکرِ شکست ہر شے دل ما
 ہست دہی شہادت ہے ہمتا
 وہ چیز جس نے ہمارے دل کے ہرمت کو کمزور دیکھو خدا نے ایمان کی دہی ہی لہا ہے

انکھ مارا لُٹخ بھکار نمود
ہست امام آل خلتائے دودو

وہ چیز جس نے میں مشوق کا چہرہ دکھایا۔ وہ خلتائے مرہان کا امام ہی تو ہے

انکھ واد ارتیقین دل جاے
ہست گفتار آل دلا آراے

وہ چیز جس نے دلی یقین کا جام پلایا۔ وہ اس مشوق کی گفتار ہی تو ہے

وصل دلا رو مستی از جامش
ہمہ حاصل شدہ ز الہامش

مہرب کا وصل اور اس کے جام شرب کی مستی۔ سب اس کے امام ہی سے حاصل ہوئی

اے بریدہ امید با ز خدا
تو بہ کن از قسادِ نمود باز آ

اے وہ شخص جس نے اپنی امیدیں خدا سے توڑ لی ہیں تو بہ کر اور اپنے اس فساد سے باز آ جا

عیش تیرے قول دے چہ ناست
آخرش کار با خداوند است

اس ذلیل دنیا کا عیش تو تھوڑی سی دیر کی چیز ہے آخر کار خدا سے ہی واسطہ پڑتا ہے

ترک کن کین و کبر و تار و دلال
تا نہ کارت کشد سیوئے ضلال

دشمنی تکبر اور ناز و نحوہ کو ترک کر دے۔ تاکہ تیرا خاتمہ گمراہی پر نہ ہو

چول بازیں دام گہ بند ہی بار
باز تانی ویریں بلا دو دیار

جب تو اس نکار گاہ سے اپنا رو بہ راستہ ترازو لے گا۔ تو پھر تروان سکون اور شہروں میں داپس نہیں آئے گا

لے لیں بے خبر و خورد غم دیں
کہ بچانت معلق است بدیں

اے دیں سے بے خبر انسان۔ وہی کا غم کھا سکے کہ تیری بچات وہی سے ہی دانت ہے

ہاں تقاضا کن از ہی غم خویش
کہ ترا کاو مشکل است بہ پیش

دیکھ اپنا ہی غم سے غفلت نہ کرے۔ کہ تجھے مشکل کام در پیش ہے

دل ازیں درد و غم نگار بکن
 اس درد و غم سے اپنے دل کو زخمی کر دل
 ہست کارت حمہ باں یکذات
 چوں صبوری گنتی از وہیمات
 تجھے تو اسی خدا سے ہی کام پڑے گا۔ انوس پھر تو اس خدا سے کیونکر مبر کر سکتا ہے
 بخت گردو چو زو بگردی باز
 دولت آید ز آمدن بہ نیاز
 جب تو خدا سے روگردانی کر گا تو تیری قسمت بگمہائے گی اور عاجزی کے ساتھ اس کی طرف آنے میں دولت ملے گی
 اے سن ہائے آذکر وہ دراز
 زیں ہوس با چہر اینائی باز
 اے وہ شخص جس نے خواہشوں کی رسی لمبی کر دی ہے تو ان لاپرواہوں سے کیوں باز نہیں آتا
 دولت عمر و دہم بزدال
 تو پریشاں بگر دولت و مال
 عمر کی دولت و دہم کی پر ہے اور تو در و مال کی فکر میں پریشان ہو رہا ہے
 خویش و قوم و قبیلہ پر ز دقا
 تو بریدہ برائے شمال تو خدا
 رشتہ دار۔ قوم اور قبیلہ سب دھوکے باز ہیں لیکن تو نے ان کی خاطر خدا سے قطع تعلق کر لیا ہے
 ایں حمہ را بکشتنت آہنگ
 گو بصلحت گشتہ گاہ بہ جنگ
 سب کا ادا دہ تیر سے قتل کرنے کا ہے کبھی یہ صلح کر کے تجھے قتل کرتے ہیں کبھی چنگھڑ کر کے
 ہست آخراں خدا کارت
 نہ تو بار کسے نہ کس پارت
 تو خود اسی خدا سے تیرا واسطہ پڑے گا۔ نہ تو کسی کا دوست ہے نہ کوئی تیرا دوست
 ہر کہ دار و یکے دلا دے
 جز بولوش نیابد آراے
 جو شخص ایک مشوق رکھتا ہے اُسے بغیر اُس کے وصل کے آرام نہیں آتا

تا نہ بیچہ صبور پیش تا یہ

اور جب تک اُسے نہیں دیکھتا اسے صبر نہیں آتا۔

دور دل عاشقان قرار کہا

عاشقوں کے دل کو کہاں قرار ہے دوست کے

لحسن جاہاں بگوش خاطر شہاں

جوہر کے حسن تھے اُن کے دل کے کاروں میں وہ راز چھوکیا ہے جس کا اظہار ناممکن ہے

کامیاباں دہریں جہاں تاکام

یہ لوگ کامیاب ہیں مگر اس جہاں سے نامراد یہ لوگ تعلقند ہیں جو ہاں سے اڑ کر دوڑ پھلے گئے ہیں

از خود نفس خود مخلص شدہ

وہ اپنی خودی اور نفسانیت سے آزاد ہو گئے اور انوار الہی کے فیضان کے نزل کی جگہ بن گئے

در خداوند خویش دل بستہ

انہوں نے اپنے خدا سے دل لگایا۔ اور غیر اللہ سے اپنا دل توڑ لیا

پاک اور دل غیر منزل دل

نہر کے دل سے ان کے دل کا ناز پاک ہے اور دوست نے ان کے ہاں دل میں گھر بنالیا ہے

ایزہ ریزہ شد آگیتہ شہاں

اُن کے رنگ زہاں، کاشیتہ جانا چھو ہو گیا۔ دلبر کی خوشبو اُن کے سینہ میں سے نکلی رہی ہے

نقش ہستی پشت جلو بار

بارک تبتی نے ہن کے نقش ہستی کو محفوظا لانا ان کے دل کے گریبان سے بار نمودار ہو گیا

ہر دوش نیل عشق بر باید

عشق کا سیلاب اُسے ہانے لپے جاتا ہے

تو بہ کردن در رقصے یار کہا

منہ سے دو گردانی کس طرح ممکن ہے

گفت رازے کہ گفتش تمام

راز چھوکیا ہے جس کا اظہار ناممکن ہے

زیر کمال دودتر پریدہ در دام

مبسوط فیض نور خاص شدہ

باطن از غیر یاز بگستہ

غیر اللہ سے اپنا دل توڑ لیا

یار کردہ جہاں در دل منزل

بہتے دلبر زدہ در سیدہ شہاں

سرسزد آخر و جیب دل دلدار

نقش ہستی پشت جلو بار

بارک تبتی نے ہن کے نقش ہستی کو محفوظا لانا ان کے دل کے گریبان سے بار نمودار ہو گیا

بارک تبتی نے ہن کے نقش ہستی کو محفوظا لانا ان کے دل کے گریبان سے بار نمودار ہو گیا

بارک تبتی نے ہن کے نقش ہستی کو محفوظا لانا ان کے دل کے گریبان سے بار نمودار ہو گیا

بارک تبتی نے ہن کے نقش ہستی کو محفوظا لانا ان کے دل کے گریبان سے بار نمودار ہو گیا

قانیان و پُر از خداٹے وحید
 پاک و رنگین برنگ رب مجید
 وہ قانی ہیں مگر خدائے واحد سے بھرے ہوئے وہ پاک ہیں اور خداٹے مجید کے رنگ ہیں رنگین
 اَللّٰہِ خدایِ گِروِ دِگرِ انساں
 لیکن انیال وروشدند نہاں
 خدا کی ذات علیحدہ ہے اور انسان کی علیحدہ گریہ لوگ تو گویا خدا کے اندر چھپ گئے ہیں
 نے نہ سر ہوش نے نہ پاتخبرے
 ہر سیر و دستاں بنجاک سرے
 نہ سر کا ہوش نہ پیر کی خبر۔ مجرب کے خیال میں ان کا سر خاک پر ہے
 ہر کسے را بخود سر و کاسے
 کار دلدادگاں ہدلدارے
 ہر شخص اپنے کام سے کام رکھتا ہے۔ مگر عاشقوں کا کام مرث مجرب کے ساتھ ہے
 عالم دیگر است عالم نشاں
 دور از غیر حق معالم نشاں
 ان کا جہان ایک اور ہی جہان ہے اور ان کا عالم غیر اللہ سے دور ہے
 خفتہ آمد و بچشم تو بیدار
 جز خدا کس نہ محرم اسرار
 وہ سونے ہوئے ہیں اگرچہ تیری نظر میں بیبا رہیں خدا کے سوا کوئی ان کا محرم اسرار نہیں ہے
 فارغان از مذمت و تحسین
 نے زلمے سے خبر نہ از لغزین
 مذمت اور تحسین کے خیال سے بے پروا ہیں۔ نہ انہیں تریف کی خبر ہے نہ لعنت کی
 ہر کہ باذات او سرے دار و
 پشت بر رویے دیگرے طرد
 ہر شخص خدا کی ذات سے تعلق رکھتا ہے وہ اوروں کی طرف سے پیٹھے پھیر لیتا ہے
 ہر کہ گیرد درش بصدق و حضور
 از درد و بام او ببارد نور
 ہر شخص اس کے علاوہ کو صدق اور غلام سے اختیار کرتا ہے اس کے علاوہ اور چھتے زور سے کہتا ہے

تو رہاں چوم نہ پشینی

اس کی پشینی سے پانہ کی طرح نہ چمکتا ہے اور عشق الہی سے سارا چہرہ روشن ہو جاتا ہے

عشقی اکل یار مدعا گشت

اس دوست کا عشق اس کا مدعا ہی گیا ہے اور غیر اللہ سے اس کا دل جدا ہو گیا ہے

الطیف او ترک بلبال نکند

خدا کا لطیف ہمیشہ اپنے طالبوں کے شامل حال رہتا ہے اس کی ماہ میں کوئی نقصان نہیں آتا

حمر کہ اک در گرفت کارش شد

جس نے وہ دوازاہ اختیار کر لیا اس کو ہم بن گیا اور اس کے کاروبار کی کامیابی پر سینکڑوں امیدیں بندھ گئیں

مشکل اکل دستمال کجا دیدی

تو نے اس محبوب کی طرح کا کوئی اور محبوب کہاں دیکھا ہے پھر کیوں اس کی جدائی کو پسند کر لیا

ہ کہ تو زود تر ریش گیری

بہتر ہے کہ فدا تو اس کا راستہ اختیار کرے۔ ایسا دیکھو کہ اس سے پہلے ہی مرہاٹے

عمیقل ہیں کجا رفت است

اپنی پہلی عمر کو دیکھو کہ کدھر چلی گئی۔ وہ تو ضائع ہو گئی اور کئی کئی مرتبہ تیرے پاس سے آیا اور پوچھا

پارہ عمر رفت در خردی

عمر کا ایک حصہ تو بچھری میں پلا گیا۔ اور ایک حصہ عمر کا تو نے سرکشی میں گزارا

نازہ رفت دبانہ پس خورده

اچھا حصہ تو گیا۔ اب بچا کچھ رہ گیا ہے۔ دشمنی خوشی میں اور دوست نامدانی

پر ہمہ رو ز عشق ربانی

دل نہ غیر خدا جدا گشت

کس پکار ریش زیاں نکند

خدا کا لطیف ہمیشہ اپنے طالبوں کے شامل حال رہتا ہے اس کی ماہ میں کوئی نقصان نہیں آتا

حدا امید سے بروز گارش شد

پس چہرا حجر او پسندیدی

ابن نباشد کہ پیش اذال مہری

رفت و نگر تو چہار رفت است

پارہ را بسرکشی بردی

دشمنان شاد و یار آزرده

دشمنان شاد و یار آزرده

دشمنان شاد و یار آزرده

دشمنان شاد و یار آزرده

دشمنان شاد و یار آزرده

دشمنان شاد و یار آزرده

دشمنان شاد و یار آزرده

دشمنان شاد و یار آزرده

دشمنان شاد و یار آزرده

بشنواز وضع عالم گذراں
 اس جانی نانی کی حالت پر کان رکھ کر کس طرح وہ زبان حال سے بیان کر رہا ہے

کہیں جہاں باکسے وفا نہ کند
 نہ کند صبر تا جدا نہ کند

کہ یہ دُنیا کسی سے وفا نہیں کرتی اور صبر نہیں کرتی جب تک اسے اپنے سے جدا نہیں کرتی

مگر بود گردشِ بشنوی صد آہ
 از دل مُردہ درونِ تپناہ

اگر تیرے کان ہوں تو سن رہا ہوں ہے۔ خود اپنے مردہ اور تپناہ حال دل سے

کہ چہرا رو بنا قسم و خدا
 دل نہاد دم در آنچه گشت جدا

کہ میں نے خدا سے کیوں منہ پھیرا۔ اور ایسی چیز سے کیوں دل لگایا جو مجھ سے ہو گئی

بچپنیں سلتے ترا در پیش
 گور آواز با دہد چوں خویش

اسی طرح تجھے بھی ایک ایسی گھڑی پیش آنے والی ہے۔ قبر تجھے اپنے عزیزوں کی طرح بلا رہی ہے

یاد کن وقت کوچ و ترک جہاں
 جہاں بلب خانہ پُر ز شور و فغان

کوچ کے وقت اور دُنیا کے چھوٹنے کی گھڑی کو یاد کر کہ تو جہاں بلب ہو گا اور گھڑی آہ و فغان کا شور پر پہونگا

زن بنالہ بدیدہ خوں بار
 پسرے گریند انپس دیوار

خیزی بیوی خون کے آنسوؤں سے روتی ہوگی اور بیٹا دیوار کے بچے گرید و نداری کرنا ہوگا

دخترے سر پر مہ آشک روال
 ہر خونیناں شدہ تن بیچال

لڑکی بچے سر پر آنسو بہاتی ہوگی۔ اور سب رشتہ دار مُردہ کی مانند ہوں گے

تاگساں یا نگ آمد از سرورد
 کہ فلاں نیل سر لٹے رحلت کرو

کہ یکدم یہ دردناک آواز آئے گی۔ کہ فلاں شخص اس دُنیا سے گذر گیا

چند فرزند سا گذاشت تنم
پسند بچوں کو تنم چھوڑ گیا۔ اور بھاری بیوہ
بیوہ بیچارہ ماندہ با صد بیم
سینکڑوں دکھ اٹھانے کے لیے رہ گئی

ایں مال است عیشِ دُنیا را
مگر نہ دانی پیرسِ دانا را
گونا گوی زندگی کا یہ انجام ہے۔ اگر تجھے
خیر نہیں تو کسی عقلمند سے ہی پوچھ لے

بر سر گور پائے کشت لے خام
رے نادان تیرا قدم قبر کے اوپر رکھا ہوا ہے۔
ہوش کن تا نہ بد شود انجام
ہوش کر کہ تیرا انجام ہما نہ ہو

ایں جہاں است مثل مُردارے
یہ جہاں مُردار کی طرح ہے۔ اور ہر جانب اس کے طالب کتول کی طرح کھڑے ہیں
ہر طرف چوں سگے طلبگارے
خاک شد تا مگر شود خوش یارے

وہ شخص آزاد ہو گیا جس نے اس مردار سے سالی پائی اور وہ خاک ہو گیا تاکہ وہ دستِ ماضی بر جائے
کس بجار ہش زبیاں نہ کند
خدا کا کلفت اپنے طالبوں کے شالی مال رہنے سے اس کی راہ میں کوئی بھی نقصان نہیں اٹھاتا

اُکلف او ترک ظالباں نکند
ہرگز نہ خود شد ایزدش خواند
نکتہ بہت گر کسے دانند
کھڑکی ہستی سے بُمدا ہو گیا خدا سے اپنے اہل بلایتا ہے

خود زوں کر دیم ورنہ اندکے آزار
ہم نے جس کے مالے ہر دچر ڈھونڈی جو بیکار تھی ہم نے سب اپنی بیعت کوڑ جاہ ورنہ دلال وہ کم تھی
(زول المسیح صفحہ ۹۴ تا ۱۰۰) ۱۰۹-۹۶

اور طبعِ تنم ہر چیز کی آں سیکار بود
رسالہ تشبیہ (الذخیر) دسمبر ۱۹۰۹ء

میں نے جس کے مالے ہر دچر ڈھونڈی جو بیکار تھی ہم نے سب اپنی بیعت کوڑ جاہ ورنہ دلال وہ کم تھی
(رسالہ تشبیہ (الذخیر) دسمبر ۱۹۰۹ء)

تو خرابی خست یا خود مرده ہے یا نہیں
 خواہ تو سویا یا پھل یا ہم پر سوائے بیشمار کر دینے کے اور کوئی ذمہ داری نہیں
 افضلی باشد اندر وقت مستحق
 حدیث مردم بیشمار کردن
 نشے کے وقت ہے فائدہ ہے کہ بیشمار لوگوں کی سسی ہاتھی کی ہانسی
 افضلی ہست باگیسوائے مشکلیں
 حدیث از تبت و تاتار کردن
 سیاہ زلفوں کے ہوتے ہوئے بے فائدہ ہے کہ تبت اور تاتار کا ذکر کیا جائے
 پس از مردن شو و معلومت ایسے یا
 تلاوت رائے سلطان کار کردن
 اسے دوست تجھے مرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ خدا کی مرضی کے ہر نجات کام کرنے کا کیا نتیجہ ہے
 کمر بستن برائے خدمت طبت
 نشانی بر بدن زناہ کردن
 خدمت کی خدمت کے لیے تیار ہو جانے کا اور جسم پر اس کے نشان کے زہار بنانے کا
 لکھوئی خوب اسے نامہ ریاں یار
 پس از اقرار با انکار کردن
 اسے ہے مرد دوست! تو نے اچھا نہ کیا۔ اقرار کرنے کے بعد انکار کرنے سے
 افضلی ہست پیش پائے آل یار
 حدیث از گلین پر خار کردن
 اس دوست کے چہرے کے دو ہر و فضول ہے کہ کانٹے والے چمن کا ذکر کیا جائے
 رویکل گرفتن چھو بیگیاں!
 ز فکر باطل استغفار کردن
 روئیکل گرفتن کی طرح بیگیاں کا طریقہ اختیار کرنا اور فضول خیالات سے استغفار کا ضروری ہے
 حافظ سخن چسپیدان از جمل
 نہ فکر اندر تیر اسرار کردن
 حافظ کے باعث معضرا حافظ سے چھٹے نہ بنا اور اسرار کی باریکیوں میں غور نہ کرنا۔ نامناسب ہے

بجز آفت آن شخصے کہ خبیثید
 جو شخص ایک دنہ موت کی نیند سو گیا وہ جگانے سے نہیں اٹھ سکتا
 سزا از فرمان آمل حاکم مبردار
 کہ دار و قدرت بردار کردن
 اس حاکم کے حکم سے سرتابی نہ کر
 جو پچانسی پر چڑھانے کی قدرت رکھتا ہو
 بایزخست از مردان حق دیں
 نہ میل و طمع در دینار کردن
 مردان خدا سے دین حاصل کرنا چاہیئے۔ اشرافیوں سے طمع اہد محبت نہیں رکھنی چاہیئے
 بکوری طرح ماند غیر معلوم
 سواش از اولی الابصار کردن
 جہات اپنی نابینائی کی وجہ سے معلوم نہ ہو۔ وہ اپنی بصیرت سے دریافت کرنی چاہیئے

ترجمہ الافان دسمبر ۱۹۰۹ء

اٹائے کا عطا اگر پائے من است
 ایک عشق تو بند پائے من است
 اگر پیری رائے ہی رہی ہے جو اٹا کی لٹے ہے لیکن نیرے عشق کی ٹیری میرے پیروں میں پڑی جوتی ہے
 آہ صد آہ رفت عمر بباد
 نفس بد کیش مانند منقاد
 افسوس صد افسوس کہ عمر بباد ہو گئی۔ مگر جانا بد سرشت نفس ملیح نہ بٹھا
 هیچ دشمن بد دشمنی نہ کند
 آنچه کردیم ما بخود بیداد
 دشمن بھی دشمن کے ساتھ وہ نہیں کرتا جو ظلم ہم نے آپ اپنے مور کیا
 کافر اول مردگان دل با دشمن
 بد نیاید نہ مردگان فریاد
 کافر دل کے مڑے جوتے ہیں اور مڑے فریاد نہیں کیا کرتے

دل نہادوں بفرکت دُنیا باز دار و زکار ہائے معاد
 دل کو مصروف رکھنا۔ آخرت کے کاموں سے انسان کو باز رکھتا ہے
 شخص دنیا پرست در دُنیا چند روز سے بسر کند دلِ شاد
 دنیا پرست شخص دنیا میں چند روز ہی خوشی کے بسر کرتا ہے
 افضل حق باید و ریاضت محنت تا بر آید نہ کذب و شر و فساد
 خدا کے فضل اور محنت مجاہد سے ہی انسان جو بڑے شہادت اور فساد سے نجات پاسکتا ہے
 ہر کہ از شر نفس خویش پرست گمشدہ طاعت است و عویش و داد
 جو اپنے نفس کی شرارتوں سے بچ گیا اس کا گناہ بھی طاعت ہے اور اس کی سنتی بھی انعام ہے
 رشید الاذقان ماہ مارچ ۱۹۱۰ء

من نہ واعظ کہ عاشق نہارم آید از طور و اعظاں عارم
 میں واعظ نہیں ہوں بلکہ عاشق نہار ہوں۔ مجھے تو واعظوں کے طریقوں سے عار آتی ہے
 نزد بیگانگان جنوں زدہ ام نزد مستوق نیک ہیشارم
 بیگنوں کے نزدیک میں جنوں میں مبتلا ہوں۔ مگر محبوب کے نزدیک بڑا ہیشار ہوں
 رشید الاذقان ماہ مارچ ۱۹۱۰ء

تو در فراق تزار آیدم نہ وقت وصال بجز تم کہ من از عشق کوچے سے جویم
 مجھے فراق میں یہی آتا ہے نہ وصل میں۔ حیران ہوں کہ میں اس کے عشق میں کیا تلاش کرتا ہوں
 رشید الاذقان ماہ مارچ ۱۹۱۰ء

کاش تا دوست راہ یافتے
 کاش میں دوست تک پہنچ سکتا۔ اور اے ایک نظر دیکھنے کی علت مجھے مل جاتی !
 از صورت یک نگاہ یافتے

انٹی و درو عشق بجا نم گداشتی
 از چہم خبر نشد بدل اندر چہ داشتی
 ز چہاں گداور اپنے عشق کا در دیری جان کیلئے چہ کر گیا اگر مجھے کچھ بھی تیرے دکا تیرے دل میں کیا خیالات تھے

(تشیخ الافغان ماہ مارچ ۱۹۱۰ء)

اے شوخ ز ناتواں چہ جوئی
 از خستہ و نیم جاں چہ جوئی
 اے شوخ تو کز در سے کیا ڈھونڈتا ہے اور زخمی نیم جان سے کیا چاہتا ہے

بر فیم و فنا شدیم و مر ویم
 ہم گدائے گدا ہو گئے اور گئے اب تو گم شدہ دلوں کا کیا نشان ڈھونڈتا ہے

یاباست قریب نزد حال ہم
 اے ابلہ تو از بتاں چہ جوئی
 دوست تو جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اے بد وقت تو بتوں سے کیا چاہتا ہے

پیراں نکلند تو یہ از عشق
 اے محنت ساز جواں چہ جوئی
 جب بڑھے بھی عشق سے تو یہ نہیں کرتے تو اے محنت ساز جواںوں سے کیا چاہتا ہے

دنیائے دنی است چند روزہ
 نوراحت جواداں چہ جوئی
 ذلیل دنیا چند روزہ ہے۔ تو اس میں دائمی خوشی کیا ڈھونڈتا ہے

زینجا شتاب آتھی دست
 از مریبہ ارغماں چہ جوئی
 اے عزم پیل سے ہلادی روانہ ہو تو ایک کوڑی میں سے تکلیف کیا ڈھونڈتا ہے

تیرش زکے خطانہ کر دست
اس کا تیر کبھی خطا نہیں گیا اس کے تیر سے کیا اماں ڈھونڈتا ہے
از ناوک او اماں چہ جوئی
بر کاخ فلک ترا بخواند
تجے تو ز شمس آسمان کی لوت بلا ہے میں۔ پھر تو گمانس پورنس کا گھونسا کیوں تلاش کرتا ہے
فترخ در یار را فرا گیر
پیر امن این و اسل چہ جوئی
اسے فترخ یاد کی چو کھٹ کو اختیار کر۔ زید و بکر کے ارد گرد کیا پھرتا ہے
(تشیخ الاذہان فردوسی ۱۱۹۱)

تو قدر ہو وجہانی ترا شناختہ ام
تو حمد تن اندو تو جہانی ترا شناختہ ام
تو دونوں جہان کا نہ ہے میں نے کچھ پہچان لیا ہے سب ان میں اور زبان ہے میں نے کچھ پہچان لیا ہے
مروتہ بند و عشق و صنم سا خبر نشند
صدکہ کر دم و بدل او اثر نشند
میں عشق کے درد سے مر گیا مگر صنم کو خبر تک نہ ہوئی سیکڑوں آہیں کس کس کے دل پر اثر نہ تھا
دان کشال روی زمین لے یار مر شمس
و صنم نے رسد کدلت سا خود کشم
اسے پہچان کر ہر دولت لڑی رہائی کے لئے میرے پاس گذرے گرجھ میں یہ طاقت نہیں کہنے کے لئے کیوں کھینچوں
اند تمام شہرہ بیچارہ پرسی ام
حال شوخ دیدہ میں کہہ میں طوطا و کرد
تمام شہر میری بیچارہ پرسی کے لیے آید مگر اس شوخ چہم کو دیکھ کر اس نے ادھر کا رخ بھی نہ کیا
اسے مونس جان بے قرارم
خسود ز غم تن نزارم
اسے میری بے قرار جان کے رفیق میلا کز در جسم غم کے مارے ڈبلا ہو گیا ہے

برمن غمِ فرقت تو سخت است
 وریاب کہ سخت گشت کارم
 تیری جدائی کا رنج میرے لیے بہت سخت ہے
 فریاد کو پہنچ کر میری حالت تباہ ہے
 بہت کٹھن اور غم بھر پور ہوا ہے
 من اتریں ناظم کجاہاں ہم فیذا زخیر
 اگر ساتوں دلا تیں میرے حال سے بچر ہوں تو معافیہ تیں مجھے
 تو یہ غم ہے کہ محبوب کو بھی میرے حال کی خبر نہیں
 لاشون بایک درو قل کل علم و عقل
 لکھتے ہر نامہ تاشیدہ نہ باشد معتبر
 صاحب علم و عقل کی یہ بات ذہنی نشیہ کر لینی چاہیے کہ ہر کندہ ناتراش کی بات معتبر نہیں ہوا کرتی
 عاقلان کی کثرت میں کد در دل اتر
 جاہلال اور افسر محمد پند نا بد کا لگ
 عقول کے لیے تو ایک اشارہ بھی دل باز کرتا ہے کہ گراہوں اور سیکڑوں وغیرہ عقول کے بھی کارگر نہیں ہوتے

رافعقل ۹ جون ۱۹۱۳ء

کجااں مفسدے راجائے باشند
 کہ رفت از حضرت علیائے سلطان
 اس مفسد کا کماں ٹھکانا ہے جو سلطان کی عالی بارگاہ کو چھوڑ کر چلا گیا
 والا گر عافیت خواہی بناچار
 بیاید بر در فال ہائے سلطان
 خبردار۔ اگر تو خیریت چاہتا ہے تو ضرور مجھے سلطان کے احکام کو ماننا پڑے گا
 کسے کو خوشنق را بندہ داند
 کجا گیرد و گورد جائے سلطان
 وہ شخص جو اپنے تئیں بندہ سمجھتا ہے وہ سلطان کی جگہ دوسرے کو کب اختیار کرتا ہے
 گدار ارانے باشند حسب قدش
 نہ چوں رائے جہاں پوائے سلطان
 گدار ارانے تو اس کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے نہ کہ سلطان کی جہاں دیدہ رائے کی طرح

از جان و مایه و عورت بشود دست
 اگر سرتابی از ایائے سلطان
 جان سال اور عورت سے ہاتھ دھو رکھو۔ اگر تو سلطان کے اشارے سے سرتابی کرتا ہے
 ہنوزت از ریاست باخبر نیست
 کہ سے بیٹی تحمل ہائے سلطان
 ابھی تک تجھے ریاست کا علم نہیں ہوا کیونکہ تو نے ذمہ صفت سلطان کا تحمل ہی دیکھا ہے
 بزرگال سرفرو آرنہ فی الفور
 بجگم درگہ والائے سلطان
 بزرگ روگ فدا سرینچا کرتے ہیں سلطان کی باعوت ہاتھ کے احکام کے سامنے
 نشان گوش نجات است واد بار
 از دن رائے خلافت رائے سلطان
 یہ قسمتی اوراد بار کی علامت ہے کہ سلطان کی رائے کے برخلاف رائے دی جائے
 مزویوں زقا دن شریعت
 بزق رائے خلافت رائے سلطان
 شریعت کے قانون سے باہر نہ نکل اور سلطان کی رائے کے خلاف رائے نہ دے
 بزندان سے قتل شمع کز جل
 انداز خطا پروائے سلطان
 وہ میبک قید خانہ میں ڈالا جاتا ہے جو جہالت کی وجہ سے غلطی کر کے سلطان کی پروا نہیں کرتا
 حال باید گزین از سر و چشم
 کہ باشند اندر ال ایائے سلطان
 وہی بات کامل اقیاد کے ساتھ فیتنا کرنی چاہیے جس کے بارے میں سلطان کا ایسا ہو
 کند یا جان خود بازی جو لے
 کہ نبدار و دیگر ہمتائے سلطان
 وہ بیوقوف بی جان کے ساتھ کھیلتا ہے جو سلطان کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک سمجھتا ہے

را فضل و جود فی ۱۳۱۳

حرکت بے تحقیق بکشاید و ہن
خود بچیردے کشد بسیار تن

ہر شخص بغیر تحقیق کے منکر نانا ہے وہ خود بھی مرنا سے اور بہت سے دوسروں کو بھی مارنا ہے

زور ہاں تذال سخن کر مردہ است
زیکہ بے نور است دل آفسردہ است

وہ بات نہ ہوتی ہے جو روایت ہے ہمیشہ شخص کی طرف سے ہو کیونکہ وہ تو خود ہے نور اور پڑ مردہ دل ہے

زندگی حار و سخن کر زندہ است
سچو باراں زندگی جھنڈہ است

جو زندہ ہے اس کی بات سچی جان رکھتی ہے اور بارش کی طرح سے زندگی بخش ہوتی ہے

لب بندے کو ناکور است دل
آنا پیش عارفاں گردی نخل

اسے اندھے جب تک سیرا مل تا بند ہے تو اپنے ہونٹوں کو بند رکھنا کہ عارفوں کے رو پر و شرمندہ نہ ہو

تا بگرد سیدہ تو پاک و صاف

جب تک تیرا سیدہ پاک و صاف نہ ہوئے دل وقت تک خاموشی اختیار کر

در افضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۳

سید کر دن کار ما آمد مگر
عید خنزیریں سہل است اسے پیر

ہمارا کام شکار کرنا ہے مگر اسے صاحبزادے سونڈوں کا شکار آسان کام نہیں ہے

جان کب و شربت تو کمال سے روم
در رومولی فدا جان و دلم

میں تھیلی پر سر رکھ کر خنزیروں کے جھگڑ میں جاتا ہوں۔ خدا کی راہ میں میرے دل و جان قربان ہوں

انعام ال کس نہیں جھنڈہ و جود
انکہ خود معدوم شد گویا نبود

مردم سے وہی شخص جو دھماکے سے بولے خود ایسا فنا ہو چکا ہو گویا وہ تھا ہی نہیں

جان ما قربان را و یار ما
تا مگر کاری شود این کار ما

ہماری جان ہلکے سے دوست کی راہ میں نثار ہوتا کہ ہمارے اس کام سے کوئی ٹانڈہ اپنے

فتح و نصرت خادم باپوں قلام
 اللہ یعلینادوانعلی مدام
 فتح و نصرت غلاموں کی لوح ہماری خادم ہیں اللہ ہم کو غالب کرے گا اور ہم کمی بھی متلوب نہ ہونگے
 راجھنسل ۳۱ دسمبر ۱۹۱۱ء

<p>درد و آگ کی صورت قرآن عیال نمائند انفس کہ قرآن کے چرو کی خوبصورتی ظاہر نہ رہی گردا گرد یہ ہے کہ خود نوظاہر ہے لیکن اس کے قدر شناس نہ رہے مرم طلب کنند کہ اعجاز اس کی جا ست صد زور و صد دروغ کہ اعجاز دال نکالے</p>	<p>آں خود عیال مگر اثر عار غفلت نمائند اس کا ہے کہ کوئی اعجاز داں نہیں رہا اگر کوئی خوب گیسوئے عنبر فشان نمائند</p>
<p>ہم خود ترانہ ہے ہم گوردور غفلت کی رہ سے ہماری نظر میں وہ خوبصورت چہرہ مدد و شہوار زلفیں قیوں میں بیتم کہ ہر کیے پر غم نفس تیار است میں دیکھتا ہوں کہ شخص اپنے ذاتی تفکرات میں مبتلا ہے۔ کسی کو بھی قرآن کی اشاعت کا فکر نہیں</p>	<p>لوگ پوچھتے ہیں کہ اس کا اعجاز کہاں گیا اور امانت ہے ایک سنت نسخ اس کا ہے کہ کوئی اعجاز داں نہیں رہا کویرم داد کمال تغافل پچھتم ما ایں بیسنے کہ هیچ کشش کا ردال نمائند</p>
<p>جہلم کیاب شدہ غم اس کتاب پاک اس کتاب کے غم میں میری جان کیاب ہوگئی بعد میں اس قدر عمل کیا ہوں کہ نہ بھنے کی کوئی اُمید نہیں</p>	<p>میں نے دوست کی بات سنا تھا کہ اللہ نے اس کی مدد کی تھی اشبہ ہے اس حال کہ کتاب تمام نمائند</p>
<p>دش بد کے مرنچاے شکیب رود کسی خیال کی وجہ سے کل کی قدر مجھے میرا تراگر آج رات میرا حال نہ ہوچکا کہ پھر بھی نام نڈال باقی نہیں رہی</p>	

<p>۱۔ یہ تباری اور دے وقت نصرت است</p> <p>۲۔ غنوقات کے سوا کہ مزید نصرت کا وقت ہے کہ کو کثیر ہے بارغ میں کوئی بھی باغیاں نہیں رہا</p> <p>۳۔ صد بار قصہ ہاگم از خمی اگر</p> <p>۴۔ میں خوشی کے لئے بیکاروں مفرقیوں کوں۔ اگر یہ دیکھ لوں کہ قرآن کا دل کش جمل پوشیدہ نہیں رہا</p> <p>۵۔ درخج و دروسے گندہ نمہ روزگار</p> <p>۶۔ ہم سچ اور خدا میں زندگی گزار رہے ہیں اسے سب ہم فرما کر تیرے سوا ہمارا اور کوئی صواب نہیں رہا</p> <p>۷۔ یارب چہ بہر من غم فرقاں مقدر است</p> <p>۸۔ اسے سب کیا میری تقدیر میں ہی فرقان کے لیے تم کہا تھا ہے یا ان لوگوں میں سے سوا اور کوئی واقعہ حقیقت ہی نہیں</p> <p>۹۔ دیدم کہ ترا ہلال رہ فرقاں گنڈا شند</p> <p>۱۰۔ میں نے دیکھا کہ تارا ہلال قرآن کا لہجہ بڑھا ہے اس لیے میرے دل میں بھی ان کا محبت کا نشان باقی نہیں رہا</p> <p>۱۱۔ لے خواہر پنج روز بود لطف زندگی</p> <p>۱۲۔ کس انچہ صوم و دیں خاک دل نامند</p> <p>۱۳۔ بے خواہر زندگی کا لطف چند دن کے لیے ہے کوئی بھی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہا</p> <p>۱۴۔ امروز گروں از پئے قرآن سوز دست</p> <p>۱۵۔ غم سے دگر تر از جناب یگان نامند</p> <p>۱۶۔ اگر آج کے دن تیرا دل قرآن کے لیے نہیں جلتا تو پھر خدا کی درگاہ میں تیرا کوئی عذر باقی نہیں رہا</p> <p>۱۷۔ بگذارد و دشمنی دشمن غزل و شعر</p> <p>۱۸۔ اسے خود چہ چہر مست اگر قدر اس نامند</p> <p>۱۹۔ شہی کے درد و دشمنی و نزل کے مشق کہ چھوڑے چیریں کیا حقیقت رکھتے ہیں اگر قرآن ہی کی قدر نہ رہی</p> <p>۲۰۔ در خواباں نشینی و صد ناز سے کئی</p> <p>۲۱۔ اسے دلا کہ بیدار است کس از خدا ماں نامند</p> <p>۲۲۔ تو کہوں میں تم کو کیسے کمال تا زخو سے کتا ہے گروہ جو اصلی سردار ہے اس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں</p>	<p>۱۔ در پستان سلسلے کس باقیال نامند</p> <p>۲۔ یارب کہ حسن لکشی فرقاں نماں نامند</p> <p>۳۔ یارب تر جمیکہ دگر مہرباں نامند</p> <p>۴۔ یا خود ویریں زمانہ کے راز دال نامند</p> <p>۵۔ تا چار عدد و لم اثر ہر شال نامند</p> <p>۶۔ کس انچہ صوم و دیں خاک دل نامند</p> <p>۷۔ غم سے دگر تر از جناب یگان نامند</p> <p>۸۔ اسے خود چہ چہر مست اگر قدر اس نامند</p> <p>۹۔ اسے دلا کہ بیدار است کس از خدا ماں نامند</p>
---	--

خلق آذربائے شوکت و دنیا چہا کنند
 دروا کہ سر کہید چو مرصیال نماند
 لوگ دنیا کی شان شوکت کے لیے کیا کیا کرتے ہیں مگر انہیں کہ کعبہ کی محبت تہوں کی محبت کے برابر بھی نہیں رہی
 اسے بے خبر بجز محبت فرماں کر بہ بند
 ازل اختیار کیا گنگ بر آید ظلال نماند
 اسے بے خبر فرماں کی خدمت کے لیے کرا نامہ لے اس سے پہلے کہ یہ آواز اُٹھے کہ ظالم شخص مر گیا
 لے سہی کا معراج ہے
 (اشتہار اہل اسلام کی فریاد)

اسے تو تعلیم وید آوارہ
 منکر از فیض بخش ہوارہ
 اسے کہ تو رب کی تعلیم کی دور سے گراہ ہو گیا ہے
 اور دائمی فیض رساں خدا کا منکر ہے
 اہل تقدیر کے کہ نسبت زد و چارہ
 نذر تو عاجز مست و ناکارہ
 وہ قادر جس کے سوا کسی کا گذارہ نہیں ہے
 تیرے نزدیک عاجز اور ناکارہ ہے
 بشنوی گر بود بخت روئے
 شور قالوا ابلی ز ہر سوئے
 اگر تیرا مد خدا کی طرف ہو تو تو ضرور مٹے گا ہر طرف سے قالوا ابلی کا شور
 اسکلہ باذات او بقا و حیات
 چوں بیانشد بدیع مائل ذات
 وہ کہ جس کی ذات سے ہر لقا اور زندگی جاہل ہے وہ ذات ہماری خالق کیوں نہیں ہو سکتی
 ناخوانی مست طور مخلوقات
 کئے خدا ایں جہیں بود ہیہات
 کزوری تو مخلوقات کا خاصہ ہے مگر خدا ایسا کیوں ہو سکتا ہے۔ انہیں!
 کئے پسند و خرد کہ رب تقدیر
 ناخوان باشد ضعیف و حقیر
 عقل کب پسند کرتی ہے کہ قادر خدا کمزور ضعیف اور حقیر ہو

نظر سے گن بہ شانِ ربانی	داوری یا ممکن بناواری
عدا تھائی کی شان پر غور کر اور	تادائی کی وجہ سے جھگڑا نہ کر
ایں چودین استہاں چہ آشین ست	کہ خدا ناتواں و مسکین است
یہ کونسا دین ہے اور یہ کیسا تازن ہے	کہ خدا بھی گدرد اور بیگس ہے
گر دین دین کشیستی شاد	نایب عمر یا دہی بر باد
اگر تو اس دین و مذہب پر خوش ہے تو تو اپنی	عمر بھر کی کمائی کو بر باد کر رہا ہے

(سرمد چشم آریہ ص ۱۸۸۶ مطبوعہ ۱۹۸۶ء)

تمت